

عشرہٴ مجالس

علی وارث انبیاءؑ

۱۱ صفر تا ۲۰ صفر ۱۴۲۲ھ ... ۲۰۰۱ء

..... بمقام

امام بارگاہ جامعہ سبطین گلشن اقبال، کراچی

..... انیس خطابت

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : عشرہ مجالس علی وارث انبیاء
مقرر : علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی
اشاعت : ۲۰۱۲ء
تعداد : ایک ہزار
کمپوزنگ : طارق وحید
قیمت : ۳۰۰ روپے
ناشر : مرکز علوم اسلامیہ

..... ﴿ کتاب ملنے کا پتہ ﴾

مرکز علوم اسلامیہ

فلٹ نمبر 102، مصطفیٰ آرکیڈ، سندھی مسلم کواپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی

کراچی۔ فون: 02134306686

website: www.allamazameerakhtar.com



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست

۱۔ پیش لفظ... ﴿علامہ محمد علی عابدی (فرزند علامہ عرفان حیدر عابدی)﴾..... ۲۹

پہلی مجلس

تفصیل وراثت

﴿صفحہ نمبر ۶۷۵۰﴾

- ۱۔ حسین رضا سلمہ کی مختصر گفتگو
- ۲۔ علی وارث انبیاء بھی اور فخر انبیاء بھی
- ۳۔ وراثت کفر نہیں ہے، بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے
- ۴۔ کوئی بھی شعبہ ہو ہر شخص اپنے بعد وارث چاہتا ہے
- ۵۔ دنیا کی ہر شے میں وراثت ہے مگر شرائط کے ساتھ
- ۶۔ انبیاء معصوم ہیں وارث خطا کار نہیں ہو سکتا
- ۷۔ خلافتوں میں بادشاہتوں میں فتوحات بیس (Base) ہیں
- ۸۔ کسی نبی نے کوئی ملک فتح نہیں کیا
- ۹۔ علی نے ملک نہیں ذہنوں اور دلوں کو فتح کیا
- ۱۰۔ حضرت سلیمان کی حکومت عام حکومت نہیں تھی



- ۱۱۔ زمین کی حکومت خلقت آدم سے ہی انبیاء کو مل گئی تھی۔
- ۱۲۔ آدم کو زمین کا پورا کنٹرول (Control) دیا گیا تھا۔
- ۱۳۔ آدم کی خلقت فرش کے لئے تھی عرش پہ کیوں رہتے۔
- ۱۴۔ آدم میں خطا کیوں تلاش کی گئی۔
- ۱۵۔ وارث انبیاء وہ جو کونے کے بازار میں اعلان کرے۔
- ۱۶۔ وارث کا کام بزرگوں کی نجابتوں، شرافتوں کی حفاظت ہے۔
- ۱۷۔ کائنات کی زندگی کا دار و مدار آفتاب پر ہے۔
- ۱۸۔ یہ کس نے بتایا کہ علی وارث انبیاء ہے۔
- ۱۹۔ ختمی مرتبت اور اہل بیت کن چیزوں میں بالکل برابر ہیں۔
- ۲۰۔ درود سے بڑی کون سی سلطنت ہے۔
- ۲۱۔ انبیاء کی صفات اگر دیکھنا چاہو تو علی کو دیکھو۔
- ۲۲۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تاریخ تھا۔
- ۲۳۔ پوری نبوت ہمیں معلوم ہونی چاہئے۔
- ۲۴۔ اگر نبوت کے بعد امامت نہ مانی تو قیامت آجائے گی۔
- ۲۵۔ عبد اللہ ابن عقیف نے آنکھوں کا سوال کیا۔
- ۲۶۔ ابن زیاد کو عبد اللہ ابن عقیف نے بھرے مجمع میں لٹکا رہا۔
- ۲۷۔ ظلم کرنے والے ظلم کر گئے مظلوموں نے شانِ مظلومیت دکھائی۔
- ۲۸۔ کونے کا بازار اور قافلے کی آمد۔
- ۲۹۔ زینبؓ کا ایک اشارہ، خاموشی طاری ہو گئی۔
- ۳۰۔ بازار کوفہ میں شہزادی زینبؓ کا خطبہ۔

دوسری مجلس
تمہید و راشت

.....صفحہ نمبر ۶۸ تا ۸۹..... ﴿﴾

- ۱۔ سلسلہ انبیاء انسانوں پر اتمامِ حجت تھا
- ۲۔ سب انبیاء برابر نہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے
- ۳۔ تین سو تیرہ مرسلین باقی سب نبی تھے
- ۴۔ پہلی شریعت حضرت نوحؑ لائے
- ۵۔ حضرت ابراہیمؑ نے نوحؑ کی شریعت کو منسوخ کیا
- ۶۔ حضرت موسیٰؑ کی شریعت بنی اسرائیل میں رائج ہوئی
- ۷۔ حضرت عیسیٰؑ نے حضرت موسیٰؑ کی شریعت کو منسوخ کیا
- ۸۔ حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کا تسلسل برقرار رہا
- ۹۔ نبوتوں کے سلسلے ظاہر اور باطن دونوں میں چلے
- ۱۰۔ اگر معرفت نہیں تو کچھ سمجھ میں نہیں آئے گا
- ۱۱۔ گرمی پیدا کرو، آنچ کی لپک محسوس کرو، آگ پہ چلو
- ۱۲۔ جہاں معرفت کی آنچ نہ ہو وہاں صرف ظاہری دین ہوتا ہے
- ۱۳۔ جس کو تین کے بارے میں علم نہیں وہ صراطِ مستقیم کیا جانے
- ۱۴۔ سرحدیں بدلتی ہیں تو نظریات بدل جاتے ہیں
- ۱۵۔ گناہ گار کی سرحد اور ہے عصمت کی سرحد اور ہے
- ۱۶۔ معرفت کی ٹریننگ کے لئے امام جعفر صادقؑ نے مجلسیں شروع کرائیں
- ۱۷۔ اکثریت نے دین کو ضرور تالیا ہے



- ۱۸۔ مجلس صرف شیعوں کے لئے نہیں ہے۔
- ۱۹۔ ایمان اور معرفت یکجا ہوں تو دین سمجھ میں آتا ہے۔
- ۲۰۔ سوائے مجلس کے انبیاء کا تذکرہ کہیں نہیں ہوتا۔
- ۲۱۔ حسینؑ نے آدمؑ سے خاتم تک کے ناموں کو زندہ رکھا ہے۔
- ۲۲۔ معرفت نہ ہو تو انسان ہدیان بننے لگتا ہے۔
- ۲۳۔ معجزات کے تمنے لگا کر اللہ اپنا نمائندہ بھیجتا ہے۔
- ۲۴۔ جادو اور ہے معجزہ اور ہے۔
- ۲۵۔ معجزے کا بانی اللہ، جادو کا بانی شیطان۔
- ۲۶۔ آدمؑ سے کئی کروڑ برس پہلے اجنہ کی حکومت تھی، حیوانوں کی شکل میں۔
- ۲۷۔ شیطان منہ موڑنے والے کو کہتے ہیں۔
- ۲۸۔ کسی کے دل کی بات اللہ ظاہر نہیں کرتا۔
- ۲۹۔ مومن، منافق اور کافر کی تعریف کیا ہے۔
- ۳۰۔ شیطان اور منافق کا ذکر مدنی سورتوں میں زیادہ ہے۔
- ۳۱۔ مسلمان اللہ کی مرضی والی عبادت کر رہا ہے یا اپنی مرضی والی۔
- ۳۲۔ تہتر فرقوں میں کوئی صحیح نماز پڑھ رہا ہے۔
- ۳۳۔ اللہ کی مرضی میں اپنی مرضی شامل کرنا شرک ہے۔
- ۳۴۔ کائنات میں پہلا جھگڑا فضیلتوں پر شروع ہوا۔
- ۳۵۔ آگ خائن ہے مٹی امین ہے۔
- ۳۶۔ مخلص بندے ہی آدمؑ کے وارث ہیں۔
- ۳۷۔ مومن اور کافر قیامت میں حسینیتؑ سے پہچانا جائے گا۔
- ۳۸۔ جب قافلہ کر بلا سے چلا پنجتنؑ ساتھ تھے۔
- ۳۹۔ جناب سلیمانؑ کے مصائب۔



تیسری مجلس علی وارثِ آدمؑ

﴿.....صفحہ نمبر ۹۰ تا ۱۱۳.....﴾

- ۱۔ ہمیشہ انسان کو روشنی کی ضرورت رہی -----
- ۲۔ پہلا چراغ پتھر کی چنگاری اور جانور کی چربی سے بنا -----
- ۳۔ چراغ سے بجلی کی روشنی تک کا سفر -----
- ۴۔ پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی -----
- ۵۔ آفتاب نبوت کی روشنی قیامت تک رہے گی -----
- ۶۔ اتنی روشنی میں تاریخ تاریک ہوگئی -----
- ۷۔ معراج کے پردے کے پیچھے عالم ہوتا تھا -----
- ۸۔ خلقتِ آدمؑ کے مختلف مراحل کیسے طے ہوئے -----
- ۹۔ اللہ کو اُس کے گھر میں اُترنے والے سے سمجھو -----
- ۱۰۔ مباہلے سے پہلے مباہلے کا منظر نظر آ گیا -----
- ۱۱۔ آدمؑ کی مٹی اُس نے گوندھی جو مٹی کا باپ ہے -----
- ۱۲۔ اے انسان تیرے اندر تو عالم اکبر چھپا ہوا ہے -----
- ۱۳۔ پہلے آدمؑ کے پتلے کا ملائکہ سے احترام کرایا -----
- ۱۴۔ شیطان آدمؑ کے پتلے کو ٹھوکریں مارتا تھا -----
- ۱۵۔ آدمؑ کا پتلا سر زمین نجف پر لایا گیا -----
- ۱۶۔ سجدہ صرف مٹی پر ہوتا ہے کائنات کی سب سے پاک مٹی -----
- ۱۷۔ ہم ”عظمتِ سجدہ“ کو سمجھتے ہیں -----

علی وارث انبیاء

- <http://fb.com/ranajabirabbas>



- ۳۹۔ آدمؑ کی نسل کس طرح آگے بڑھی -----
- ۴۰۔ وراثتِ انبیاءؑ کا پورا سلسلہ آدمؑ سے علیؑ تک -----
- ۴۱۔ بلندیاں ہمیشہ علیؑ کی طرف رجوع کرتی ہیں -----
- ۴۲۔ فضائلِ علیؑ کو ڈھونڈتے رہتے ہیں، کیا کہنا علیؑ کا -----
- ۴۳۔ سُریانی زبان میں آدمؑ کے معنی مٹی کے ہیں -----
- ۴۴۔ آدمؑ کو مٹی سے بنانے کا کیا مقصد تھا؟ -----
- ۴۵۔ حسینؑ نے کربلا میں ساری نبوتوں کو بچا لیا -----
- ۴۶۔ شعورِ عزاداری بہت ضروری ہے -----
- ۴۷۔ عزاداری کے اپنے آئین و آداب ہیں -----
- ۴۸۔ حسینؑ نے راہب کو بیٹے کیسے دیئے -----
- ۴۹۔ اللہ وہی کرتا ہے جو حسینؑ چاہتے ہیں -----
- ۵۰۔ بیٹا اللہ نہیں حسینؑ دیتے ہیں -----
- ۵۱۔ یزید جیسے بیٹے شیطان دے رہا ہے -----
- ۵۲۔ شیطان نطفوں میں سرایت کر جاتا ہے -----
- ۵۳۔ پہاڑ ہٹ سکتے ہیں بیٹا دینا کیا مشکل ہے -----
- ۵۴۔ راہب کی فرمائش، حسینؑ کا وعدہ کرنا -----
- ۵۵۔ راہب گیارہ ہجری سے اکٹھ ہجری تک انتظار کرتا رہا۔ -----
- ۵۶۔ حسینؑ نے وعدہ وفا کیا، آگئے حسینؑ مگر کس انداز سے -----
- ۵۷۔ حسینؑ تم تو بیٹے دیتے تھے تمہیں کیوں مارا گیا۔ -----

چوتھی مجلس علی وارثِ ادریسؑ

﴿.....صفحہ نمبر ۱۱۲ تا ۱۳۴.....﴾

- ۱۔ تقریر خطیب نہیں کرتا، سامعین اُس سے تقریر کرواتے ہیں۔۔۔۔۔
- ۲۔ ذکرِ حسینؑ کی کشتی نجات صدیوں سے کیسے چل رہی ہے۔۔۔۔۔
- ۳۔ جنابِ ادریسؑ کے عہد تک انسان کا لباس درخت کے پتے۔۔۔۔۔
- ۴۔ نامِ اخنوخ، لقبِ ادریسؑ، کپڑے کے لباس کے موجد ہیں۔۔۔۔۔
- ۵۔ زیادہ تر انبیاء اپنے القاب سے مشہور ہیں۔۔۔۔۔
- ۶۔ دنیا کے پہلے پروفیسر، پہلی یونیورسٹی قائم کرنے والے ادریسؑ ہیں۔۔۔۔۔
- ۷۔ حروفِ ابجد کا تعلق عبرانی زبان سے ہے۔۔۔۔۔
- ۸۔ حروف کی اشکال مقرر کی گئیں۔۔۔۔۔
- ۹۔ حروف میں اہم چیز نقطہ تھا۔۔۔۔۔
- ۱۰۔ جن کے پاس نقطہ ہے وہ شین ہیں بلا نقطہ سین ہیں۔۔۔۔۔
- ۱۱۔ اللہ کا گروپ ہمیشہ مختصر اور اقلیت میں ہوتا ہے۔۔۔۔۔
- ۱۲۔ دولت اور شاہی جہالتوں سے اپنے آپ کو منواتی ہے۔۔۔۔۔
- ۱۳۔ کچھ ہستیاں ایسی ہیں جو روٹی اور پانی دیتی ہیں۔۔۔۔۔
- ۱۴۔ اہرامِ مصر حضرت ادریسؑ نے تعمیر کرائے تھے۔۔۔۔۔
- ۱۵۔ اہرامِ مصر میں غلہ محفوظ رہتا تھا۔۔۔۔۔
- ۱۶۔ مسجدِ سہلہ حضرت ادریسؑ کا گھر تھا۔۔۔۔۔
- ۱۷۔ حضرت ادریسؑ کا ایک لقب خیاطِ الانبیاء بھی ہے۔۔۔۔۔

- پانچویں مجلس
علی وارثِ نوحؑ

.....صفحہ نمبر ۱۶۲ تا ۱۳۵..... ﴿﴾

- ۱۔ سلسلہ ہدایت ایک آن موقوف نہیں ہے۔
۲۔ امامت کی نقل بنانا آسان ہے نبی کی نقل مشکل ہے۔

- ۲۰۔ جب سارے سیارے برج سرطان میں جمع ہو جائیں تو نہ رکنے والی بارش ہوتی ہے

- ۲۴۔ کشتی نوحؑ میں شیر بکری کا ایک ہی گھاٹ تھا
۲۵۔ گدھے کے ساتھ شیطان بھی کشتی میں آ گیا
۲۶۔ نوحؑ کے تین بیٹوں نے بہتر زبانیں ایجاد کیں
۲۷۔ نوحؑ کی کشتی نے کعبے کے سات طواف کئے
۲۸۔ آدمؑ کی وصیت نوحؑ کے نام
۲۹۔ سمندر کا جوار بھانا نوحؑ کے طوفان کا پانی ہے
۳۰۔ سطح سمندر زمین سے بلند ہے
۳۱۔ نوحؑ نے کشتی سے بیوی کو آواز نہیں دی
۳۲۔ ہم ہر سال محرم میں کیوں کہتے ہیں آ جاؤ، آ جاؤ
۳۳۔ پہلے رہنما بعد میں قوم ڈوبتی ہے
۳۴۔ ایک صحابی نے دوسرے صحابی کو گدھے کی کھال میں جلادیا
۳۵۔ محمد بن ابی بکرؓ پرورش علیؑ کے گھر، اُس کا اثر اور وجہ
۳۶۔ محمد بن ابی بکرؓ پرورش علیؑ کے گھر، اُس کا اثر اور وجہ
۳۷۔ نوحؑ کے بیٹوں کے نام پر ملکوں کے نام پڑے
۳۸۔ ایشیاء حضرت نوحؑ کی بیٹی کا نام ہے
۳۹۔ ایک زمین کی قیمت بار بار دی گئی، ایک اب تک نہیں دی گئی
۴۰۔ بھائی بہن کو یا بہن بھائی کو زیادہ چاہتی ہے تاریخ فیصلہ نہ کر سکی
۴۱۔ جب سے بھائی نے مجھ پر چادر کا سایہ کیا ہے دل بے قرار
۴۲۔ جب حسینؑ مدینے سے باہر جاتے تو بہن رخصت کرتی تھی
۴۳۔ زینبؓ کو بھائی کی آمد کا انتظار رہتا تھا
۴۴۔ زینبؓ! اگر کبھی بھائی باہر جا کر واپس نہ آ تا تو



چھٹی مجلس علی وارث ابراہیمؑ

﴿.....صفحہ نمبر ۱۶۳ تا ۱۹۳.....﴾

- ۱۔ زمین امانت دار ہے چیزوں کو محفوظ رکھتی ہے۔
- ۲۔ جب وارث آئے گا زمین اپنے خزانے اُگل دے گی۔
- ۳۔ ہزاروں تہذیبیں بھی زمین اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے۔
- ۴۔ دنیا کی سب سے پرانی تہذیب عراق کی ہے۔
- ۵۔ بابل اور دمشق دنیا میں سب سے پرانے شہر ہیں۔
- ۶۔ شام کے معنی سریانی زبان میں منحوس کے ہیں۔
- ۷۔ دنیا کا سب سے بڑا شہر نینوا جس کا بادشاہ نمرود تھا۔
- ۸۔ بابل شہر کی کہانی، نمرود کی خدائی اور شاہی۔
- ۹۔ مندر کے تین مینار پانچ بن جاتے تھے۔
- ۱۰۔ انجینئر تو قتل ہو گئے مگر یادگار کتبہ چھوڑ گئے۔
- ۱۱۔ قصر نمرود کا جھنڈا زمین پر گر گیا۔
- ۱۲۔ نمرود کے حکم سے بچوں کی پیدائش روک دی گئی۔
- ۱۳۔ ابراہیمؑ کے والد اور والدہ کی گفتگو۔
- ۱۴۔ ابراہیمؑ کے ایک انگوٹھے سے شہد ایک سے دودھ جاری ہوتا تھا۔
- ۱۵۔ ابراہیمؑ کی افزائش بہت تیز تھی۔
- ۱۶۔ ابراہیمؑ کی جائے پیدائش کربلا ہے۔
- ۱۷۔ باپ مومن تھا چچا کافر تھا حیرت کیا ہے؟

- <http://fb.com/ranajabirabbas>

- ۳۹۔ عقیدے کی غلطی اعمال کو بے کار کر دیتی ہے
- ۴۰۔ ابراہیمؑ ایک قوم تھے، قوم قلب اور صلب میں ہوتی ہے
- ۴۱۔ شافعی مرگیا مگر سمجھ میں نہ آیا
- ۴۲۔ اللہ کے نام آپ استعمال کریں تو بدعت نہیں، اگر علیؓ کے لئے
- ۴۳۔ علیؓ نماز پڑھی؟ آپ کا سر زانو پہ آفتاب پلٹاؤ
- ۴۴۔ نبیؐ اور امام کے یہاں قضا اور ادائیں ہیں
- ۴۵۔ کیا داد اور کیا قضا، آفتاب پلٹانا تھا
- ۴۶۔ نمرود کی جلانی آگ جہنم کا نمونہ تھی
- ۴۷۔ ابراہیمؑ کا آگ میں آنا اور آگ کا گلزار ہونا
- ۴۸۔ فرمان رسولؐ ”علی! تمہارے شیعہ کو آگ نہیں جلا سکتی“
- ۴۹۔ شیعہ ایک اگر جہنم میں گیا تو گلزار بنادے گا
- ۵۰۔ ہر نبی شیعہ اس کا چاہنے والا شیعہ
- ۵۱۔ محمدؐ کے چاہنے والے صرف شیعہ ہیں
- ۵۲۔ شیعہ کو کافر کہنے والا خود جہنمی ہے
- ۵۳۔ شیعہ قلب سلیم رکھتے ہیں یعنی دل سلامت رکھتے ہیں
- ۵۴۔ محرم اور صفر کی پہلی تاریخ برابر ہے
- ۵۵۔ اسیرانِ کربلا کی شام میں آمد، یزید کے محل کا منظر
- ۵۶۔ دمشق میں ایک سو پینتیس بازار تھے اور حکم تھا؟
- ۵۷۔ باب الساعت پر تین دن، تین راتیں رُکنا پڑا، اتنا اثر دام تھا
- ۵۸۔ داغ لے کے وقت سر ہائے اقدس کی ترتیب کیا تھی
- ۵۹۔ ہری تی کے ناتے کے سامنے اس کے پیارے کاسر



- ۶۰۔ سہل بن سعد صحابی رسولؐ کی روایت -----
- ۶۱۔ دمشق کے ہر گھر میں ڈھول بج رہے تھے اور گیت گائے جا رہے تھے
- ۶۲۔ ایک شامی عورت کی سر حسینؑ سے گستاخی اور انجام -----
- ۶۳۔ جب تک جینا میرے حسینؑ کو چننے کے روتے رہنا، امام رضاؑ -----
- ۶۴۔ بازار شام میں ایک عیسائی کا جہاد -----
- ۶۵۔ عیسائی قربان ہو رہا تھا مسلمان تماشا دیکھ رہے تھے -----
- ۶۶۔ قلعے کے دروازے پر سیڑیوں سے جانوروں کی طرح باندھا گیا --
- ۶۷۔ سیکنہ کے گلے میں رستی، بیسیوں کو جھک کر دربار میں آنا پڑا -----
- ۶۸۔ اکیس رمضان کو بابا نے کہا تھا مجھے آواز دینا -----
- ۶۹۔ زینبؓ کی فریاد اے بابا! میرا بھائی حسینؑ -----

ساتویں مجلس

علی وارث یوسفؑ

﴿صفحہ نمبر ۱۹۴ تا ۲۲۷﴾

- ۱۔ سورہ یوسف میں صرف حضرت یوسفؑ کا ذکر ہے -----
- ۲۔ یوسفؑ نے اپنا خواب باپ کو سنایا -----
- ۳۔ سورہ یوسف احسن القصص، چودہ کا قصہ ہے -----
- ۴۔ پچھتر فیصد اکیرین ہماری مجالس پڑھ رہے ہیں -----
- ۵۔ دنیا نے حسد کرنا یوسفؑ کے بھائیوں سے سیکھا -----
- ۶۔ سورہ یوسف کا مرکزی خیال حسد سے بچنا ہے -----
- ۷۔ معصومؑ نے فرمایا رشک کرو حسد نہ کرو -----



- ۸۔ کنعان دمشق سے تھوڑی دُور ہے -----
- ۹۔ انبیاء ہمیشہ دیہاتوں میں رہے شہروں میں نہیں، مدینہ شہر نہیں تھا۔
- ۱۰۔ شہر کراچی کو بسا یا سادات نے، یہاں جھونپڑیاں تھیں -----
- ۱۱۔ ہندوستان میں اپنے پرانے مکان دیکھ کر مدینہ یاد آتا ہے -----
- ۱۲۔ سنگ مرمر کے محل یزید اور اُس کے باپ نے بنوائے تھے -----
- ۱۳۔ معصوم کو، اولادِ انبیاء کو وہی قتل کرتا ہے جو حرام زادہ ہو -----
- ۱۴۔ فرعون اور اُس کے درباری حلال زادے تھے -----
- ۱۵۔ نقلی خون بھرے کُرتے پہ عزاداری نہیں ہوتی -----
- ۱۶۔ رونے والے کی آوازیں قدم روکتی ہیں -----
- ۱۷۔ لہو مردہ کے لئے نہیں زندہ کے لئے بہایا جاتا ہے، علامتِ زندگی ہے
- ۱۸۔ جہاں سادات کے قاتل ہوں وہاں قحط پڑتا ہے -----
- ۱۹۔ اللہ کے عظیم بندے جب تک عذاب طلب نہ کریں عذاب نہیں آتا -----
- ۲۰۔ ہاتھ لنگن کو آرسی کیا، پڑھے لکھے کو فارسی کیا -----
- ۲۱۔ اللہ کی نشانی میرا دادا تھا، امام رضا -----
- ۲۲۔ عورتوں کی مکاری اور عیاری بڑا قہر ہے -----
- ۲۳۔ جناب یوسف کا واقعہ مکمل ترجمے تشریح اور تفسیر کے ساتھ -----
- ۲۴۔ یوسفؑ نبی اپنے باپ یعقوبؑ کی تعظیم کو نہیں اُٹھے، نبوت گئی -----
- ۲۵۔ نبوت کی گواہی جو دیتا ہے وہی وارث بنتا ہے -----
- ۲۶۔ جس بیوی کے دل میں نبی کی محبت ہو وہ صاحبِ اولاد ہوتی ہے۔
- ۲۷۔ یوسفؑ صبیح تھے میرے جدِ ملیح تھے، قولِ امام -----
- ۲۸۔ امام رضاؑ مامون کے دربار میں، شاہی اور منصب ندر ہے گا لیکن امام کا روضہ باقی

۳۰۔ سب نوبتیں خاک میں مل گئیں میرے مولارضا کی نوبت قائم ہے۔۔۔۔۔

۳۱۔ امام رضاؑ کے روضے پر چڑھاوے اور اُن کی تفصیل -----

۳۲۔ بوڑھی عورت کا نذرانہ مٹی کے تیل کا لیمپ کیسے قبول ہوا۔-----

۳۳۔ ہرنی کا معجزہ جو ایران میں مشہور ہے۔-----

۳۴۔ امام رضاؑ کے مصائب -----

آٹھویں مجلس
علی وارث موسیٰؑ

.....صفحہ نمبر ۲۵۲۴۲۸.....

۱۔ باپ کی تعظیم انبیاء پر بھی فرض عین ہے

۲۔ سورہ یوسف کو سورہ حسین بھی کہتے ہیں

۳۔ مصر میں حضرت یعقوبؑ کی اولاد آ باد ہوئی۔

۴۔ یہودی ہی بنی اسرائیل ہیں۔

۵۔ الخلیل بیت المقدس میں حضرت ابراہیم کا روضہ ہے۔-----

۲۔ حضرت ابراہیمؑ کے پہلو میں جناب اسحاقؑ، جناب یعقوبؑ اور جناب یوسفؑ ہیں

۷۔ ایک تہہ خانے میں حاروں کی لاشیں رکھ دی گئی تھیں۔۔۔۔۔

۸۔ لوگ زہارت کرتے تو حاروں نے سوئے نظر آتے تھے -----

۹۔ انبیاء اور ان کے گھرانے والے قبروں میں زندہ رہتے ہیں۔۔۔۔

۱۰۔ اعتقاد میں کمی ہو تو انشاء غیب میں حلے جاتے ہیں۔-----

۱۔ عقدہ سخت ہو تو آخر طاهر روزِ زیارت کراتے ہیں۔۔۔۔۔

۱۳۔ مصر کے بادشاہ فرعون کہلاتے تھے، روم کے بادشاہ قیصر اور

۱۴۔ موسیٰ کے دور کا فرعون سب سے ظالم تھا -----

۱۵۔ فرعون کے زمانے میں یہودی مصر کی سڑکوں پر جھاڑو دیتے تھے۔

۱۶۔ یہودیوں کی عورتیں گھروں میں کام کاج کی مزدوری کرتی تھیں۔

۱۷۔ نبی کی نافرمان قوم ظالم کی غلامی میں چلی جاتی ہے۔-----

۱۸۔ حق کی بات کا شعور ختم ہو جائے تو خدا قوم کو ذلیل کر دیتا ہے ---

۱۹۔ نبی اور اولاد نبی کا احترام نہ کرنا ذلت کی دلیل ہے۔۔۔۔۔

۲۰۔ غلامی کی دو قسمیں ہیں ایک ظاہری غلامی، دوسری فکر و شعور کی غلامی -----

۲۱۔ کل یہودی اور آج مسلمان یہودی کے دیس میں جھاڑو دے رہے ہیں

۲۲۔ نافرمانیاں بڑھ رہی ہیں وقت ظہور قریب آ رہا ہے-----

۲۳۔ حضرت موسیٰ کو دیکھ کر ہر آدمی پر تھر تھری طاری ہو جاتی تھی۔۔۔۔

۲۴۔ موسیٰ کے معجزات ادب کی اصلاح کیسے بنے؟

۲۵۔ فرعون نے بھی بچوں کے ساتھ نمرود والا ظلم کیا -----

۲۶۔ مادرِ موسیٰ شکم میں نبوت لئے ہوئے اور آٹا نثار دارد -----

۲۷۔ دایوں کی ڈیوٹی لگ گئی قتل کرنے سے۔

۲۸۔ اک دن میں نوے ہزار بچوں کا قتل

۲۹۔ پھوپھی حان رُکے آج ظہورِ محبت ہے

۳۰۔ حضرت موسیٰ کی بہن کا نام مریم خطاب اُم کلثوم -----

۳۱۔ تاریخ میں تین عمران، تینوں کی اولاد نے کفر کو تہاہ کیا۔-----



- ۳۲۔ مادرِ موسیٰ کا اصل نام اسمِ اعظم کا معجزہ ہے۔
- ۳۳۔ صرف نبی پر نہیں نبی کی ماں پر بھی وحی ہوتی ہے۔
- ۳۴۔ ”ہم نے مادرِ موسیٰ سے باتیں کیں“ قرآن۔
- ۳۵۔ کسی کے گھر بغیر بلائے نہیں جاتے تو علیؑ کی ماں کعبہ میں۔
- ۳۶۔ قرآن میں حضرت موسیٰؑ کا ذکر تین سو جگہ ہے۔
- ۳۷۔ جنگِ تبوک کے موقع پر علیؑ مدینہ میں کیوں رہے۔
- ۳۸۔ علیؑ! مجھے تم سے وہی نسبت ہے جو موسیٰؑ کو ہارونؑ سے تھی۔
- ۳۹۔ ”اگر نبوت ہوتی تو میرے بعد یا علیؑ تم نبی ہوتے“ دلیلِ ختمِ نبوت۔
- ۴۰۔ ختمِ نبوت کو ثابت کرنے کے لئے کوئی نہ ملا اسمٰعیلؑ دیوبندی بلائے گئے۔
- ۴۱۔ اسمٰعیلؑ دیوبندی کو کیوں شہید کر دیا گیا۔
- ۴۲۔ قریب تھا ماں کا کلیجہ پھٹ جاتا ہم نے دل تھام لیا۔
- ۴۳۔ ممتا کی تڑپ صرف اللہ جانتا ہے۔
- ۴۴۔ چھوٹی سی کشتیِ نجات جس میں نبوتِ جا رہی تھی۔
- ۴۵۔ معصوم بچے بھی کشتی چلا رہے تھے، دین کی کشتی۔
- ۴۶۔ اللہ کی اجازت سے بہنِ باہر آگئی صندوق کے ساتھ ساتھ چلی۔
- ۴۷۔ بوڑھی فرعون کو بتانے گیا گونگا ہو گیا۔
- ۴۸۔ معصوم کے چغل خوروں کو اللہ کبھی گونگا بنا دیتا ہے۔
- ۴۹۔ سخی اور بخیل میں فرق کیا ہے؟
- ۵۰۔ فرعون محروم رہا، صندوقِ آسیہ کے پاس خود آ گیا۔
- ۵۱۔ تالا صاحبِ ایمان کھولتا ہے، آسیہ صاحبِ ایمان تھیں۔
- ۵۲۔ صاحبِ ایمان نے موسیٰؑ کا نام رکھا۔

--- ۱۷۰ ---
 --- ۱۷۱ ---
 --- ۱۷۲ ---
 --- ۱۷۳ ---
 --- ۱۷۴ ---
 --- ۱۷۵ ---
 --- ۱۷۶ ---
 --- ۱۷۷ ---
 --- ۱۷۸ ---
 --- ۱۷۹ ---
 --- ۱۸۰ ---
 --- ۱۸۱ ---
 --- ۱۸۲ ---
 --- ۱۸۳ ---
 --- ۱۸۴ ---
 --- ۱۸۵ ---
 --- ۱۸۶ ---
 --- ۱۸۷ ---
 --- ۱۸۸ ---
 --- ۱۸۹ ---
 --- ۱۹۰ ---
 --- ۱۹۱ ---
 --- ۱۹۲ ---
 --- ۱۹۳ ---
 --- ۱۹۴ ---
 --- ۱۹۵ ---
 --- ۱۹۶ ---
 --- ۱۹۷ ---
 --- ۱۹۸ ---
 --- ۱۹۹ ---
 --- ۲۰۰ ---

۷۴۔ اس بیچی کے لئے میں نے نمازِ شب میں دعا کی تھی -----

۷۵۔ ملک شام میں ایک بچی کی شہادت انقلاب بن گئی -----

۷۶۔ مصائب شہزادی سکینہؑ

نوین مجلس
علی وارث سلیمان و داؤد
(صفحہ نمبر ۲۵۳ تا ۲۹۲) ❁

- ۱۔ جناب داؤد جب زبور پڑھتے تو جانور اور پرندے پاس آ کر سنتے تھے۔۔۔
- ۲۔ کبھی کبھی لاکھوں کے لشکر کی شکست ایک آدمی کے مرنے سے ہو جاتی ہے
- ۳۔ نصرتِ دین، ایک کے مرنے پر حق کی فتح کا دار و مدار -----
- ۴۔ نبی اعلان کرے جو بلیک کہہ وہی وارث وہی داماد ہوتا ہے۔۔۔
- ۵۔ وراثت سازشوں سے نہیں ملتی -----
- ۶۔ ریاضت، محنت، سیرت، شجاعت، ہمت، جرأت سے وراثت ملتی ہے
- ۷۔ جنگ خندق میں اصحاب کفر کی تعریف کر رہے تھے -----
- ۸۔ عرب کی حکومت لے کر آپ انبیاء کے وارث بن جائیں گے؟-
- ۹۔ انبیاء کہیں ہوں حکومت کرتے ہیں -----
- ۱۰۔ جب انبیاء اپنے آپ کو منوار ہے ہیں تو انبیاء کا وارث بھی منوار ہا ہے۔۔۔
- ۱۱۔ زبور، توریت، اور انجیل کا مجموعہ بائبل کہا لاتا ہے -----
- ۱۲۔ نقلی قرآن کئی لاکھ ہو سکتے ہیں اصلی ایک ہی ہے -----
- ۱۳۔ حسد کرنے والوں کا جواب صرف ایک نہیں ہے -----
- ۱۴۔ ہنسی مردانہ ہو تو موزیوں کو ڈسا جا سکتا ہے -----
- ۱۵۔ مجلس خود ہی دشمنی اہل بیتؑ کا جواب ہیں -----

۳۶۔ حضرت سلیمانؑ ملکِ عظیم کے مالکِ تختِ بیضی خود اشارے سے کیوں نہ منلوایا

- ۳۷۔ رسالت میں دو گواہ کافی ہیں ایک اللہ ایک علم الکتاب والا۔۔۔۔۔
- ۳۸۔ اللہ نے قرآن میں اپنے بعد علیؑ کا نام کیوں لکھا۔۔۔۔۔
- ۳۹۔ دونوں گواہ برابر اسٹیٹس (Status) کے ہونے چاہئیں۔۔۔۔۔
- ۴۰۔ قرآن کی گواہی ”میں اعلیٰ ہوں، یہ علیؑ ہے“۔۔۔۔۔
- ۴۱۔ اگر سلیمانؑ کے پاس تخت توذا کر حسینؑ کے پاس بھی تخت ہے۔۔۔۔۔
- ۴۲۔ علامہ کا اپنا تحریر کردہ مرثیہ سلیمانؑ امامت خود ان کی زبانی۔۔۔۔۔
- ۴۳۔ چیونٹی نے خود کو حضرت سلیمانؑ سے بلند کہا۔۔۔۔۔
- ۴۴۔ علیؑ چھوٹے قد کے نہیں تھے۔۔۔۔۔
- ۴۵۔ دوشِ نبیؐ یا علیؑ کو ملایا حسینؑ کو ملا۔۔۔۔۔
- ۴۶۔ امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کے گھوڑوں کی عظمت۔۔۔۔۔
- ۴۷۔ جنابِ سیکینہؑ کے مصائب گزشتہ مجلس کے تسلسل کے ساتھ۔۔۔۔۔
- ۴۸۔ سیکینہؑ کی شہادت، اسیر آزاد ہو گئے، ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ گئیں۔۔۔۔۔
- ۴۹۔ ملک شام انقلاب کی لپیٹ میں آ گیا، ایک معصوم بچی کا کارنامہ۔۔۔۔۔
- ۵۰۔ دشمن اور قاتل کے گھر میں مظلوم و مقتول کا ماتم، واہ رے زینبؑ۔۔۔۔۔
- ۵۱۔ قافلہ کربلا کی جانب روانہ ہونے والا ہے، اُم ربابؑ قبرِ سیکینہؑ سے جدا کیسے ہوں۔۔۔۔۔
- ۵۲۔ کربلا میں عماریاں پہنچیں، ایک بی بی علیؑ اصغرؑ کو ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔۔۔

دسویں مجلس علیؑ وارثِ محمدؐ

﴿.....صفحہ نمبر ۲۹۳ تا ۳۲۳.....﴾

- ۱۔ اللہ نے وارث پہلے بنایا اور ورثے کو بعد میں بنایا۔۔۔۔۔

- ۲۔ جو تم کرو گے وہی صحیح ہے
- ۳۔ ہم صراطِ مستقیم کوئی سڑک نہیں بنارہے ہیں
- ۴۔ تم صراطِ مستقیم ہو جسے چاہے اس پہ چلاؤ
- ۵۔ خزانہ قدرت میں سب سے قیمتی شے عقل تھی
- ۶۔ کائنات کا پہلا اور آخری دین غیب میں ہے، دونوں پر یقین ضروری
- ۷۔ اللہ نے حافظے کے ساتھ بھول کیوں دی؟
- ۸۔ حافظے اور بھول دونوں میں فائدے ہیں، دونوں کی طاقت برابر ہے
- ۹۔ یادداشتوں کا اتنا بوجھ تم تھوڑی اٹھا سکتے ہو
- ۱۰۔ دنیا واقعہ کر بلا بھول جائے اللہ نہیں بھولتا
- ۱۱۔ اللہ کے لئے کوئی چیز غائب نہیں وہ خود غائب ہے
- ۱۲۔ ایک نماز پڑھنے سے اللہ میاں نہیں ہو جاتے، تو حید کو سمجھو تو سہی
- ۱۳۔ نماز ہماری نہیں، بچپن کا شکر یہ ہے پانچ وقت
- ۱۴۔ تم اس قابل کہاں تھے کہ ہم تم سے ملتے
- ۱۵۔ انسان کی پوری زندگی کا خاکہ قرآن کی روشنی میں
- ۱۶۔ تم قطرہ بننے سے پہلے بھی کچھ تھے ورنہ قطرے میں
- ۱۷۔ یومِ الست سے بھی پہلے رو حیں بن چکی تھیں
- ۱۸۔ عہدِ دو دفعہ لیا گیا عالمِ ذر میں اور غدرِ خم میں
- ۱۹۔ عالمِ ذر میں ظالموں، منافقوں اور کافروں کی بھی رو حیں تھیں
- ۲۰۔ ماں کے پیٹ کی باتیں کسے یاد ہیں اور عالمِ ذر کی باتیں!
- ۲۱۔ یہ صدی DNA کی ہے
- ۲۲۔ پورا ابو جہل ایک ذرے میں، جیسے DNA میں ایک بچہ ہے



- ۲۳۔ علیؑ کی بیعت ابنِ ملجم نے بھی کی تھی، علیؑ نے تین بار بیعت کرائی۔
- ۲۴۔ عقل کا صحیح اور غلط استعمال جنت اور جہنم میں لے جاتا ہے۔۔۔۔۔
- ۲۵۔ کائنات کے مالک اور وارث کا فلسفہ ایک ہی ہے۔۔۔۔۔
- ۲۶۔ اُونٹنی پر چالیس گواہیاں گزریں کہ یہ اُونٹ ہے۔۔۔۔۔
- ۲۷۔ پورا عالم اسلام اُونٹ اور اُونٹنی کا فرق نہیں جانتا۔۔۔۔۔
- ۲۸۔ شراب پی کر شرابی کو سزا دی گئی اور خدا کی قسم بھی کھائی گئی۔۔۔۔۔
- ۲۹۔ چالیس آدمیوں کی گواہی زندہ کو مردہ قرار دے دیا۔۔۔۔۔
- ۳۰۔ چودہ کے چودہ ایک ہیں، فرق نہیں ہے۔۔۔۔۔
- ۳۱۔ مچھلی کے بچے کو تیرنا کون سکھاتا ہے؟۔۔۔۔۔
- ۳۲۔ وراثت کا بوجھ محمدؐ پر کم علیؑ پر زیادہ تھا۔۔۔۔۔
- ۳۳۔ قسم جنت والنار، تقسیم کیسے ہوگی؟۔۔۔۔۔
- ۳۴۔ اہل بیعت ایسی پناہ گاہ ہیں اُس سے اوپر کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔۔۔۔۔
- ۳۵۔ فاطمہؑ کی چادر میں نبیؐ کو پناہ مل گئی۔۔۔۔۔
- ۳۶۔ اگر میں آجاتا مجھے حسینؑ کی طرح قتل کر دیتے۔۔۔۔۔
- ۳۷۔ ہم طینت آلِ محمدؐ کی مٹی سے بنے ہیں، بغاوت نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔
- ۳۸۔ ہم ذکرِ علیؑ کے وارث ہیں، دوسروں کو اُن کا ذکر مبارک۔۔۔۔۔
- ۳۹۔ یزید کی حکومت کے وارث چھالیس اسلامی ملک۔۔۔۔۔
- ۴۰۔ سعودی عرب تختِ یزید کا وارث ہے۔۔۔۔۔
- ۴۱۔ یزید تین کا وارث تین سال میں مر گیا۔۔۔۔۔
- ۴۲۔ زنجیریں ہوں یا طوق ہم صاحبِ معراج ہیں۔۔۔۔۔
- ۴۳۔ رسی سے باندھ کے بیعت نہیں ہوتی۔۔۔۔۔

انٹرویو تحریر:- زاہد علی:

علامہ محمد علی عابدی

(فرزند علامہ عرفان حیدر عابدی)

خانوادہ عرفان حیدر

مداح ضمیر اختر

علامہ عرفان حیدر عابدی علی اللہ مقامہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں خطابت کی تاریخ میں اُن کا نام سنہرے حروف سے جگمگاتا رہا ہے علامہ صاحب شہید حیاتِ ابدی کے ساتھ آج بھی ہم میں موجود ہیں قرآن کہتا ہے شہید کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہے، تو خطیب قرآن ناطق کس درجے پر فائز ہیں اس کا اندازہ کوئی مشکل کام نہیں علامہ صاحب آفتابِ خطابت ہیں اور آفتاب کو زوال نہیں مشرق میں ڈوبتا ہے مغرب میں طلوع ہوتا ہے ہم سمجھتے ہیں رات ہو گئی مگر آفتاب اپنی روشنی سے دوسرے خطہ ارض کو اپنی روشنی سے فیضیاب کر رہا ہوتا ہے عرفان حیدر عابدی علی اللہ مقامہ یہاں ڈوبے عرش پر طلوع ہو گئے ذکر مولا اب آئمہ کی بارگاہ میں فرشتوں کو سنار ہے ہیں ولائے علی اتنی تھی علامہ صاحب میں کے جاتے جاتے اپنا ایک چاند چھوڑ گئے کہ میں وہاں فضائل پڑھوں گا تم یہاں پڑھو اور چاند منور ہو گیا اپنے علم کی ٹھنڈی ٹھنڈی پھوار شیعیاں حیدر کرار پر ڈال رہے ہیں اور جلد ہی مولا کا اشارہ ہوگا اور یہ ماہِ تمام آفتاب بن کے طلوع ہوگا انشاء اللہ مولا تو سورج کو پلٹاتے ہی ہیں انگلی کے اشارے سے کائنات کا نظام چلانے والا علی اپنے ذاکر کو

کیا مقام دیتے ہیں رجعتِ شمس کی شکل میں جلد ظہور پذیر ہوگا ہم بات کر رہے ہیں علامہ محمد علی عابدی کی اس نوجوانی میں علامہ عرفان حیدر عابدی اعلیٰ اللہ مقامہ کو دیکھنا ہو تو ان کے صاحبزادے کو دیکھئے وہی علم وہی تیور وہی اندازِ بیاں وہی پیغام وہی مولانا کی نوکری تو جناب دو بڑی شخصیات کے بعد آج ہمارے ساتھ ہیں علامہ محمد علی عابدی اور گفتگو کا محور خطیبِ اوّل و آخر خطیبِ طاہر و مطہر شجرہ طیبہ کی ایک شاخ گلستانِ سیّدہ کا ایک پھول مولانا علی کے سلونی کی صدا علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی صاحب علامہ ناصر بسطین ہاشمی صاحب اور محبتِ فاضلی صاحب کے بعد تیسری بڑی شخصیت کی گفتگو سنئے اور پھر اندازہ کیجئے علامہ ضمیر اختر نقوی کیا ہیں علم اور کائناتِ ادب کے پروردگار کی ایک جہت سے آشنائی حاصل کیجئے۔

سوال:- آپ کی پہلی ملاقات کب ہوئی تھی علامہ صاحب سے؟

علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب قبلہ سے میری پہلی باقاعدہ ملاقات ہوئی تھی آلِ عبا میں، آلِ عبا میں مشاعرہ ہوا تھا امام حسین علیہ السلام پر عالمی مشاعرہ تھا وہاں میری پہلی باقاعدہ ملاقات ہوئی۔ پھر ایک دوسری ملاقاتیں ہوئیں مختلف پروگراموں میں۔ اچھا ایک بات بتانا چلوں والدِ گرامی کے انتقال کے بعد پہلے سال میں مجالس میں نکلا نہیں سننے جاتا تھا مختلف لوگوں کو مگر سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ پھر اس کے بعد میں نے جامعہ بسطین جانا شروع کیا میں علم کے پاس دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کے سنتا تھا کبھی باہر کھڑے ہو کے سنتا تھا کیونکہ کچھ لوگوں کے اختلافات، باتیں کچھ عجیب مسائل چل رہے تھے قوم، قومیت کے، میں قبلہ کی مجالس سننا ۲۳ سال پھر اس کا اظہار میں نے حسن صغیر عابدی کے ہاں قبلہ بیٹھے تھے وہاں میں نے اظہار کیا کہ قبلہ آپ نے یہ



پڑھا تھا تو قبلہ نے کہا کہ آپ مجالس میں آتے کیوں نہیں میں نے کہا جی آؤں گا میں تھوڑا بزرگوں سے گھبراتا تھا شرم بھی تھی۔ مگر اب باقاعدہ میں نے قبلہ کے ہاں آنا شروع کیا بیٹھنا شروع کیا اور جو جو غلط باتیں اور پروپیگنڈہ تھا وہ میرے لیے تو بے بنیاد ثابت ہوا میں نے دیکھا کہ قبلہ کی محفل میں پاکی و طہارت کے سوا کچھ نہیں۔ میں اکثر اکیلے آتا اور مولانا نے فرمایا کہ ہمارا مومن وہ ہے جس کی تنہائی پاک ہو اور خدا کی قسم میں تنہائی میں ملا ہوں انتہائی پاک شخصیت و پاکیزہ کبھی قبلہ نے مجلس سے مولانا علی سے اصلاحی بات سے ہٹ کے کوئی بات ہی نہیں کی اور اب قبلہ کا علم اس پیمانے پر ہے کہ جیسے آپ بیٹھے ہیں میں بیٹھا ہوں لوگ اور بیٹھے ہیں تو قبلہ چہرہ دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ بھئی تمہارا یہ کردار ہو گا تمہاری یہ سیرت ہو گی چہرہ شناسی بھی ایک علم ہے اور یہ علم قبلہ کے ہاں کمال کی حد تک ہے۔

تو انیسے لوگ جن کو کہ آپ کہیں بدیقینی ہے تو وہ باہر جا کر یہ کہتے ہیں کہ قبلہ یہ کہہ رہے تھے وہ کہہ رہے تھے۔

ارے بھائی یہ دیکھو کہ اُس شخص کا علم کس پیمانے پر ہے کہ وہ آپ کا چہرہ دیکھ کر آپ کی سیرت بتا رہا ہے۔ آپ اُس کو غلط پروپیگنڈہ میں لے رہے ہیں یہ آپ کا فرض ہے۔ میں نے آنا شروع کیا تو میرے ساتھ بھی مخالفتیں ہوئیں کہ صاحب آپ تو وہاں بیٹھ رہے ہیں، میں نے کہا ہاں جی بیٹھتا ہوں آپ کو بھی لے چلتا ہوں آپ جو یہ بات کہتے تھے وہاں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے میں تو اس وقت گیا ہوں کہ قبلہ سو رہے ہیں میں نے جا کر اُٹھایا ہے قبلہ اُٹھے واش روم گئے وضو کیا آکے بیٹھ گئے باتیں کرنے لگے قطعاً کوئی غلط بات میں نے نہیں دیکھی۔

اور میرے ساتھ جو لوگ آتے ہیں میرے دوست کزن آتے ہیں تو قبلہ دیکھ

کر بتا دیتے ہیں کہ بھی تمہاری آنکھیں ایسی ہیں ذوالقرنین جیسی ہیں تمہاری پیشانی پر یہ لکھا ہے تو یہ علم ہے قبلہ کا، بتاتے ہیں کہ تم نوحہ خوانی میں آ جاؤ تم خطابت میں آ جاؤ وہ دیکھ کر سمجھ رہے ہیں کہ اسے کہاں polish کر کے استعمال کیا جاسکتا ہے مذہب کے لیے اب یہ تو خدمت ہے نا بھائی۔

زاہد علی.. سوال:- تو قبلہ کے اس جوہر کو خدمت دین کے لیے نعت سمجھتے ہیں آپ؟
علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- بالکل جناب اور خدمت دین کیا ہوگی اس سے بڑھ کر

زاہد علی... سوال:- بحیثیت خطیب علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی خطابت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- علامہ صاحب کی خطابت کے بارے میں بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ بچپن سے میں علامہ عرفان حیدر عابدی اور محسن نقوی شہید کی خطابت سے بہت مرعوب تھا ان سے میں نے بہت کچھ سیکھا بھی ان کے انتقال کے بعد جب وہ اس دنیا سے چلے گئے تو اس کے بعد جہاں مجھے سکون قلب میسر آیا وہ قبلہ علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب کی مجالس میں میسر آیا کیونکہ وہی عقیدہ جو ہمارے اندر خون میں رائج تھا علیؑ ولی اللہ کا اسی عقیدے پر علامہ نے مسلسل گفتگو کی اسی عقیدے کا پرچار کیا اب یہ الگ بات ہے کہ سارے علما اور خطیبوں کا انداز بیاں مختلف ہوتا ہے علامہ صاحب اپنے خوبصورت انداز میں سہل انداز میں اپنی سحر انگیز گفتگو میں اور ایک بات مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جنگِ صفین ایک جگہ علامہ صاحب پڑھ رہے تھے جامعہ سبطين میں، میں باہر کھڑے ہو کر سن رہا تھا تو جب مولانا علیؑ کی پہلی ضرب مارنے ذکر کیا ہے تو ایسا لگ رہا تھا کہ



ہم صفین کے میدان میں کھڑے ہیں پورا منظر نگاہوں میں آجاتا ہے ایسا لگتا ہے قبلہ وہاں موجود تھے دیکھ رہے تھے اب بیان کر رہے ہیں۔

زابد علی! سبحان اللہ عابدی صاحب بیشک آپ نے درست فرمایا میں نے سنا تھا کہ علامہ صاحب منظر دکھا دیتے ہیں جب فرشِ عز پر آیا تو مولا کی قسم بالکل یہی حالت میری بھی تھی۔ جو لوگ کہتے تھے کہ علامہ صاحب منظر کشی میں کمال رکھتے ہیں چاہے وہ جنگ کا منظر ہو غدر ہو یا مصائب آپ کو یہ fellings آئیں؟

علامہ محمد علی عابدی صاحب! میں نے ابھی بتایا نہ آپ کو کہ ایسا لگا میں خود وہاں موجود ہوں اور قبلہ یعنی شاہد لگ رہے تھے جب صفین پڑھ رہے تھے۔

زابد علی.... سوال:- تو عابدی صاحب جب یہ صلاحیت ہے تو یہ مادی فن ہے یا روحانیت ہے؟

علامہ محمد علی عابدی.... (جواب):- یہ مکمل روحانیت ہے یہ معصومین کی عطا ہے۔ آپ دیکھیں بہت بڑے بڑے عالم گزرے ہیں وہ بیان کر ہی نہیں سکتے جب تک وہاں سے عطا نہ ہو اب علامہ عرفان حیدر عابدی کی مثال ہم لیں ان کے دور میں بہت بڑے بڑے عالم تھے لیکن عطا کا سلسلہ روحانیت کا سلسلہ جو منبر پر بیٹھ کر ملے بڑے عالم اب بھی ہیں لیکن جو سلسلہ ایک بنتا ہے تار جو جڑتی ہے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے دربار سے یا میں تو اکثر یہ کہتا ہوں کہ جہاں میرے خیال سے علم کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے عطا کی ابتدا ہوتی ہے علم کے بعد عطا کا جو سلسلہ ہے وہ میں نے قبلہ کی مجالس میں دیکھا۔

زابد علی.... (سوال):- علامہ صاحب کی طرزِ خطابت میں سب سے زیادہ کیا چیز آپ کو پسندیدہ لگتی ہے۔ حیران کر دیتی ہے؟



علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- علامہ صاحب کسی بھی پیرائے میں گفتگو کرتے ہیں اس کے لیے جو ground بناتے ہیں وہ بہت خوبصورت لگتا ہے آہستہ آہستہ سارے دماغ اُس طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اس میں بچوں کو بھی انوالو (Involve) کر لیتے ہیں بڑوں کو بھی بزرگوں کو بھی اور جب وہ اپنا رزلٹ (result) دیتے ہیں تو جو اس رزلٹ (result) کو ۸۰ برس کا بوڑھا قبول کر رہا ہے اب اس بزرگ نے تو بہت ذاکروں کو سنا ہے تو جو وہ قبول کر رہا ہے جس سطح پر جا کے اسی سطح پر وہ بچہ بھی سمجھ رہا ہے اور واہ واہ اور سبحان اللہ کہہ رہا ہے مطلب سب اپنے دل و دماغ کے ساتھ اس واقع میں انوالو (involve) ہوتے ہیں۔

زاہد علی (سوال):- جیسا کہ قرآن مجید کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اس کا معجزہ ہے کہ عالم جاہل بچہ بوڑھا قرآن سب کو سمجھ میں آتا ہے قبلہ کی خطابت تو ہم معنی قرآن کہیں تو مبالغہ ہوگا۔ تحت الکلام نبی البلاغہ کہہ سکتے ہیں یہ سوال آپ ہی کے جواب سے ابھرا ہے؟

علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- دیکھیں قرآن کا کمال کیا ہے کہ قرآن وہ ہے جو قیامت تک پڑھا جاتا رہے گا اور اس کی چاشنی میں اس کی فصاحت و بلاغت میں کبھی کمی نہیں آئے گی کیوں؟ کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے، تو اب قرآن ہے صامت اور قبلہ جو ذکر کر رہے ہیں جن کا ذکر کر رہے ہیں وہ ہیں قرآن ناطق اب جب قرآن ناطق کا کوئی ذکر کرے اور اپنے اندر سمجھ کر کرے اور عطا کا سلسلہ معصومین سے ہو تو سحر انگیزی اور یہ خوبصورتی تو آئے گی۔ قرآن کا کمال کیا ہے کہ قرآن کو آپ جتنی دفعہ پڑھیں اس کی لطافت میں کمی نہیں آتی۔ اب علامہ



صاحب کوئی نئی بات نہیں کر رہے بات وہی ہے فضائل و مصائب وہی ہیں لیکن قبلہ کی جو روحانیت کی منزل ہے وہاں جا کر وہ اتنی سچ جاتی ہے قبلہ سجا کے جو پیش کرتے ہیں وہ قبلہ پر خاص مولا کی عطا ہے۔ اور وہ عام سی بھی کوئی بات کرتے ہیں ایسا لگتا ہے بہت نئی اور اچھوتی بات کر دی، مطلب زبان سے نہیں ایسا لگتا ہے کلیجہ پھٹا اور نکلا یا علیؑ مدد نعرہ حیدری کی گونج اور واہ واہ کا شور۔ اب جس بھی پیرائے میں قبلہ گفتگو کر رہے ہیں اس کا result علیؑ ولی اللہ ہی آتا ہے اور یہ معجزہ ہے۔

محمد علی عابدی کی سچ بیانیاں:

زابد علی (سوال):- عابدی صاحب دورِ حاضر کے خطیب نیا matter نہیں دے رہے، محنت نہیں کر رہے اور علامہ صاحب نئے سے نئے موضوعات لا رہے ہیں مقصد کے محنت کر رہے ہیں، اپنی ذات کی آسائش کا کبھی خیال نہیں کیا۔ رات دن بس ایک جستجو ایک ریاضت کے قوم معصومین کی معرفت حاصل کرے عزاداری حسینؑ کا تحفظ ہوا اپنے علم اور عمیق مطالعے سے مسائل حل کر رہے ہیں۔ matter دے رہے ہیں اس سے زیادہ کیا کریں تو قوم کو یہ سب نظر نہیں آتا؟

علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- مطالعہ تو ہے نہ گہرا مطالعہ بھی ہے عطا بھی ہے یہ ہم نے محدود کر لیا ہے۔ مولا عباسؑ کو جلال کی حد تک مولا علیؑ کو جنگ کی حد تک ہم نے ان پر روشنی نہیں ڈالی جہاں علم ہے حلم ہے شجاعت بھی ہے فلسفہ موت و حیات بھی ہے ہر چیز آئمہ نے دی ہے آپ تو جنگجو بنا کر پیش کر رہے ہیں آپ دوسرے پہلو بھی تو اُجاگر کریں مولا علیؑ کی اور فضیلتیں بھی تو ہیں۔ جب ہر علم امام مبین میں اللہ نے رکھا ہے تو یہ علامہ صاحب کا علم ہے عطا کہ قبلہ گفتگو کرتے ہیں



بات سے بات نکلتی چلی جاتی ہے اور علم کا سمندر بن جاتا ہے۔ یہ فرق ہے آج کے خطیب اور علامہ صاحب میں ”ہمارے آج کل کے علماء اور خطباء میں ایک بڑا عجیب سا فرق ہے پہلے دن سے جو عالم آتا ہے وہ پہلے دن سے چاہتا ہے میں ضمیر اختر بن جاؤں طالب جوہری بن جاؤں عرفان حیدر عابدی بن جاؤں۔

بھائی یہ دیکھیں کہ جو ضمیر اختر بنے ہیں کتنی صدیوں میں ضمیر اختر بنے ہیں کہاں سے چلے تھے چلتے چلتے multiply ہوتے ہوتے آج ضمیر اختر ایک کوہِ گراں ہیں۔ کوئی بلا نہیں سکتا، عقیدے میں بھی اور علم اور گفتگو میں دلیل میں آج۔ مطلب ضمیر اختر صاحب نے کچھ کہہ دیا آپ کتابیں چھان لیں آپ کی مرضی ہے مگر آپ علامہ صاحب کی بات کو رد نہیں کر سکتے۔ اس step پر آئے ہیں آہستہ آہستہ۔ آپ پہلے دن اتنی بڑی بات کر دیتے ہیں اپنے قد سے بڑی اور کوئی سوال کرے تو آپ بغلیں جھانکتے ہیں۔ کتاب آپ نے پڑھی نہیں، کیسٹ دیکھ لی ویڈیو دیکھ لی پڑھ دیا۔ step by step چلیں سیکھیں سمجھیں آئیں علما کی بیٹھک میں بیٹھیں۔

زابد علی.... (سوال):- عابدی صاحب تفاسیر قرآن میں اس بار علامہ صاحب نئے خطیب وذاکرین کو پڑھوا رہے ہیں۔ اس کاوش کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- مجھے تو بڑی خوشی ہوئی قبلہ نے جو یہ رحمان رکھا کہ youngster کو بلا رہے ہیں۔ سکھا رہے ہیں درس دے رہے ہیں پڑھا رہے ہیں اسی طرح youngster کے ماسٹرن بن رہے ہیں ابھی جیسے students یہاں آتے ہیں میرا کزن بھی آیا تھا تو اس سے علامہ صاحب نے اُسی درجے پر بات کی ابتدائی سطح پر وہ تھا نہ کہ اُس سطح پر جس پر قبلہ کا علم ہے۔



بالکل پرائمری انداز سے بات کی تاکہ وہ سمجھے یہ مثال میں نے اس لیے دی کہ اپنا منبر تو آج سے نہیں دیا دوسروں کو منبر دیتے رہے ہیں اور علامہ صاحب کے لیے قید نہیں ہے کہ کسی خاص مقام پر جا کر علم بانٹیں گھر میں بھی علم دے رہے ہیں بس جو علم کا متلاشی نظر آیا اُسے وہیں سیراب کیا اور یہ سلسلہ تقاسیر کا مجھے بہت پسند آیا ورنہ اپنی ذات کو minus کر کے کون کچھ دیتا ہے اس سے بڑی بات کیا ہوگی۔

زابد علی (سوال):- محمد علی عابدی صاحب علامہ صاحب ایک unique style of khitabat کے حامل ہیں اور اس style میں جو ایک منفرد پہلو ہے برصغیر کے کسی اور خطیب کے یہاں نظر نہیں آتا وہ ہے body language اس style کی خطابت کہیں اور نہیں body language سے مراد گھٹنے پیٹنا نہیں ہے۔ مقتل و مصائب فضائل اور مناقب کے مختلف پہلو کو انداز خطابت میں ایک لطیف اشارے سے اشارہ کر کے گزر جانا آپ بھی خطیب ہیں اس گوشے پر کچھ ارشاد فرمائیے؟

علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- جس طرح کا انداز ہے قبلہ کا یہ میری کم مائیگی ہے کہ میں نے اس طرز کا کوئی خطیب ہی نہیں دیکھا اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔ قبلہ کے ہر ہر اعضاء۔ ہاتھ، آنکھ، پیر، تیور ہر چیز جو ہے اسی کی جسمانی انوالومنٹ Involment ایسی ہوتی ہے قبلہ جو بھی بات کہہ رہے ہیں کوئی زبان سے نہیں سمجھ پار ہادہ آنکھ سے سمجھ جائے گا جو نگاہ سے نہیں سمجھتا وہ ہاتھ کے اشارے سے سمجھ جائے گا جو اس طرح بھی نہ سمجھے وہ قبلہ کے جملے کی جو ادائیگی ہے نہ جس گہرائی میں جا کے جملے کو ادا کرنا وہ سمجھ جائے گا کہ یہ بات کس نوعیت کی کہہ رہے ہیں اور یہ چیز ضروری ہے لیکن قبلہ کے انداز میں تھوڑا بہت تھوڑا بہت



کیا بلکہ غلط بات ہو جائے گی میرا کہنا ہے، لکھنؤ کا انداز ہے نزاکت نازک مزاجی وہ تو ملی ہے وہاں سے لیکن یہ نازک مزاجی گھر تک ہے منبر پر جب آتے ہیں تو پھر کمال ہی ہوتا ہے پھر آتی ہے سادات کی شجاعت برملا جو کہنا ہے وہ کہنا ہے غالب کل غالب کی یاد دلادیتے ہیں قبلہ۔

دیکھیں جب آپ خلوص دل سے لو لگالیں محمد و آل محمد سے تو آپ دیکھتے ہوں گے منبر پر قبلہ نے خطبہ شروع کیا بہت نرم انداز میں باتیں کر رہے ہیں گراؤنڈ (ground) بنا رہے ہیں ایک دم جلال جو آتا ہے وہ آپ کو حیران کر دیتا ہے کہ ابھی تو جمال تھا اور اب جلال کے ماحول میں پہنچ گئے کہ جیسے دریا کے اندر بہتے بہتے سمندر کی لہر آئی، تو یہ کیا ہے یہ قبلہ گھر میں کر ہی نہیں سکتے یہ منبر پر خاص عطا ہوتی ہے جس کا نام لیا جا رہا ہے جس کو define کیا جا رہا ہے وہ شخصیت وہ ہستی خود وہاں موجود ہوتی ہے اور اس کا اندازہ پبلک کو بھی ہو جاتا ہے ابھی میں آپ سے گفتگو کر رہا ہوں میرے روٹے کھڑے ہو رہے ہیں خود اندازہ ہو جاتا ہے کہ اب حاضری ہے ”اُس وقت ضمیر اختر نہیں بول رہے ہیں ضمیر اختر میں کوئی اور بول رہا ہے۔“

زاہد علی... (سوال):- عابدی صاحب تو جب آپ نے کہہ دیا کہ علامہ صاحب نہیں بول رہے ہوتے کوئی اور بولتا ہے تو یہ اُلٹا سیدھا پروپیگنڈہ جو ہے وہ تو باطل ہو جاتا ہے اُس کی تو کوئی حقیقت نہیں رہ جاتی۔

علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- بالکل جناب سب جھوٹ ہے اگر کچھ ہے تو لا کر دکھا دو کچھ تو لاؤ بھائی اب اگر قبلہ کسی کا بیک گراؤنڈ بیان کر رہے ہیں جو قابلِ تذکرہ شخصیت اس خاندان کی اس زمانے میں موجود ہے تو جو آج سے چودہ

سوسال تک کی کڑیاں ملا رہے ہیں تو مثال کے طور پر اشارہ اُسے کہیں گے قبلہ اشارہ کر رہے ہیں آپ نام لے رہے ہو، مثال تو اُسی کی دی جائے گی جو ہوگا اب جیسے ہم یزید ملعون کا شجرہ بیان کرتے کرتے آگئے تو آج ہم لے کے آئیں گے غامدی کو اسرار کو سیدھی سی بات ہے مثال رکھ رہے ہیں وہ کوئی آپ کو معیوب چیزیں تھوڑی بتا رہے ہیں مثال دی جاتی ہے ہمیشہ قریب سے قریب ترکی۔

زابد علی.... (سوال):- عابدی صاحب یہ جو آج کل ایک وبا ہم دیکھتے ہیں کچھ ہمارے لوگ اپنے ہی مذہب کو تنقید کا موضوع بنا رہے ہیں شعوری طور پر شیعیت میں وہابی ازم، مثلاً ازم کو داخل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے علامہ صاحب واحد ہستی ہیں جو عقیدے کو بچا رہے ہیں تن تنہا تو آپ اس حالت کے تناظر میں کیا فرمائیں گے؟

علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- دیکھیں ہمارا کام ہے محمد و آل محمدؑ نے جو ہماری ڈیوٹی لگائی ہے کہ ہمیں کہتے رہنا ہے کہ ”شاید کے تیرے دل میں اُتر جائے میری بات“ لوگ اکثر مجھ سے کہتے ہیں علی بیٹا یہ زمانہ صحیح نہیں ہے تمہیں نہیں پڑھنا چاہیے ہمارے یہاں تقیہ بھی تو ہے تو میں اُن سے کہتا ہوں تقیہ جس زمانے میں تھا تھا لیکن معصومینؑ کے وہ اقوال کہاں لے جائیں گے کہ آج سے جس نے تقیہ کیا وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں۔ تقیہ کا جو دور تھا وہ گزر گیا اور آپ جو یہ وہابیت مثلاً ازم کی بات کر رہے ہیں وہ تو بہت بعد کی بات ہے پہلے تو جو ہمارے درمیان وہابی پیدا ہو گئے ہیں اُن کا جواب دینا ہے۔

زابد علی (راقم):- میں بھی انھیں کی بات کر رہا ہوں۔

علامہ محمد علی عابدی:- میں اکثر اپنی مجالس میں کہتا ہوں کہ پرانے علماء اچھے

تھے کہ وہ دوسروں کو جواب دیتے تھے آج تو رونایہ ہے کہ اپنے لوگوں کو علیؑ ولی اللہ پر قائل کرنا پڑ رہا ہے، جو ظاہری طور پر اپنے ہیں مصیبت اسی لیے ہے۔ اب دیکھئے نا قبلہ نے لکھنؤ کے منبر سے خطابت کی کہ جہاں سے عزاداری چلی ہے وہاں سے ایک شخص آ رہا ہے ایران، عراق، کربلا، مکہ، مدینہ سب جگہ خطابت کی اُسے آداب منبر کا پتہ نہیں ہوگا؟ اور یہ کہ جنہیں جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں اور جنہیں منبر پر بیٹھنے کا حق ہی نہیں ہے وہ منبر کے آداب پر گفتگو کریں گے جو منبر کے اہل نہیں اور میں تو اکثر کہتا ہوں کہ جو کوئی غلط بات کر رہا ہے قبلہ کے خلاف وہ پہلے اپنے گریبان میں جھانکے کہ آپ کا ماضی کیا ہے اور کیا آپ کا علم اس قابل ہے کہ آپ علامہ ضمیر اختر نقوی جیسی شخصیت کے مقابل آ کے کوئی بات کریں، یہ عالم ہیں اور بہت بڑے عالم ہیں دو باتیں نام ہیں ہماری شیعہ قوم میں اور اُن میں سے ایک نام علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کا ہے۔ ٹھیک ہے میں کہتا ہوں کہ قبلہ سے اگر بات کرنے کا حق ہے تو کم سے کم طالب جوہری کا ہے کم از کم۔

زاہد علی (سوال):- محمد علی عابدی صاحب علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب کے طرز خطابت پر تو آپ نے تفصیلی روشنی ڈالی ہے علامہ صاحب کی ادبی خدمات آپ کی تصانیف آپ کے ادبی کام پر کچھ اظہار خیال فرمائیں؟

علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- میں تو یہ کہتا ہوں ہمارے پاکستان میں ادبی کام جتنا بھی کیا ہے علامہ صاحب نے کیا ہے باقی تو کسی نے کیا ہی نہیں ہے۔ خدا کی قسم بڑے بڑے لوگ جن کا میں احترام کرتا ہوں بزرگ ہیں علما ہیں صاحب منبر ہیں مگر کسی نے ایسا کام نہیں کیا جیسا علامہ صاحب نے کیا ہے۔

زاہد علی... (سوال):- عابدی صاحب ہم بھی علامہ صاحب کے مداح ہیں



آپ بھی ہیں لاتعداد ہیں قبلہ نے جو work کیا ہے، دینی، ادبی، تحفظِ عزاداری، قوم کے جوانوں کی فکری تطہیر، توجو جوان طبقہ ہے ہم امید کر سکتے ہیں کہ ہم سب مل کر قبلہ کے اس عظیم نظریاتی پیغام کو آگے بڑھائیں سب مل کر شانہ بشانہ علامہ صاحب کے ساتھ چلیں؟

علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- اصل میں ہم مدارِ اہل بیت ہیں یہ ڈوری ہے اس سلسلے میں جو آتا جائے گا تسبیح بنتی جائے گی اور تسبیح میں ایک امام ہوتا ہے تو تسبیح کے دانوں میں جو امام ہے علامہ ضمیر اختر وہ امام ہیں۔

زابد علی.... (راقم):- عابدی صاحب میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں کہ ہدایت ہم علامہ صاحب سے لیتے ہیں علم، نظریہ، مثبت دینی ملتی سوچ تو ہم منبر کا موضوع علامہ صاحب کی ذات ان کے نظریہ ان کے پیغام جو کہ ظاہر ہے دینِ حقہ ہے اسے کیوں نہیں بناتے خرافات میں کیوں پڑے ہیں ہمیں چاہیے علامہ صاحب کو منبر کا موضوع بنائیں تاکہ علمی مسائل حل ہوں؟

علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- بیشک سب کو قبلہ کے ساتھ چلنا چاہیے بلکہ میں تو کہہ رہا ہوں کہ لوگوں کو لائیں قائل کریں یہاں بٹھائیں یہ غلط فہمیاں جو غلط باتیں ہیں اسی طرح ختم ہوں گی قبلہ کی ذات کو موضوع بنا کر ہمیں discuss کرنا چاہیے اپنے حلقہٴ حجاب میں اپنے میڈیا میں جو آپ کی ذمہ داری ہے اگر آپ گھر کے آدمی ہیں تو اپنے گھر میں ڈسکس (discus) کریں، کسی میڈیا میں ہیں تو میڈیا پر آکر ڈسکس (discus) کریں اسے اُجاگر کریں۔ علامہ صاحب نعمت ہیں مولا کی، ہمارے یہاں عادت ہی یہی ہے کہ جب آدمی چلا جاتا ہے تو روتے ہیں پچھتاتے ہیں پچھتاوے سے بہتر ہے کچھ لے لیں قبلہ سے۔

زابد علی (سوال):- عابدی صاحب پچاس سال پورے ہوئے ہیں علامہ صاحب کے دینی، ادبی، ملی، قومی خدمات کے اس پُرسرت موقع پر آپ قبلہ کو کن الفاظ سے خراج تحسین پیش کرنا چاہیں گے؟

علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- علامہ صاحب کو میں خراج تحسین پیش کر ہی نہیں سکتا کیونکہ علامہ صاحب کے مقابلے میں میرا علم ایک قطرہ سمندر کے برابر ہے میں کیا خراج تحسین پیش کر سکتا ہوں۔ بس اتنا کہوں گا کہ قبلہ جس کشتی کے ناخدا ہیں ہم اُسی کے مسافر ہیں جہاں یہ لے جائیں گے چلے جائیں گے۔

زابد علی.... (سوال):- سانحہ جامعہ سبٹین جو دورِ حاضر کی کر بلا ہے اس واقعے کے آپ عینی شاہد بھی ہیں، آپ نے اس سانحے کی مذمت بھی کی تھی آپ اسے کیا سمجھتے ہیں آپ بتائیے سانحہ جامعہ سبٹین اصل میں ہے کیا؟

علامہ محمد علی عابدی... (جواب):- ”عینی شاہد ہوں سانحہ جامعہ سبٹین“ کا

دیکھیں جس وقت یہ حادثہ ہوا اس وقت میں علامہ صاحب کی جمعیت میں نہیں آیا تھا میرے دل میں بھی کچھ باتیں کچھ سوال سے ہوتے ہیں فکری تقاضہ ہے مطلب کے مجھے ڈرایا گیا دور رکھنے کی کوشش کی گئی کیونکہ جانتے ہیں جس باپ کی اولاد ہے جو دیکھے گا منبر پر بیان کرے گا، وہاں بیٹھے گا تو حق دیکھے گا، حق سے دُور رکھنا چاہ رہے تھے یہاں آیا تو حوصلہ ملا قبلہ نے سر پر ہاتھ رکھا جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ قبلہ کی سرپرستی ہے اور یہی دلیل ہے کہ میں حق کی سرپرستی میں آگیا اسی لیے آج یہاں بیٹھا ہوں۔ تو بھائی اس وجہ سے مجھے آنے نہ دیا گیا اور یہ ایسے ہی لوگ ہیں اندرونی سازشی لوگ ہیں، میں کسی کا نام نہیں لوں گا یہ ہر سطح پر ہیں گھر میں بھی ہیں خاندان میں، قوم، قومیت میں بھی ہیں جو رکاوٹیں پیدا کرتے



ہیں۔ تو اس وقت میں نے کہا کہ بھائی آپ کو علامہ ضمیر اختر سے اختلاف ہے نا! مجھے تو جب یہ خبر ملی کہ علم شہید ہوا منبر کی بے حرمتی کی گئی تو میں نے کہا وہ منبر ضمیر اختر کا نہیں تھا وہ منبر رسولؐ تھا جس پر لائیں گھونسنے مارے گئے۔ علم شہید کیا گیا اور وہ جو ہماری مائیں، بہنیں جو تھیں اُن کو باتھ روم میں بند کیا گیا۔ تو میں تو اس بات پر اُٹھ کر گیا اور اس میں تو ہر شیعہ کو اُٹھ کر جانا چاہیے تھا۔ بھائی آپ ایک فرد کا ایشو (issue) کیوں بنا رہے ہیں کل کو کوئی لائڈھی میں کورنگی میں یا خیر پور میں علم شہید کر دیتا ہے تو آپ کہتے ہیں شور مچائیے احتجاج کیجئے آپ اندر تو دیکھیں یہ کون ہیں نعرے بھی لگا رہے ہیں۔ یاسیدہ کے نعرے بھی باہر سے لگ رہے تھے اور اُسی سیدہ کے لال کا علم شہید ہو رہا تھا، پتھر اڑاؤ ہو رہا تھا یہ کیا ہے۔

علامہ صاحب سے آپ کا اختلاف ہے ہو سکتا ہے نظریاتی اختلاف ہو سکتا ہے۔ مگر اُس کا طریقہ شرفاء کے یاں جو ہے تو بیٹھ کر بات چیت ہے۔ یہ تو جنگلی پن وحشیانہ تھا سب کچھ اچھا علامہ صاحب کو minus کر دیں تھوڑی دیر کے لیے علامہ ضمیر اختر نقوی کا جرم کیا تھا علیؑ، ولی اللہ، ماتم حسینؑ، تحفہ عزا داری، جرم یہی ہے نہ؟ تو دشمن کس کے ثابت ہوئے یہ لوگ اور میں تو ایک بات اور کہتا ہوں کہ جو لوگ عقیدے پر کام کر رہے ہیں علیؑ، ولی اللہ پر کام کر رہے ہیں وہ عرفان حیدر عابدی ہوں یا آج کے علما سب کے ساتھ یہی ہوا کچھ نے ڈر کر چھوڑ دیا جس میں ہم کچھ نہیں کریں گے سیدھی سیدھی آیت پڑھیں گے اس کا ترجمہ بھی گھر سے کرتے لائیں گے، میڈیا پر بھی آدمی حدیث پڑھیں گے کہ میں شہر علم ہوں اگلا جملہ کھا گئے T.V recorded بات ہے یہ تو اس کا مطلب کہ آپ نے کاروبار کا ذریعہ بنا رکھا ہے امام حسینؑ کو، آج علامہ ضمیر اختر کے ساتھ ہوا

کل ہمارے ساتھ ہوگا اوروں کے ساتھ بھی ہوگا اور جب یہ سب کچھ ہو جائے گا تو ڈائریکٹ (direct) آپ کا تعز یہ اٹھا کر پھینک دیں گے۔ قبلہ کو تو base بنایا اور یہی ہوگا علامہ صاحب کا کندھا استعمال کر کے انھوں نے یہ بتایا کہ ہم یہ کرنے آئے تھے۔

زاہد علی.... (راقم):- عابدی صاحب قطع کلامی کی معافی تو یہ تو فضیلت بن گئی علامہ صاحب کی کہ ان کے ذریعے سے دشمن آل رسول کی پہچان ہوئی۔ مولانا علی مومن اور منافق کی پہچان کی کسوٹی ہیں اور وکیل مولانا علی آج کے مومن اور منافق کی پہچان کی کسوٹی ہیں، میں نے غلط تو نہیں کہا؟

علامہ محمد علی عابدی (جواب):- جی بالکل یہی بات ہے عزاداری بی بی سیدہ کی ہے اور بی بی سیدہ کی عطا ہیں ضمیر اختر تو دشمن کی پہچان بھی بی بی ان کی ذات سے ہی کرائیں گی ناں۔ جناب انجولی میں مولانا عباس کے علم کو مقصرین نے کہا کہ رنگین کپڑا ہے انھیں انجولی کے شیعوں میں بیٹھ کر کہہ کر جا رہا ہے کہ ماتم excersice ہے علی sportsmen تھے اور یہ شیعہ خاموشی سے اس کو سن لیں گے اور یہ بے غیرتی کہ اُس کو کسی نے کچھ نہ کہا۔

زاہد علی.... (سوال):- تو عابدی صاحب یہ دوہرا معیار کیوں ہے؟ جس چیز کو چاہا نزاع میں لے آئے ورنہ کوئی منہ پر مسلمات کو بدعت کہہ کر جا رہا ہے تو خاموشی کی وجہ کیا ہے؟

علامہ محمد علی عابدی (جواب):- بھائی پیسہ چل رہا ہے آپ نے میری پہلی تقریر سنی ہوگی میں نے یہی کہا تھا اور ہم و دینار تقسیم ہو رہے ہیں اور وہ اپنا حق ادا کر رہے ہیں جہاں سے پیسہ لے رہے ہیں جس کا کھارہے ہیں اُسی کا گارہے



ہیں آپ بھی اسی policy پر عمل کریں ہم امام حسینؑ کا کھاتے ہیں اُن ہی کا گائیں گے جو بھی ہوتا ہے ہوتا رہے۔ آپ ایک بات بتائیں اگر علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب مجلس پڑھیں گے تو کیا وہ یزید ملعون کے فضائل پڑھیں گے؟ یا مولانا علیؑ کے فضائل بیان کریں گے ظاہر بات ہے مولانا علیؑ کے کریں گے، تو پہچان لو منافق کون ہوا جو ذکر کو روک رہے ہیں وہی منافق ہے وہی یزید ہے۔

اور ایسا دور آ گیا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ علامہ ضمیر اختر نقوی کی بات وہ کیا سمجھیں گے جن کا ضمیر ہی نہیں ہے جن کے ضمیر گرویں ہوں وہ کیا سمجھیں گے ضمیر اختر نقوی کی عظمت و بزرگی کو۔

زاہد علی.... (سوال) :- محمد علی عابدی صاحب آپ نو جوان عالم ہیں ہماری گفتگو کا محور تو قبلہ کی ذات ہے مگر میں اپنی کم علمی کو ذور کرنے اور آپ سے کچھ وجوہات جاننے کے لیے ایک سوال ذرا ہٹ کے کروں گا یہ سوال میرے ذہن میں اس لیے تھا کہ ہمارے دین کے کچھ مسلمات ہیں۔ امام جعفر صادقؑ نے مجلس کو ایک پلیٹ فارم بنایا تھا کہ فضائل و مصائب کے ساتھ جو علمی مسائل ہوں وہ بھی حل ہوتے رہیں یہ ایک ذریعہ تھا، دین کی ترویج و ترقی و معرفت آل محمدؑ کا دوسرا بڑا ذریعہ کتابیں جو علما کرام نے لکھیں اور آج تک لکھی جا رہی ہیں اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہمیں نظر نہیں آتی۔ ٹی وی، فلم سوسال پہلے آ گئے تھے۔ سٹائٹ کو آئے ہوئے بھی بچیس برس تو ہو گئے۔ ہمارے علمائے کرام نے کبھی بھی فلمز کے ذریعے دین آل محمدؑ کی تبلیغ نہیں کی اور اسے حرام سمجھتے رہے۔

یہاں ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ ٹی وی کی شام غریباں اور مجالس کی وڈیو اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ وہ فلم نہیں مجالس کی ترویج کے لیے آج کے میڈیا کی

ضرورت ہے اس سے انکار نہیں۔ computer بھی مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ آپ کے کنٹرول میں ہے صحیح استعمال کرنا چاہیں یا غلط مگر فلم کوئی اور بناتا ہے۔ کبھی یہ اعتراض بھی آتا ہے کہ منبر سے فلم کا تذکرہ یا فلمی بات کچھ عرصے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ واقعات کر بلا پر فلمیں بنائی جا رہی ہیں۔ امام علیؑ، امام علی رضاؑ، سفیر حسینؑ پر کیوں؟ پہلی بات یہ کہ کیا ضرورت ہے جب پہلے آپ نے کہہ دیا کہ حرام پھر بنانے کا جواز کیا ہے، دوسرے اگر یہ کام مفید ہوتا تو جب مصطفیٰ عکاظ نے the message بنائی تو آپ اس وقت سے بنانا شروع کر دیتے ۱۹۷۰ء سے۔ کہنے کا مطلب ہے کہ کیا ضرورت اس وقت آن پڑی ان عظیم ہستیوں کو فلم کے ذریعے دکھانے کی ضرورت کیوں پیش آگئی آئمہ کی سیرت اُجاگر کرنے کے لیے کہ آپ فلم بنا رہے ہیں یعنی شیعہ اپنے امام کے بارے میں جانتے نہیں نہ وہ کتابیں پڑھتے ہیں۔

کالے حبشی لے لو بد صورت چہرہ ایسے بد شکل لوگوں کو لے کر فلم بناؤ تا کہ دنیا ہنسے، یقین کریں آپ کہ ان فلموں میں اتنا کمزور دکھایا ہے آئمہ کو ان کے اصحاب کو کہ سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ بہت سی فلمیں ایران نے کر بلا کے پس منظر میں بنائی ہیں، مولا علیؑ کی سیرت پر فلم بنائی اور آپ دیکھیں گے جو ہماری مستند روایات ہیں ان کو مسخ کر دیا ہم جانتے ہیں مولا علیؑ کو محراب مسجد میں دورانِ سجدہ ضرب لگی۔ فلم میں دیکھتے ہیں کہ مولا مسجد میں داخل ہوئے ابنِ ملجم نے وار کر دیا۔ ہم نے پڑھا مولا علیؑ کو زخمی حالت میں گلیم میں لے جایا گیا فلم میں ہے کہ معاذ اللہ مولا اپنی چپلیں چھوڑ کر بھاگے اور دریا میں جا کے خود کشی کر لی۔ عابدی صاحب یہ تو ایک مثال پیش کر دی ورنہ ان فلموں کا analysis کیا جائے تو پوری کتاب



درکار ہے تو یہ قوم جو ہر چیز میں عیب نکالنے کی عادت رکھتی ہے اعتراض کرتی ہے۔ وہ لوگ یہاں کیوں خاموش ہیں کہ ایران اتنا فلمی کیوں ہو گیا۔ یا ڈانسرز کو لے کر بی بی زینبؑ کی اداکاری کروا رہا ہے۔ یہ سب نظر نہیں آتا؟ سرعام بک رہی ہیں CDs لوگوں نے دیکھیں ہیں خاموش ہیں۔ مطلب جس چیز کو چاہا پروپیگنڈہ بنا لیا ورنہ غلط بات پر بھی خاموش کیوں بھائی اس پر احتجاج کیوں نہیں۔ آپ نے اسرار ملعون کو برا کہا مولاً کو معاذ اللہ شراب پلانے پر قتل کا فتویٰ جاری کیا بالکل ٹھیک کیا اس نے تو TV پر کہا تھا۔ آپ تو فلم بنا کر معاذ اللہ مولاً کو بزدل اور خودکشی کرتے دکھا رہے ہیں۔ آپ یہاں خاموش کیوں ہیں؟

اگر اتنے وفادار ہیں منبر کے تو جو فتویٰ تھا سلمان رشدی کے قتل کا اُس پر عمل آج تک کیوں نہیں ہوا؟ کیا سیاسی مصلحتیں ہیں؟ ارے آپ سے اچھے طالبان ہیں گاڑی ٹکرا کر خود کش بن کر اپنے قائد کی لاج تو رکھ لیتے ہیں۔

علامہ محمد علی عابدی (جواب):۔ آپ پریشان ہو گئے ہوں گے میری باتوں سے بس آپ کی توجہ دلانا مقصود تھی اور دل دکھتا ہے یہ سب دیکھ کر۔ ہم واپس آتے ہیں اپنے موضوع پر۔

عابدی صاحب! نہیں پہلے اس بات کو مکمل کر لیں دیکھیں آپ نے میری پہلی تقریر سنی تھی تو میں نے کہا تھا کہ سب درہم و دینار کا کھیل ہے نام نہیں لوں گا اس قبیلہ کے لوگ پہلے بھی تھے اب بھی ہیں پہلے درہم و دینار میں بکا کرتے تھے اب ڈالر آگئے ہیں۔ بھائی جو لوگ مائیکل جیکسن کی موت پر افسوس کریں وہ فلم نہیں بنائیں گے تو اور کیا کریں گے آپ دیکھیئے نہ کہ موسیقی حرام آپ کا عمامہ سب سے بلند اور ایک گانے والے کی تعریف مطلب آپ سنتے تھے یا جیسے سب دکھ کا اظہار

کر رہے تھے آپ نے بھی کر دیا مگر ایک عالم گویئے کی تعریف کرے عجیب لگتا ہے۔ اچھی بات کی طرف توجہ دلائی آپ نے میں ضرور اس بات کا منبر سے تذکرہ کروں گا۔

زابد علی :- بہت بہت شکریہ علامہ علی عابدی صاحب ایک چھوٹے سے مکالمے کو آپ نے اپنے علم سے اتنا گراں قدر کر دیا کہ گفتگو میں جان آگئی لا ریب کہ یہ عطا ہے آپ کے خانوادے پر۔ علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی صاحب کی ذات مبارک پر آپ نے ایک نئے انداز سے روشنی ڈالی اور ہمیں اتنی عظیم شخصیت کو پھر ایک نئے رخ سے دیکھنے کا موقع ملا علامہ صاحب کی ذات ہی ایسی ہے کہ ایک بار آپ گفتگو کریں لفظ آسانی سے اترنے لگتے ہیں قبلہ کی شان بیان کرنے کے لیے۔ یہ مکالمہ اس لحاظ سے اور بھی منفرد ہو جاتا ہے کہ آپ نے قرآن، حدیث، تاریخ سیرت آئمہ کی روشنی میں علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی خطابت اور علمی شان کو اس میں دکھایا ہے۔ ایک عالم ہی ایک بڑے عالم کی معرفت رکھتا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ مولاً آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائیں آپ کو صحت و تندرستی علم کی عطا رہے اور ہمارے اذہان علی ولی اللہ کو معرفت سے قبول کریں۔ انشاء اللہ۔

محمد علی عابدی کے چند خوبصورت جملے (حاصل مضمون)

۱۔ قبلہ کی محفل میں پاکی و طہارت کے سوا کچھ نہیں

۲۔ جو نیا عالم آتا ہے وہ پہلے دن سے چاہتا ہے میں علامہ ضمیر اختر بن جاؤں

۳۔ علامہ ضمیر اختر ایک کوہ گراں ہیں کوئی ہلا نہیں سکتا نہ علم میں نہ بات میں۔

۴۔ اب حاضری ہے یہ ضمیر اختر نہیں بول رہے وہ ہستی ضمیر اختر میں بول

رہی ہے

jabir.abbas@yahoo.com

- ۷- سید بن ابی سہیل کے ساتھ قرآن کی تفسیر
۸- سید بن ابی سہیل کے ساتھ قرآن کی تفسیر
۹- سید بن ابی سہیل کے ساتھ قرآن کی تفسیر
۱۰- سید بن ابی سہیل کے ساتھ قرآن کی تفسیر
۱۱- سید بن ابی سہیل کے ساتھ قرآن کی تفسیر

حسین رضا سلمہ کی مختصر گفتگو

آج مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں آپ لوگوں سے مخاطب ہوں یا یوں کہہ لیجئے کہ میدانِ ذکر میں یہ پہلا قدم ہے تو کیوں نہ اس قدم کو فضائلِ علیؑ سے شروع کیا جائے۔ جیسا کہ رسولِ خدا کی حدیث ہے کہ اپنی مجلسوں کو زینت دو ذکرِ علیؑ سے، موضوعِ آپ کے سامنے ہے کہ ”علیؑ وارثِ انبیاء“ تو علیؑ وارثِ انبیاء کیوں؟ علیؑ وارثِ انبیاء اس لیے کہ علیؑ فخرِ انبیاء ہیں، علیؑ فخرِ انبیاء کس طرح، علیؑ فخرِ انبیاء اس طریقے سے کہ ہر نبی سے کسی نہ کسی مقام پر ترکِ اولیٰ ہوا، علیؑ سے نہیں ہوا علیؑ وارثِ انبیاء کس طریقے سے کہ یہ وہ وقت ہے کہ جب علیؑ صفین کا لشکر لے کے جا رہے ہیں لشکر سارا پیاسا ہے اور گزر صحرا سے ہو رہا ہے قریب ہی راہب کا دیر ہے راہب دیر سے لشکر گزرتا ہوا دیکھ رہا ہے۔ یکایک مالکِ اشتر آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ مولا سارا لشکر پیاسا ہے آگے نہیں بڑھ پائے گا تو علیؑ گھوڑے سے نیچے تشریف لاتے ہیں، میدان کی طرف رُخ کرتے ہیں اور ایک چٹان کے پاس جا کر رُک جاتے ہیں چٹان پہ ہاتھ رکھتے ہیں چٹان اپنی جگہ چھوڑ دیتی ہے دُور جا کے وہ چٹان گرتی ہے اور اس کے نیچے سے پانی کا ایک چشمہ پھوٹتا ہے سارا لشکر پانی پیتا ہے اور کہتے ہیں ہم نے اس سے پیٹھا اور عمدہ پانی کہیں نہیں پایا۔ جب پانی پی چلتا ہے لشکر اور روانگی کی تیاری ہوتی ہے تو راہب اُتر کر نیچے آتا ہے اور کہتا ہے تم کون ہو؟ مولا مُڑتے ہیں اور مسکرا کر کہتے ہیں میرا نام ایلٰی ہے وہ کہتا ہے کہ میں حافظِ انجیل ہوں میں نے انجیل کی تلاوت کی ہے تو اس میں یہ لکھا



ہے یہ نام نبی آخر کے وصی کا ہے کہتے ہیں ہاں بے شک میں وہی اہلی ہوں اور اب میرے بعد میرا آخری جانشین اس چشمے سے پانی پیئے گا تب تک نہ اس چشمے کو کوئی کھول سکے گا نہ کوئی ڈھونڈ پائے گا آج جب اس جگہ کی زیارت کرتے ہیں اس جگہ کا نام ہے ”مسجد براۓ“ یہ ہے فخر انبیاء کہ جس کی گواہی ایک عیسائی آ کر دیتا ہے اور میں اپنی گفتگو تمام کرتا ہوں کہ خدا ہمیں اپنے آخری امام کی زیارت سے مشرف فرمائے اور ہم سب کو ساقی کوثر کے ہاتھ سے جام کوثر پینے کی سعادت نصیب ہو۔ (یہ ابتدائی گفتگو ڈاکٹر صاحب کے بھانجے حسین رضا سلمہ کی ہے)





پہلی مجلس

تفصیل وراثت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے

۱۴۲۲ھ یعنی ۲۰۰۱ء کے عشرہ چہلم کی پہلی مجلس آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں تقریباً ۱۹۸۶ء میں اس عشرے کا آغاز ہوا تو تب سے اب تک میں یاد بھی کروں کہ کتنے عنوانات ہو چکے تو سب مجھے یاد نہیں آئیں گے۔ جہاں تک حافظہ میرا ساتھ دیتا ہے پہلا عشرہ ”قرآن اور عظمت اہل بیت“ تھا اور دوسرا عشرہ ”عورت اور اسلام“ تھا اس کے بعد ”امام اور امت“ کے عنوان پر تقریریں ہوئیں ”اسلامی معاشرے“ کے موضوع پر تقریریں ہوئیں ”عظمت صحابہ“ کے موضوع پر تقریریں ہوئیں ”تاریخ شیعیت“ پر گفتگو ہو چکی ہے۔ ”امیر مختار“ پر گفتگو ہوئی اس کے بعد یہاں رضویہ کے عشرے کے بعد یہ عشرہ شروع ہوا تو میں نے ”اسلامی معاشرت اور تاریخ انبیاء“، ”حضرت علی میدان جنگ میں“، ”اسلام پر علی کے احسانات“ اور گزشتہ برس موضوع تھا ”انسان اور حیوان“ اور اس سال موضوع ہے ”حضرت علی وارث انبیاء“، نو چشم حسین رضانے ہمارے موضوع کو سمیٹ کے چند جملوں میں بیان کر دیا اور ہم کو ایک تنبیہ بھی کر دی انہوں نے کہ تم



وارثِ انبیاء کہہ رہے ہو وہ فخرِ انبیاء ہیں تو موضوع میں ایک اور موضوع پیدا کر دیا انہوں نے۔ اب یہ سوچنا پڑ رہا ہے کہ وارثِ انبیاء پر پڑھا جائے یا فخرِ انبیاء پر، دراصل بات یہ ہے کہ کفر کا جو الزام ہے اس میں جو چارج (Charge) ہیں اس میں چارج یہ بھی ہے ہمارا ایک جرم یہ بھی ہے کہ یہ لوگ علیؑ کو انبیاء سے افضل سمجھتے ہیں اور یہ ہمارا کفر ہے کہ ہم علیؑ کو انبیاء سے افضل سمجھتے ہیں، تو لامحالہ جب گفتگو ہوگی تو اس منزل تک پہنچے گی کفر سے بچنے کے لیے یہ عنوان رکھ دیا کہ اگر انبیاء علیؑ سے افضل نہیں ہیں تو یہ تو پورا عالم اسلام مانتا ہے کہ وارثِ انبیاء ہیں وراثت تو کفر نہیں ہے بیٹا باپ کا وارث ہے اس میں کیا کفر ہے، چھوٹا بھائی بڑے بھائی کا وارث ہے اس میں کیا کفر ہے، پوتا دادا کا وارث ہے، اس میں کیا کفر ہے تو اطلاق یہ موضوعات ہوتے ہیں دعوتِ فکر کے لیے سب کے لیے کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء صدیوں کی محنتیں صدیوں کی نبوتیں ایک طویل عظیم ترین سلسلہ ایک دم ختم ہو گیا ختمی مرتبت پر آخر کیسے بغیر وارث، تو گفتگو کیا ہے کہ ایک عام انسان اپنے کسی شعبے میں جب وہ کمال حاصل کرتا ہے تو اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ یہ سلسلہ میرے بعد بھی باقی رہے، استاد کسی بھی علم کا استاد ہو تو وہ یہ سوچتا ہے یہ جو ہم نے محنت کی ہے اس کا کوئی وارث ہو، تاکہ یہ سلسلہ قائم رہے وراثت صرف جاگیر میں خاندان میں جائیداد میں زمین میں کاروبار میں نہیں ہوتی، ہر شے میں ہے وراثت درختوں میں بھی ہے پتھروں میں بھی ہے جانوروں میں بھی ہے انسانوں میں تو سب سے زیادہ ہونی چاہئے تو سوال یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی نبوت کی وراثت کس کو ملی بعدِ نبی، یہ ہے گفتگو، آیا بادشاہوں کو ملی، خلافتوں کو ملی، عیسائیوں کو ملی اس لیے کہ وراثت کی کچھ شرائط ہیں اگر وہ شرائط کامل نہیں ہیں تو وارث نہیں مانا جائے گا کوئی اگر یہ



چاہے کہ بادشاہوں کو انبیاء کا وارث ثابت کر دے تو کیا کر سکتا ہے؟ نہیں کر سکتا، اس لیے کہ یہ تو طے ہے کہ تمام عالم اسلام تمام انبیاء کی عصمت کا قائل ہے یعنی سب معصوم ہیں ان سے خطا نہیں ہوتی تو اب وارث خطا کار نہیں ہو سکتا۔ یہ تو بڑی بڑی خطائیں ہیں شراب پینا جو کھیلنا، زنا کرنا یہ تو بہت بڑی باتیں ہیں یہ تو بہت بڑی بڑی فسق و فجور والی باتیں ہیں، صغیرہ بھی چھوٹا سا گناہ، جھوٹ بھی نہیں بول سکتا کسی پہ ظلم بھی نہیں کر سکتا، کسی پہ زیادتی نہیں کر سکتا، کسی کا مال بھی نہیں چھین سکتا، اگر وہ ایسا کرے تو اب وہ وارثِ انبیاء نہیں ہو گا یہ بات ہم پہلے صاف کر دیں اس لیے کہ کسی کے ذہن میں یہ آ جائے کہ علیؑ کے علاوہ کوئی وارثِ انبیاء ہے پہلے ہی یہ غلط فہمی دور کرے کہ کوئی انبیاء کا وارث ہونے کا دعویٰ دار نہیں ہوا اور کسی میں ہمت بھی نہیں تھی کہ ہم آدمؑ سے لے کر خاتم تک کے نبوت کے وارث ہیں۔ کس چیز کے وارث کوئی ایک صفت جس میں کہیں وراثت نظر آ جائے کسی بھی وجہ سے آپ وارث بنے وہ وجہ دکھائیں آپ۔ مثلاً خلافتوں میں بادشاہوں میں بیس (base) کرتی ہیں فتوحات، اور فتوحات پر گھوڑے دوڑ رہے ہیں بحرِ ظلمات میں، دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے یہ فتوحات کی بیس (base) ہے، عجیب بات ہے اگر یہ خلافتِ انبیاء کے وارث بنیں تو آدمؑ سے لے کر خاتم تک کسی نبیؑ نے کوئی ملک فتح نہیں کیا ہم نے نہ آدمؑ کے دوڑتے ہوئے گھوڑے دیکھے، نوحؑ کی کشتی چلتے ہوئے دیکھی لیکن میدان میں نوحؑ کے گھوڑے ہم نے نہیں دیکھے، ابراہیمؑ کے دوڑتے ہوئے گھوڑے ہم نے نہیں دیکھے، عیسیٰؑ کا گدھا تو تاریخ میں ہے لیکن عیسیٰؑ کے گھوڑے میدان میں نہیں دوڑے بحرِ ظلمات میں نہیں دوڑ رہے، موسیٰؑ مصر کے جنگلوں میں بھٹک رہے ہیں لیکن کسی کا ملک فتح کرنے نہیں نکلتے۔ اب وہی وارث ہو سکتا ہے انبیاء کا جس نے ملکوں پہ فتح نہ پائی



ہو وارث وہ ہو سکتا ہے انبیاء کا جس نے ذہنوں کو فتح کیا ہو اور دلوں کو فتح کیا ہو، انبیاء کا کام ملکوں کو فتح کرنا نہیں تھا اپنی غلطی تاریخ اسلام دور کرے، باتیں کرنا آسان ہے دلائل کسی کے پاس نہیں دلائل سے کوئی بات نہیں کر پاتا سٹلوگن Slogan بنانا کے لگا لینا بات اور ہے، قرآن دلائل مانگتا ہے، قرآن دلائل دیتا ہے، دلیل کی آخری کتاب قرآن ہے، قرآن سے ہٹ کر آپ بات کریں گے بغیر دلیل کچھ حاصل نہ ہوگا، سوال یہ ہے کہ آدٹم سے خاتم تک انبیاء نے فتوحات کیوں نہیں کیں، مسلمان فتوحات کی بات کرتے ہیں کسی نبی نے سلطنت بنائی ہو تو بتادے ہمیں یا اپنی وسعت سلطنت بڑھائی ہو، ضرورت کیا ہے آدٹم سے لے کر خاتم تک حکومت و سلطنت کی جو نبی اپنے اللہ سے کہتا ہے کہ ملک دے دے اللہ ملک دے دیتا، گھوڑے دوڑا کے فتح کر کے لوگوں کو قتل کر کے زمین چھین کر کیوں ملک بنایا جائے، حضرت سلیمانؑ کو بغیر قتل عام کے ملک ملا، پھر یہ بھی شرط لگا دی جیسا مجھے ملے کسی کو نہ ملے اچھا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ پوری دنیا کے حاکم ہو گئے نہیں پوری دنیا کے حاکم نہیں ہوئے تھے مانگا تھا ملک عظیم اگر زمین کا ملک ہوتا تو اس میں لفظ عظیم نہ لگا ہوتا کیا ہے ملک عظیم کون سی حکومت مانگی زمینوں کی حکومت نہیں ہو آپ ہم کو حکومت دے آگ پہ، پانی پر جانوروں پر بندوں پر یعنی فطرت معبود کی حکومت مانگی تھی یعنی جن چیزوں پر انسان حکومت نہیں کر سکتا کچھ دیر کو تسخیر کر سکتا ہے چند گھنٹے جہاز ہوا میں اڑ سکتا ہے، وہ بھی پیٹرول (patrol) کے ذریعے ترکیبوں کے ذریعے کمپیوٹر (computer) کے ذریعے، حضرت سلیمانؑ نے بتایا ہمارا تخت اڑے گا بغیر پیٹرول کے، جہاں چاہیں اتاریں جہاں چاہیں اڑائیں، اس پہ دربار بھی لگ سکتا ہے اس پہ اجنہ بھی بیٹھ سکتے ہیں اس پہ پرندے بھی آ سکتے ہیں ہمیں یہ والی حکومت چاہئے یہ ہے ملک عظیم زمین کی حکومت نہیں



مانگی تھی سلیمانؑ نے ساری دنیا کی زمینیں ہمیں دے دو، اب یہ جملہ آپ کے بہت کام کا ہے کہ آدمؑ سے لے کر خاتم تک کسی نبی نے زمین کی حکومت کیوں نہیں مانگی اگر کوئی اور نبی مانگ لیتا زمینوں کی حکومت تو اس کو نبوت سے ہٹا دیا جاتا، اس لیے کہ اللہ یہ کہتا اس نبی سے کہ تم کو یہی نہیں معلوم ہے کہ جب ہم نے آدمؑ کو پہلے دن خلیفہ بنایا اور اعلان کیا کہ زمین خلیفہ کو دے رہے ہیں تو زمین تو انبیاءؑ کی ہے ہی، مانگے کیا فتح کیا کریں کیا چیز فتح کریں کہ آدمؑ اس زمین کا تمہیں مالک بنارہے ہیں اس زمین کو آباد تمہاری وجہ سے کر رہے ہیں، دنیا کا پورا گولا جو کچھ اس کے اندر ہے اس پورے گولے کے ارض کے ارض زمین کے تم ہو خلیفہ، خلیفہ کیا مطلب، میرے خلف، میرے بعد خلف کے معنی میرے پیچھے آنے والا جو اس کے پیچھے آئے اس کی مثال دی جاتی ہے جیسے چاند سورج کے پیچھے آتا ہے اسے کہتے ہیں خلف جو پیچھے آئے تو آدمؑ خلف ہیں اللہ کے اس کے معنی زمین کا مالک اللہ ہے تو جب ہے تو خلف کیوں بھیج رہا ہے، نہیں سمجھ آپ یعنی کنٹرول (Control) ہمارا ہے۔ جب خلیفہ بنا دیا تو کنٹرول پہ سے ہاتھ ہم نے اٹھالیا اب تم ہو سارا تصرف تمہارا ہے بھائی پورا کنٹرول دے کر آدمؑ کو بھیجا گیا ہے، زمین کا پورا کنٹرول دے کر آدمؑ کو بھیجا گیا ہے، اب جس طرح جو چاہو جہاں دل چاہے رہو جہاں دل چاہے باغ لگاؤ، جہاں دل چاہے جانور رکھو، جہاں دل چاہے سیر کرو جہاں دل چاہے تمہاری اولاد آباد ہو اگر آدمؑ کی زمین نہ ہوتی تو کیا اولاد آدمؑ آباد ہو سکتی تھی، کہیں تاریخ میں آپ دکھائیں گے کہ جیسے جیسے اولاد آدمؑ بڑھتی رہی پلاٹ خریدتے رہے، دنیا بڑھتی رہی ایک ایک لاکھ کے پلاٹ خریدے زمین اس کے باپ کی تھی نہیں سمجھ بھئی آدمی کے کہتے ہیں آدمی آدمی کی اولاد دے نا تو آدمی زمین کا حق دار ہے اولاد بڑھتی گئی لیکن شرط لگا دی کہ وارث ہو



تب زمین لینا یعنی اگر تم اللہ کی اطاعت سے ہٹ گئے ہماری اطاعت سے ہٹ گئے اب تمہیں زمین پر چلنے کا بھی حق نہیں ہے تمہاری زمین نہیں ہے اعلان اللہ کا اعلان آدم کو تراب سے بنایا یہ ہماری قدرت تھی کہ ہم نے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور مٹی سے بنایا کہیں دنیا یہ نہ کہہ دے کہ کوئی آدم کی ولدیت ہی نہیں ہے مٹی سے تو بنے ہیں تو آدم کو کہا تراب سے خلق کیا، خاتم نے کہا یا علی تم ابو تراب ہو۔ اب تھوڑا سا فرق ہے آدم وارث ارض ہیں وارث تراب ہیں اور علی ارض کے باپ ہیں غور کر رہے ہیں نا آپ گفتگو یہاں تک آ گئی، آدم آئے آدم نے دیکھا کہ آغاز ہماری خلافت کا جو ہوا وہ دشمنی سے ہوا، دشمن بھی اسی ارض پہ آ گیا، عرش سے فرش پہ وہ بھی آ گیا، آدم تو مالک تھے اس لیے بھیجے گئے تھے میں یہ کیوں کہوں کہ خطا کی تھی

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

اس لیے بھیجے گئے تھے اس آیت میں یہ کہاں لکھا ہے کہ آدم نے خطا کی اس لئے زمین پر بھیجے گئے، میں زمین کا خلیفہ بنا رہا ہوں جسے زمین کا خلیفہ بنایا تھا اسے عرش پہ رہنا ہی نہیں تھا اسے تو فرش پہ آنا ہی تھا، یہ سب کہانیاں ہیں کہ خطا کی تو پھینکے گئے بنائے زمین کے لیے گئے تھے خطا کیوں تلاش کی گئی اس لیے تلاش کی گئی تاکہ خلافتیں اور بادشاہتیں انبیاء کی وارث بن سکیں، جب کوئی یہ کہے تم نے یہ خطا کی تم نے یہ خطا کی تو پلٹ کر کہیں کہ ہمارے باپ آدم سے بھی تو خطا ہو گئی تھی وارث بننے کے لیے انبیاء کی خطا تلاش کی گئی، وارث انبیاء وہ ہے جو کوفے کے بازار میں یہ اعلان کرے کہ اگر نبی یہ کسی نے کوئی الزام لگایا تو علی کا تازیانہ ہوگا اور اس کی پشت ہوگی، تازیانہ لے کر علی کوفے کے بازار میں آ جاتے تھے اور کسی نے اگر توریت، زبور، انجیل کا سہارا لے کر انبیاء کا مذاق اڑایا یا ان کی

خطاؤں کا ذکر کیا تو علیؑ کا یہ تازیانہ ہوگا اور اس مسلمان کی پشت ہوگی یوں انبیاءؑ کی عصمتیں بچائی ہیں تو وارث کا کام ہے کہ بزرگوں کی شرافتوں، نجاتوں پر کوئی آنچ نہ آنے دے یہی تو فرق ہے بادشاہ یہ چاہتے تھے کہ انبیاءؑ کی خطائیں تلاش کی جائیں اور علیؑ انبیاءؑ کے فضائل سناتے تھے، یا پھر فضائل سکھاتے تھے، سمجھاتے تھے، کیا سمجھتے ہو تم یہ تمہید جو خلافتوں اور نبوتوں کی تھیں تو سرتاجِ انبیاءؑ ختمِ الانبیاءؑ کو سب پر فخر دیا گیا، فخرِ انبیاءؑ، سرکارِ دو عالم کو قرار دیا گیا، کیوں؟ اس لیے جو ہمارے نبی کو ملا وہ کسی نبی کو نہیں ملا آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک اللہ نے کسی نبی کو رحمت اللعالمین نہیں کہا، تم رحمت ہو عالمین کے لیے یہ خطاب کسی نبی نے نہیں پایا۔ عالمین کے لیے رحمت کیا ہے جیسے آفتاب اس کی روشنی کہاں کہاں جاتی ہے آپ سوچ بھی نہیں سکتے اور کون کتنا فائدہ اس روشنی سے، کس مقام پر اٹھا رہا ہے آپ تصور نہیں کر سکتے، ہر سیارہ، ہر ستارہ، ہر زمین، درخت، حیوان، حشرات الارض، کیا چیز ہے جسے سورج کی روشنی نہیں چاہئے اور سب کو فائدہ پہنچ رہا ہے جتنا آپ کو، بغیر سورج کی روشنی کے آپ جی نہیں سکتے ہیں آپ کی زندگی کا دار و مدار ہے آفتاب کی روشنی پر، اس کی حرارت فیض بخش ہے آپ کے جسم اور اس کی حرارت کے لیے، آفتاب کی حرارت نہ ہوتی تو آپ کی بھی حرارت نہ ہوتی آپ میں بھی گرمی نہ ہوتی ساری گرمی تو آفتاب کی ہے تو گویا جس طرح سورج کی روشنی ضیا پاشی ہر شے پر کر رہی ہے اسی طرح میرے نبی کی رحمت ہر شے پہ رحمت برساتی تھی، برساتی رہے گی قیامت تک، کسی نبی کو رحمت نہیں بنایا، ہمارے نبی رحمت ہیں کسی نبی کو شفاعت کی منزل نہیں دی میرے نبی کو، شفیعِ محشر بنایا، پریشان نہ ہوں پہلی مجلس ہے میں بغیر ختمی مرتبتؑ کے ذکر کے آگے نہیں جاسکتا، موضوع تو کل شروع ہوگا آج میں اس کو خراجِ پیش کردوں کہ جس نے



یہ بتایا کہ ”حضرت علیؑ وارث انبیاء“ ہیں یہ کوئی بنائی ہوئی بات نہیں ہے یہ ختمی مرتبت کا اعلان ہے پہلے اس کے فضائل تو ہم سن لیں اور ہم اپنے دل کو خوش کر لیں کہ وہ نبیؐ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار کا سردار ہے وہ نبیؐ جو معراج میں ایک لاکھ انبیاءؑ کو نماز پڑھا رہا ہے اس کے قدم ہیں اور سارے انبیاءؑ کے سر ہیں اور وہ یہ کہہ دے کہ حضرت علیؑ وارث انبیاءؑ ہیں صرف یہ نہیں کہ زبان سے کہہ دیا کہ وارث انبیاءؑ ہیں بلکہ دوش پہ بلند کر کے بلندی بتادی کہ وراثت ہے کیا، زمین نہیں ہے، جاگیر نہیں ہے، حکومت نہیں ہے، خلافت یہ سب وراثتیں نہیں ہیں یہ آئی، جانی، فانی آئی اور گئی آج شاہی اس کے پاس ہے کل اس کے پاس ہے کبھی سردار بادشاہ بنتا ہے کبھی غلام اور ایسا بنتا ہے کہ مشہور ہو جاتا ہے کہ غلام خاندان کنی شاہی۔ شاہوں کے شاہ، سرتاج انبیاءؑ، فخر انبیاءؑ، فخر موجودات، نقطہ دائرہ کن فیکون سرکارِ دو عالم ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى (سورہ نجم آیت ۸ اور ۹) کی منزل پہ جانے والا رحمت سب کے لیے رحمت، رحمتہ اللعالمین، نورِ اوّل، نورِ آخر فرمایا آدمؑ تو ابھی ماء اور تین کے درمیان پانی، کچھڑ اور مٹی میں گوندھا جا رہا تھا لیکن میں اس وقت بھی موجود تھا گویا میں انہیں دیکھ رہا تھا، آدمؑ بن رہے تھے نورِ محمدؐ دیکھ رہا تھا سب سے پہلے بھی اور سب سے آخر بھی۔ اوّل بھی یہی آخر بھی یہی سرکارِ دو عالم کا ارشاد سنا نا چاہتا ہوں لیکن پہلے یہ بتادوں کہ کچھ چیزوں میں اہل بیتؑ کو اپنے برابر کیا، بزرگ ہیں، نبیؐ ہیں لیکن اہل بیتؑ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ اور بعد کے آئمہ کچھ چیزوں میں نبیؐ کے برابر ہیں وہ میں سنا دوں پریشان تو نہیں ہوں گے آپ، برابر یعنی بال برابر کا بھی فرق نہیں ہے ایک سوت کا فرق نہیں ہے، بال برابر، اب جل جائے اس پہ جلنے والا جو حاسد ہو وہ جل جائے، بات سامنے کی ہے علیؑ محمدؐ کے نور میں شریک برابر، علیؑ محمدؐ

کے نفس میں شریک برابر، صدقہ ان پر بھی حرام، صدقہ ان پر بھی حرام برابر، تطہیر ان کے لیے بھی تطہیر ان کے لیے بھی برابر، طہارت میں برابر، شجاعت میں برابر، عبادت میں برابر، وراثت میں برابر، شرافت میں برابر، نجابت میں برابر، جوان کا دادا، وہی اُن کا دادا، نسل میں برابر، شجرے میں برابر، درود میں برابر، درود ان پر بھی، درود ان پر بھی اطاعت میں برابر.....

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: آیت ۵۹)

جیسی اطاعت ان کی ایسی اطاعت ان کی برابر برابر مان لو، الزام تو یہ لگا دیتے ہیں بڑھا دیتے ہیں بڑھایا نہیں ہے برابر ہے یہیں رہنے دو برابر ہی سے اگر ہٹاؤ گے تو بڑھ جائیں گے۔ اب وہ نبی جو یہ اعلان کرے، درود کسی اور نبی کی آل کے لیے نہیں ہے، رکھا گیا ہمارے نبی کی آل پر، یہ فخر ہے یا نہیں، اہل بیت پہ اور قیامت تک رہے گا درود اور درود سے بڑھ کر کون سی سلطنت ہے، یہ سلطنت نہ تو کسی بادشاہ کو ملی نہ کسی خلیفہ کو، رحمت پروردگار درود، وہ نبی جو اپنے اہل بیت کی عظمت بتائے، علیؑ کی عظمت بتائے وہی یہ اعلان کرنے ”ریاض النضرۃ“، اہلسنت کی کتاب ہے حدیث اس میں سے پڑھ رہا ہوں فرمایا ختمی مرتبتؑ نے اگر آدم کو ان کی صفوت میں دیکھنا چاہتے ہو تو علیؑ کو دیکھو، اگر نوحؑ کو ان کے سفینے میں دیکھنا چاہتے ہو تو علیؑ کو دیکھو، اگر ابراہیمؑ کو ان کی خلعت میں دیکھنا چاہتے ہو تو علیؑ کو دیکھو، اگر موسیٰؑ کو ان کی ہیبت میں دیکھنا چاہتے ہو تو علیؑ کو دیکھو، اگر یوسفؑ کو دیکھنا چاہتے ہو تو علیؑ کو دیکھو، اگر زہد میں عیسیٰؑ کو دیکھنا چاہتے ہو تو علیؑ کو دیکھو اور علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے دونوں حدیثیں ہماری نہیں ہیں عالم اسلام کی ہیں، کیوں نہ عبادت بنیں کون نہ چاہے گا ہم آدمؑ کو دیکھیں کسی نے پوچھا ختمی مرتبتؑ سے اللہ نے جو آدمؑ کی صورت بنائی تھی کیا شکل تھی آدمؑ کی، کہا علیؑ کو دیکھ لو جا کے، جملے پر گھبرائیے



گا نہیں بس کہہ کے آگے بڑھ جاؤں گا باپ اور بیٹے کی شکل میں فرق نہیں ہوا کرتا، خلف وہی ہے وارث وہی ہے بس یہ ہے موضوع اور ہم روز کی تقریر میں ایک دن پورا حال آدم کا پڑھیں گے، آدم کیسے بنے آدم سے پہلے کیا تھا، آدم کی جو مٹی تھی وہ کہاں سے آئی اس مٹی میں اور کیا کیا شامل تھا، کن لوگوں نے گوندھی، کیسے گوندھی، پتلا بنا کیسے، گیلے سے سوکھا کیسے ہوا اور سوکھے سے کھنکھنایا کیسے، کتنے برس پڑا ہاروح کیسے پھٹکی، کہاں سے چلی، کیسے چلی، کہاں تک، آئی ٹکراؤ خلافت کا آدم اور فرشتوں میں کیسے ہوا؟ شیطان نے کیا عیاری کی، کیسے نکالا گیا بزم الہی سے، کیسے نکالا گیا، آدم کا مہبوط کیسے ہوا زمین پہ آئے تو کس ملک میں اترے، حوا کہاں اُتاری گئیں، اولادیں کیسے ہوئیں نسل کیسے بڑھائی گئی، دنیا کی آبادی کیسے ہوئی، آدم کتنے برس تک زندہ رہے، جب تک زندہ رہے کیا کرتے رہے، روز کا کام کیا تھا، کہاں آتے تھے، کہاں جاتے تھے، کیا کھاتے تھے تو جب بناری سیرت آدم بتا دیں گے تو آخر میں کہیں گے، علی وارث آدم میں اپنا موضوع کھولے دے رہا ہوں، کہیں لوگ کہیں دسوں مجلسیں تو آج سنی ہیں اب موضوع ہم بتائے دے رہے ہیں ایک دن ہم یہ بتائیں گے کہ نوحؑ کس کے بیٹے تھے، آدم کی کون سی پشت میں تھے، کتنے برس جئے کتنے برس نبوت کی کس شہر میں رہتے تھے کیوں کشتی بنانے کا حکم ملا، کشتی کیسے چلی، کہاں ٹھہری، کہاں رُکے، کتنے بیٹے ہوئے، کتنے پوتے، کتنے پروتے، کیسے آباد ہوئے، نسل نوحؑ آگے کیسے بڑھی، نوحؑ کی سیرت کیا تھی آداب کیا تھے؟ نوحؑ کیا کیا کرتے رہے، اللہ سے کیا باتیں کرتے رہے، قرآن میں نوحؑ کے بارے میں ہے، انجیل میں کیا ہے، توریت میں کیا ہے، زبور میں کیا ہے اور آخر میں ہم کہیں گے علی وارث نوحؑ۔ ابراہیمؑ کی ماں کا کیا نام تھا؟ باپ کا کیا نام تھا غلط ہے کہ آذر کے بیٹے تھے نہیں

نہیں تاریخ کے بیٹے تھے، ماں کا نام مثلی تھا کہاں پیدا ہوئے، کس دن پیدا ہوئے، کس ملک میں پیدا ہوئے، کیسی پرورش ہوئی، کہاں پالے گئے کیسے جوان ہوئے سولہ برس کی عمر میں آگ میں پھینکے گئے، نمرود سے ٹکراؤ ہوا، ہجرت کی، دو ہجرتیں کیں، علیؑ نے بھی دو ہجرتیں کیں اور آخر میں ہم کہیں گے علیؑ وارثِ ابراہیمؑ۔ پھر ایک دن ہم یہ بتائیں گے کہ موسیٰؑ کہاں پیدا ہوئے، موسیٰؑ کے باپ کون تھے موسیٰؑ کی ماں کون تھیں، موسیٰؑ کے ہونے سے پہلے کیوں روکا جا رہا تھا؟ کہاں کہاں گئے، کیسے کافر کے گھر میں پلے، پالنے والا موسیٰؑ کا کون تھا، کیسے پرورش ہوئی کیسے اللہ نے نبوت دی کہ آگ لینے جائیں اور نبوت پا جائیں، کیسے کوہ طور پہ اللہ نے باتیں کیں، کیا کیا باتیں ہوئیں، جو نور دکھایا گیا کیسا نور تھا تو آخر میں ہم کہیں گے علیؑ وارثِ موسیٰؑ۔ لوطؑ، صالحؑ، سلیمانؑ، داؤدؑ، عیسیٰؑ جتنے بھی انبیاء کے نام آئے ہیں قرآن میں تاریخ میں سب کا حال سنائیں گے، یوں آپ کو اور بچوں کو سوانحِ حیات بھی معلوم ہو جائے گی اور یاد ہو جائے گی اس کیسٹ میں محفوظ ہو جائے گی۔ ہمارے اصولِ دین میں کیا ہے اولِ توحید، دوسرے عدلِ تیسرے کیا ہے؟ نبوت، تو جب ہے تو پوری نبوت ہمیں معلوم ہونی چاہئے اور نبوت کے بعد کیا ہے وارث کون کس کا ہے؟ وارث تو فوراً بعد آتا ہے، یہ تو پہلا جملہ ہے نبوت کے بعد پہلے کون آئے گا؟ امامت، اور اگر نہ مانا نبوت کے بعد امامت کو تو کیا ہوگا؟ قیامت، اس سے پہلے کہ وہ آجائے عقائد تو درست کر لو تو بھائی گویا کتاب کی ایک فہرست ہوتی ہے، فہرست میں نے آج سنادی، کتاب کل سے پڑھیے گا محبت دل میں ہو اور وارث کو پہچانے تو وہ جبر سے نہیں ڈرتا برملا کہتا ہے کون ہے وارث پیغمبرِ ادھر حرم داخل ہوئے بازارِ کوفہ میں اور ادھر ابنِ زیاد نے اعلان کیا سب سے کہو مسجدِ جامع میں جمع ہو جائیں اڑدھام ہو گیا، منبر پہ ابن



زیاد گیا اور اس نے کہا حسینؑ نے خروج کیا تھا، بادشاہ وقت کے خلاف، ہم نے انہیں قتل کر دیا، ہم نے فتح پائی ہے ان کے اہل حرم اسیر ہو کر کوفے میں آ رہے ہیں حسینؑ معاذ اللہ عجیب جملہ کہا حسینؑ کے بارے میں جو ابھی نہیں کہوں گا اپنی زبان سے وہیں پر اسی مجمعے میں عبد اللہ ابن عفیف رسول اللہ کے صحابی بیٹھے تھے بہت شجاع بہت بہادر رسول اللہ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوئے بعد نبیؐ وارث نبوت کے ساتھ جمل میں لڑے، صفین میں لڑے، نہروان میں لڑے، ایک آنکھ تیر سے ختم ہو گئی جمل میں، دوسری آنکھ صفین میں تیر سے ختم ہو گئی، آنکھوں کی روشنی ختم ہو گئی اکیس رمضان کی شب میں علیؑ نے اصحاب سے ملاقات کی کوفے میں، کوفے کے رہنے والے تھے عبد اللہ ابن عفیف، یہ بھی آئے مولّا کی زیارت کو بیٹھ گئے کہا مولّا ہم آپ کو دیکھ نہیں سکتے، کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ میری دونوں آنکھیں معجزے سے مجھے واپس کر دیں، علیؑ نے کہا ہاں عبد اللہ ابن عفیف دونوں آنکھیں تمہیں عطا کر سکتے ہیں یہ علیؑ کے اختیار میں ہے لیکن عبد اللہ میرے بعد جو ہونے والا ہے جب تم وہ دیکھو گے اور اگر میں تمہیں آنکھیں دے دوں تو اس وقت تم کہو گے کاش میری یہ دونوں آنکھیں پھوٹ جائیں یا مجھے نہ ملتیں اب بتاؤ تم بہتر کیا ہے تمہارے لیے؟ آنکھیں چاہئیں، عبد اللہ ابن عفیف نے کہا مولّا کوئی ایسا منظر ہے کہ جس کو دیکھ کر میں مرنے کی دعا مانگوں گا تو مجھے آنکھیں نہیں چاہئیں اور یہ کہہ کر علیؑ نے بزمِ بر خاست کی، اے میرے چاہنے والو! علیؑ کی آخری آواز سن رہے ہو آج کے بعد محشر میں علیؑ کی آواز سن سکو گے بس اب قیامت میں میری آواز سنا، یہ میرا آخری خطبہ ہے، چاہنے والے تھے علیؑ کے، ایک ایک لفظ علیؑ کا یاد تھا، جب ابن زیاد نے تقریر کی عبد اللہ ابن عفیف کو بہت صدمہ ہوا قبیلہ تھا بڑا کئی سوجوان ساتھ چلتے تھے، تلواریں لے کر ان کے ساتھ



سارے نو جوان ان کو گھیرے ہوئے تھے سب شجاع تھے، عبد اللہ ابن عفیف نے ابن زیاد سے جملہ یہ کہا کہ تو نے کس کو خروج کرنے والا کہا؟ ابن زیاد منبر سے تو نے کس کو خروج کرنے والا کہا؟ تو نے نہیں سنا نبیؐ نے کہا حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ ”حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں“ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے نبیؐ کو حسینؑ کے ہونٹوں کے بوسے لیتے گلے پر بوسے لیتے ہوئے، حسینؑ کو نبیؐ کے کاندھے پر دیکھا میں نے اور تو یہ کہتا ہے کہ تو نے باغی کا سر کاٹا ہے جیسے ہی عبد اللہ ابن عفیف نے یہ بات کہی ابن زیاد نے اپنے سپاہیوں سے کہا اس بڑھے کو قتل کر دو حاکم کے خلاف بولا ہے، اس کا سر کاٹ کے اس کی لاش کو روند ڈالو کچھ سپاہی آگے بڑھے کہ عبد اللہ بن عفیف کو پکڑ لیں، ان کے نو جوان محافظ آگے بڑھے تلواریں کھینچ کر کہا ہمارے سردار یہ کوئی آنہیں سکتا تمام جوانوں نے تلواریں نکالیں اور اپنے بوڑھے سردار کو تلواروں کے سائے میں لیے ہوئے مسجد کے باہر حفاظت سے نکل آئے پہلا جملہ یاد ہے مصائب کا آمد تھی کہ مسجد میں اعلان ہوا اب جو عبد اللہ باہر آئے تو مجمع بڑھ چکا تھا اسیروں کی آمد ہو چکی میں مصائب بہت احتیاط سے پڑھتا ہوں سلیقے سے پڑھتا ہوں تاکہ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو آپ خود سمجھیں جیسے میں نے ابھی پہلے وہ لفظ ابن زیاد کے نہیں دہرائے مجھے وہ لفظ ادا نہیں کرنا تھا تو میری احتیاط پر آپ کی نظر رہا کرے اور اس رقت میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے وہ اپنی جگہ پر ہے اور غور سے جب آپ سن رہے ہوں تو اس کا درد آپ کے دل میں ٹیس اٹھائے۔ روایت کا ایک ایک جملہ اور یہ روایت مجھے بہت پسند ہے یقین کیجئے بعض روایتیں ایسی ہیں مقتل کربلا میں جن پر میری جان نثار ہے ان میں سے ایک یہ بھی روایت ہے میں عاشق ہوں اس روایت کا اور جن جن روایتوں سے مجھے عشق ہے ان روایتوں کو



دس دن میں انشاء اللہ آپ کو سناؤں گا۔ عبد اللہ باہر نکلے وقت یہ تھا کہ کوفے کا بازار چھلک رہا تھا مجمع سے بازار سجے ہوئے تھے آئینہ بندی تھی ہر دکان پہ آئینے لگائے گئے تھے تاکہ قافلے کا عکس ان کے آئینوں میں دیکھا جائے، یہ سب رُلانے کے لیے کافی ہے، ظلم کرنے والے ظلم کر گئے مظلوموں نے اپنی مظلومیت دکھا کے ہمیں رُلادیا قیامت تک کے لیے ہمیں رُلادیا مظلوموں کا قافلہ آیا، مجمع اتنا تھا کہ شانے سے شانہ چھل رہا تھا اور چاروں طرف شمر نے باجے بجانے والے کھڑے کئے تھے کہ جب قافلہ آئے تو جتنے باجے ہیں سب بجیں کتنی قسمیں باجوں کی ہو سکتی ہیں سب بجیں اس شور میں کوئی کسی کی آواز نہیں سن سکتا تھا۔ بڑی دھوم تھی لوگوں نے کپڑے بدلے تھے، عید میں جیسے کپڑے بدلتے ہیں اس طرح کوفے والوں نے کپڑے بدلے تھے زرق برق لباس پہن کر بازاروں میں آئے تھے، اپنے اپنے بچوں کو کاندھے پر بٹھا کر تماشہ دکھا رہے تھے، چھتوں پر عورتیں چڑھی تھیں تماشہ دیکھنے کے لیے، تماشہ کیا تھا چند اونٹ تھے ان پہ لکڑی کے کجاوے تھے جن پر پردے نہیں تھے کجاوے کی چوب سے لپٹی ہوئی کچھ بیبیاں تھیں ان کا عالم یہ تھا کہ سب کے بال چہرے پر پڑے ہوئے تھے، سر بازار جیسے ہی قافلہ داخل ہوا علی کی بیٹی نے مجمع کو چاروں طرف سے دیکھا یہ دیکھنا آپ نے یوں محسوس کر لیا کیا دیکھا جملہ کہوں یہاں کی شہزادی تھی میں! یہ میرے بابا کا دارالحکومت ہے کبھی میں یہاں شہزادی بن کر آئی تھی، شہزادی تو بی بی آج بھی ہیں، آپ کی شاہی آپ سے کون چھین سکتا ہے، ایک مرتبہ شہزادی زینبؓ نے آواز دی کہا شمر میں کوفے والوں سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں باجوں کی آواز رکوادے، شمر نے آواز دی کہا زینبؓ یہ آوازیں نہیں رک سکتیں، بنت علیؓ یہ آوازیں نہیں رک سکتیں، بنت علیؓ یہ آوازیں میرے امکان میں نہیں ہیں کہ میں



اس شور کو روکنا سکوں، کہا تو نہیں روک سکتا تو علیؑ کی بیٹی کا اختیار دیکھ، یہ کہہ کر ایک بار کجاوے پر اپنے دونوں گھٹنے رکھ کر بلند ہوئیں کجاوے کی لکڑی کو پکڑ کر بلند ہوئیں اور گلے کی انگلی اٹھا کر ایک بار اشارہ کیا جیسے ہی زینبؑ کا اشارہ ہوا ایک بار شور رُک گیا، دیکھا آپ نے زینبؑ کا اختیار قید میں بھی شاہی تھی، بختے ہوئے باجے رُک گئے مقتل نگاروں نے یہ لکھا ہے کہ صرف باجے نہیں رُک گئے، ساز نہیں رُک گئے جس کا جہاں قدم تھا وہیں رُک گیا، نہیں مقتل نگاروں نے یہ لکھا کہ اُونٹوں کے گلے میں جو گھنٹیاں پڑی ہوئی نج رہی تھیں اُونٹوں نے زینبؑ کے اشارے پہ اپنی گردنوں کو ساکت کر لیا کہ گھنٹی کی آواز بھی نہ آئے زینبؑ کا حکم ہے یہ حیوان تھے، یہ عشرہ میں شروع کرتا ہوں کوفے سے ختم ہوتا ہے قید خانے میں ایک بچی کی شہادت پر، کوفے کا بازار، شام کا بازار، پھر دربار، پھر قید خانہ، پھر ایک ننھی سی قبر، یوں ہم یہ دس دن گزارتے ہیں مصائب کی تفصیل یہ ہوتی ہے، آپ کو معلوم ہے، آج پہلا دن ہے، کوفے کا حال بیان کر رہا ہوں، ایک بار بی بی نے آواز دی یا اَیُّهَا النَّاس اور پھر خطبہ شروع ہوا تمہاری مثال باندیوں کی لونڈیوں کی مثال ہے، چغل خور ہو تم لوگ غیبتیں کرنا جانتے ہو، گھر میں بیٹھ کر عورتوں کی طرح باتیں بنانا جانتے ہو تمہاری مثال اس بوڑھی عورت کی ہے جو چرنے میں سوت کاتے اور اپنے ہاتھوں سے بنایا ہوا سوت اُدھیڑ کر رکھ دے تم نے یہ کیا کیا اپنے نبی کے نواسے کو قتل کر دیا اب رو رہے ہو چیخ چیخ کے اب پچھتا رہے ہو خطبہ شروع ہوا آواز جو گوئی عبد اللہ ابن عفیف ابھی مسجد سے نکلے تھے جوان سارے ساتھ تھے تقریر میری ختم ہو گئی ایک بار چلتے چلتے رُکے جوانوں کو آواز دی قبیلہ والوں سے کہا یہ تو بتاؤ کیا قیامت آگئی، کیا میں محشر کے میدان میں موجود ہوں، یہ کب آئی قیامت یہ کیسا ہے محشر کا میدان، سارے جوان آگے



بڑھے بے اختیار کہا سردار یہ محشر کا میدان نہیں ہے یہ تو کوفے کا بازار ہے۔ کہا نہیں علیؑ نے کبھی اپنی زندگی میں جھوٹ نہیں بولا مجھ سے یہ کہا تھا کہ آج کے بعد عبد اللہ میری آواز محشر میں سنو گے، علیؑ بول رہے ہیں، میں علیؑ کی آواز سن رہا ہوں، ایک بار جواب ملا عبد اللہ علیؑ نہیں ہیں ناتے پر علیؑ کی بڑی بیٹی زینبؑ خطبہ دے رہی ہیں ایک بار آواز دی مولا اسی لیے مجھے آنکھیں نہیں دی تھیں کہ میں آپ کی بیٹی کا کھلا سر نہ دیکھوں۔

بارِ الہ اس عبادت کو قبول فرما، بانی عزاکو اور توفیق عطا فرما، ہم میں جو بیمار ہیں ان کو شفا دے بحق محمدؐ و آل محمدؐ امام زمانہؑ کا ظہور فرما تعجیل فرما، ماتم حسینؑ حسینؑ حسینؑ



[illegible]

ستم کد مجرای، مجرای اهر، رستم کد ستم کیمای

مَدِينَةُ الْمَدِينَةِ

سپاہِ آسمانی

سرخس کی کمرہ

[illegible]

(۲۵۸) سورہ زمرہ آیت ۳۳ (مَنْ يُؤْتِ مِثْلَهُ نَجَبًا فَإِنَّ يَدَهُ إِلَى الْعَرْشِ الْعَظِيمِ) مَنْ يُؤْتِ مِثْلَهُ نَجَبًا فَإِنَّ يَدَهُ إِلَى الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

[illegible]



تک جانا ہے تو اب موسیٰؑ جو آئیں گے وہ بنی اسرائیل کے پہلے پیغمبر ہوں گے ان کی شریعت بنی اسرائیل پر رائج ہوگی اس کا تعلق ابراہیمؑ کی شریعت سے نہیں ہوگا۔ حضرت موسیٰؑ کی شریعت کو حضرت عیسیٰؑ منسوخ کریں گے اور پھر عیسیٰؑ کی شریعت چلتی رہے گی یہاں تک کہ ہمارے نبی آ کر موسیٰؑ کی، عیسیٰؑ اور داؤدؑ سب کی شریعت کو منسوخ کر دیں گے اور ابراہیمؑ کی شریعت (continue) رہے گی، یہ ہیں اولوالعزم پیغمبر۔ وہ پیغمبر جو ظاہر ہوئے جنہوں نے اپنی تبلیغ کو ظاہر کیا جو قوم کے سامنے آئے اور ان کے نام آئے۔ جن پیغمبروں نے اپنے آپ کو چھپایا ان کی تعداد زیادہ ہے وہ پیغمبر کہ جو کام تو کر رہے ہیں اللہ کا، جو مقصد الہی ہے اسے پھیل رہے ہیں لیکن خاموشی سے اور خود غیب میں ہیں حکم الہی نہیں ہے کہ ظاہر کریں تو اللہ نے کہا انہوں نے نہیں چاہا کہ وہ اپنے کو ظاہر کریں اس لیے ہم نے بھی ان کا نام تم کو نہیں بتایا۔ مطلب وہ تھے وہ ہیں ان کے نام بھی ہیں ان کا بھی قبیلہ اور قوم ہے لیکن چونکہ ہم نے اذن نہیں دیا ان کو کہ وہ یہ اعلان کریں کہ ہم تمہارے نبی ہیں تو ہم نے نام نہیں بتایا، تو کچھ نبی ایسے ہیں کہ جو نبی ہیں لیکن وہ اپنے کو ظاہر نہیں کر رہے اور جب تک ان کو ہم شامل نہیں کریں گے ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد پوری نہیں ہوگی، آدمؑ سے نوخؑ تک کے درمیان میں چند نبیوں کے نام ملے اور اس کے بعد سناٹا ہو گیا، ایسا نہیں کہ نبی نہیں ہیں نبی ہیں نام نہیں ہیں اس لیے کہ وہ غیب میں رہ کر تبلیغ کر رہے ہیں پردے میں رہ کر تبلیغ کر رہے ہیں موجود ہیں کام انکا ہو رہا ہے لیکن وہ پردے میں ہیں یعنی مخلوق انہیں دیکھ نہیں پا رہی نوخؑ سے ابراہیمؑ تک درمیان میں جو خاصہ فاصلہ ہے اس میں کسی نبی کا نام نہیں معلوم کسی کو حالانکہ سینکڑوں برس کا فاصلہ ہے نوخؑ اور ابراہیمؑ کے دور میں اور انبیاءؑ مسلسل ہیں لیکن سب غیب میں ہیں ظاہر نہیں ہیں پردے میں



ہیں۔ اب ابراہیمؑ کے بعد جتنے انبیاء آئے وہ سب اپنے کو ظاہر کرتے چلے گئے لیکن ایک سلسلہ ابراہیمؑ کا ظاہر میں چلا ایک باطن میں چلا پھر اسی طرح جیسے آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان میں نوحؑ اور ابراہیمؑ کے درمیان میں غیب میں نبوتیں چل رہی تھیں تو اب دو سلسلے ساتھ چلے یعنی ایک ظاہر بظاہر چلا اور ایک پردے میں چلا ظاہر میں ابراہیمؑ، ابراہیمؑ کے بیٹے اسحاقؑ ان کے بیٹے یعقوبؑ نبی ان کے بیٹے یوسفؑ اب نسل چلی اب یہ نسل چلتی جائے گی اور جناب عیسیٰؑ پر جا کے رُکے گی۔ اب یہ سارے نبی اپنے کو ظاہر کرتے چلے جائیں گے لیکن اب ابراہیمؑ کے بیٹے اسماعیلؑ نبی لیکن اسماعیلؑ کے بعد کچھ پتہ نہیں ہے سب پردے میں ہیں نبی آخرؑ تک لیکن جتنے ہیں سب نبی ہیں۔ اصول الہی کے تحت اگر اسماعیلؑ سے لے کر ختمی مرتبتؑ کے زمانے تک جتنے بھی انبیاء آئے ہیں سب پردے میں ہیں سب غیب میں تو غیب والوں کو دنیا والے کیا جانیں مسئلہ ہے معرفت کا اصل مسئلہ دین کو سمجھنے میں معرفت کا ہے اگر معرفت نہیں تو نہ توحید سمجھ میں آئے گی نہ عدل نہ نبوت نہ امامت نہ قیامت۔ اور معرفت کیا ہے؟ معرفت کی تعریف یہ ہے کہ معرفت کی گرمی اپنے آپ میں پیدا کرے اور پھر اس گرمی کو بڑھاتے جائیں اتنا بڑھائیں کہ آنچ کے قریب بیٹھ جائیں اور زبان سے یہ نہ نکلے کہ آنچ بہت تیز ہے، مجھے آنچ لگ رہی ہے اور قریب ہو کر کوشش یہ کرے کہ اور قریب ہو آنچ کے قریب ہوتا جائے جیسے جیسے آگ کی لپک کو محسوس کرے گا لپک بڑھتی جائے گی اور اگر آنچ پہ کامل بننا چاہتا ہے تو وہی آنچ اسے اتنی ہمت دے گی کہ ایک دن وہ خود ہی آگ پہ چلنے لگے گا۔ اس میں شیعہ سنی کی بات نہیں ہے سب نے علم عرفان کی تعریف یہ لکھی ہے گرمی پیدا کرو آنچ کی لپک کو محسوس کرو آگ پہ چل کے دکھاؤ، معلوم ہوا کہ عرفان ہے معرفت ہے تب ہم جانیں کہ تم نے اللہ کو بھی سمجھا عدل کو



بھی سمجھا نبوت کو بھی سمجھا امامت کو بھی سمجھا قیامت کو بھی سمجھا یہ ہے معرفت اب یہ ظاہری آگ ہو یا باطنی آگ ہو لیکن معرفت کی آنچ ہو تو جہاں معرفت کی آنچ نہ تھی وہاں ظاہری ظاہری دین کو سب نے مانا اور سمجھا ظاہری میں کسی نظریے کو مان لینا یہ کوئی کمال نہیں ہے آپ دنیا کے کسی ملک میں چلے جائیں آپ اس ملک کے آئین پر چلنے لگتے ہیں شوق ہے ہمارے پاکستان کی عوام میں کہ باہر نکل جائیں ایسے یہاں بیٹھ کے آپ کو معلوم نہیں ہوگا کسی ایمبسی (Embassy) کے سامنے ہالینڈ کی فرانس کی جاپان کی سعودی عرب کی تو آپ کو یہ لگے گا کہ پورا پاکستان باہر جا رہا ہے سب باہر جا رہے ہیں اور سب باہر جاتے ہیں بہت سے ری جیکٹ (reject) ہو جاتے ہیں اور بہت سی اچھی قسمت والوں کو ویزا مل بھی جاتا ہے پھر وہاں جا کر آرام سے رہتے ہیں تو ہر ملک کا مذہب کیا ہے آئین کیا ہے قانون کیا ہے جو وہاں قانون کے تحت ہو رہا ہے سب کرنا پڑتا ہے تو سوال یہ ہے دل سے مانا ہے کہ ظاہر میں۔ ارے بھی ملک کا اصول ہے اب رہنا ہے پیسہ کمانا ہے یہ تو کرنا ہے مسئلہ پیسے کا ہے، مسئلہ جو ہے وہ ہے گزارے کا تو گزارے کے لیے جو کچھ آپ نے مانا وہ دل سے نہیں مانا ہے آپ نے، نہیں مانیں گے تو سزا پائیں گے اس لیے کہ ملک کی اکثریت یہ کر رہی ہے، اگر ہم ملک سے باغی ہو جائیں گے تو سزا پائیں گے۔ آپ وہاں سگنل (signal) کو کراس (cross) نہیں کر سکتے ایک سیکنڈ (second) میں پکڑے جائیں گے یہاں تو آپ کر سکتے ہیں اس لیے کہ یہاں ٹریفک (traffic) کا کوئی اصول نہیں ہے اور نہ کوئی پابندی کرتا ہے اس لیے یہاں جو چل رہا ہے وہی اصول ہے یہاں اگر آپ قانون کے تحت چلیں گے تو باغی کہا جائے گا اس لیے کہ یہاں کسی کو معلوم ہی نہیں کہ تین لائنیں جو سڑک کی ہوتی ہیں تو پہلی کس لیے ہے دوسری



کس لیے اور تیسری کس لیے جس کو تین کے بارے میں نہ معلوم ہو وہ صراطِ مستقیم کے ایک راستے کو کیا جانیں جو چوتھا راستہ ہے کیسے سمجھے گا وہ، لیکن وہاں سب کو سمجھنا ہے وہاں تو لائسنس (licence) ہی نہیں ملتا جب تک ایگزامز (exams) پاس نہ کرے اور اس میں اگر ذرا سی بحث کر لی تو کہا یہ سڑی ہے، یہ پاگل ہے، اس کو تو لائسنس دینا ہی نہیں ہے اس کو تو حق ہی نہیں ہے گاڑی چلانے کا۔ مغربی ملک میں شراب پی کر کوئی گاڑی نہیں چلا سکتا جرم ہے۔ غصے میں گاڑی نہیں چلا سکتے اصول ہیں ان کے، میں نے تو ایک چھوٹا سا شعبہ لیا ٹریفک کا ورنہ اگر میں بتانا شروع کروں تو تفصیل سے بتاتا ہی چلا جاؤں کہ ہر شعبے میں ان کے کیا اصول ہیں اور کیسے ان کا آئین چل رہا ہے اور بس ادھر ذرا سے آپ بڑھے امریکہ سے یورپ کی سرحد پار کر کے ایشیا کی طرف آئے ہڑبونگ شروع ہو گئی کسٹم (custom) سے لے کر ہوائی جہاز سے لے کر زمین تک اور جب تک شہر میں داخل ہوں آپ کے ہوش اُڑتے چلے جائیں گے اگر واپس آئیں آپ وہاں سے دیکھ کے اور سیر کر کے کہاں تھے اور کہاں آ گئے وہ تو جنتِ ارضی تھی پھر جہنم میں واپس آ گئے اتنا فرق ہے نظریات میں اور آئین میں، اسی سرزمین میں چند ملکوں میں سرحدیں بدلیں اور نظریات بدل گئے تو جب دنیا کی سرحد کے بعد دین کی سرحد بدلی تو وہ آئین کسی کی سمجھ میں نہیں آتا وہ سرحدیں ہیں، گناہ گار کی سرحد اور ہے عصمت کی سرحد اور ہے وہاں کے آئین اور ہیں یہاں کے آئین اور ہیں اس لیے اب تک انبیاء اور آئمہ کی عصمت سمجھ میں نہیں آئی اس لیے کہ اس سرحد میں داخل کون ہوا سلمان کے علاوہ تو معرفت کیسے پیدا ہو اور کوشش بھی نہیں ہے معرفت کی تو معرفت کیسے پیدا ہو۔ معرفت ایک کورس (course) ہے بھائی ٹریننگ (training) ہے اسی ٹریننگ کے

لیئے امام جعفر صادقؑ نے مجلس شروع کروائی، یہ مجلس جو رکھوائی امام نے کہا کوئی کورس ہوگا اس کا بھی، تو ایسے ہی بس تم نے دعویٰ کر دیا کہ ہم سب جان گئے اللہ کو بھی جان گئے نبی کو بھی جان گئے تمہارے کہنے سے بس ہو گیا کام، بغیر معرفت کے نہیں ہوگا اس لیے ٹریننگ سینٹر بنوایا اس کا نام ہے مجلس حسینؑ۔ یہاں ٹریننگ دی جاتی ہے عرفان کیا ہے علم معرفت کیا ہے، علم معرفت کے ذریعے انسان کو کیسے سمجھا جاتا ہے نبی کو کیسے جانا جاتا ہے امام کو کیسے پہچانا جاتا ہے آخرت کیا ہے تو اگر کوئی اس ٹریننگ میں نہیں داخل ہوا تو ہم اس کو کیسے مان لیں کہ وہ ترقی یافتہ ہے یا علم رکھتا ہے دین کا، دین کا علم نہیں ہے، اس نے ضرورتاً دین کو لیا، وراثتاً اقلیتاً اولاد در اولاد دین چلا، ابالکلمہ پڑھتے تھے ہم بھی پڑھتے ہیں، ابانماز پڑھتے تھے ہم بھی نماز پڑھتے ہیں، اباروزہ رکھتے تھے ہم بھی رکھتے ہیں، توجاؤ قیامت تک اسی طرح ابابا کرتے جاؤ، نہیں وہ جو تم نے دیکھا وہ جو تم نے سیکھا، اس کی روح کو بھی سمجھو! اس کے لیے یہ ٹریننگ سینٹر ہے مجلس اور یہ مجلس شیعوں کے لیے نہیں رکھی تھی امام نے، سب کے لیے رکھی تھی، اُس زمانے میں شیعہ سنی نہیں ہوا کرتا تھا، مسلمانوں کے لیے رکھی تھی، فرقے تو یہاں تک آتے آتے بنتے چلے گئے شاخیں، جتنی مسجدیں بنیں گی اتنے فرقے۔ اس لیے کہ جھگڑا جو ہے مسجدوں پر ہوتا ہے تو دین کا سارا جھگڑا جو ہے یہ ہے۔ نہیں مسجد بناؤ دل میں مسجد بناؤ، دماغ میں اللہ کا گھر یہاں بناؤ پھر یہاں بناؤ (دل کی طرف اشارہ) تعمیر کرو اور وہ ہر وقت آباد رہے۔ کس شے سے؟ ایمان سے معرفت سے ایک دل ہے ایک دماغ ہے ایک کا تعلق معرفت سے ہے ایک کا تعلق دین سے ہے جب دونوں یکجا ہو جائیں ایمان اور معرفت تب دین سمجھ میں آتا ہے تو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ ہم نے نبوتوں کو سمجھ لیا، انبیاء کو سمجھ لیا غلط، کیسے سمجھ لیا آپ نے، کہاں سمجھ لیا آپ

نے، قرآن ہاتھ میں لے کوئی اور یہاں آ کر ہمیں بتائے کہ عالم اسلام میں جتنے جلسے ہو رہے ہیں ان میں کہاں کہاں آدم کی سوانح حیات پڑھی جا رہی ہے کہاں کہاں نوحؑ کا تذکرہ ہو رہا ہے کہاں حضرت ابراہیمؑ کا تذکرہ ہو رہا ہے کہاں حضرت موسیٰؑ کا تذکرہ ہو رہا ہے، سوا مجلس حسینؑ کے یہ نام بھی کبھی سننے کو ملتے ہیں! جبھی تو کہا گیا حسینؑ وارث ہیں آدمؑ کے تبھی تو زیارت ہوتی ہے کہ وارث کا کام ہے یہ کہ بزرگوں کے ذکر کو زندہ رکھے، حسینؑ نے آدمؑ سے لے کر خاتم تک کے ناموں کو زندہ رکھا ہوا ہے، یہ لوگ ہیں وارث جو ذکر کو زندہ رکھیں ذکر زندہ ہے ان کا کیوں رکھیں زندہ اس لیے رکھیں زندہ کہ قرآن میں ان کا ذکر کیا ہے اور اللہ نے تمہیں یہ قصے اس لیے سنائے ہیں تاکہ تم اپنی زندگی میں ان واقعات سے درس حاصل کر سکو، تم کچھ سیکھ سکو، کچھ جان سکو اور اگر تم نہیں جانو گے تو تم بہکی بہکی باتیں کرو گے تم ہذیان بکو گے۔ یہ ہذیان نہیں ہے تو کیا ہے، اللہ بڑا رحیم بڑا کریم ہے کبھی کبھی تو اتنا جبار ہو جاتا ہے کہ جہنم کا منظر دکھایا جاتا ہے اور کبھی کبھی اتنا رحیم، اتنا کریم ہے کہ یزید کو بھی بخش سکتا ہے خطائیں تو وہ بخشے گا، بہکی بہکی باتیں یعنی ہذیان ہو واجب معرفت نہیں ہوگی تو ہذیان ہو جائے گا یہ ہذیانی کیفیت ہے یعنی ہم نے دین کو ضرور تالیا اس کی روح کو نہیں لیا اس کی روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اگر مجرم کو معاف ہی کرنا تھا تو حق اور باطل دو چیزیں کیوں بنائیں اس کی کیا ضرورت ہے یہ نمرود ہے یہ ابراہیمؑ ہیں دونوں ایک ہیں (معاذ اللہ) یہ فرعون ہے یہ موسیٰؑ ہیں، یہ کیا بات ہے کہ قرآن پڑھتے پڑھتے تلاوت کرتے کرتے جیسے جیسے آگے بڑھتے جائیں انسان کو فرعون سے نفرت ہوتی جائے موسیٰؑ سے محبت ہوتی جائے، نمرود سے نفرت ہوتی جائے ابراہیمؑ سے محبت ہوتی جائے، یہ کیا ہے، کیوں ہے؟ اور بعد میں تو معاف بھی کر دے گا ان لوگوں کو تو نفرت دل میں



کیوں پیدا کروائی ان لوگوں کے لیے جب معاف ہی کرنا تھا، تو جھگڑا کیوں ہوا کیا ضرورت تھی یہاں تک بات آگئی ہو سکتا ہے اللہ شیطان کو بھی معاف کر دے، موجود ہے سب موجود ہے یہی تو میں کہہ رہا ہوں پورا دین اگر آپ کے سامنے آئے جسے دین کہا جا رہا ہے، پولیٹیکل (political) دین۔ اس لیے زور سے نہ کہو ضروری نہیں کہ بسم اللہ سے پہلے کہو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، لعین نہ کہو لعنت نہ کرو لعنت سے بڑا خوف ہے وہ شیطان پر ہی اور پھر یہ کہ خیر و شر صرف اللہ کی طرف سے ہے، شیطان شر ہے آدم خیر ہیں دونوں کو اللہ نے ہی تو بنایا ہے یہ ہے فکر کی کجی یعنی دین نہیں سمجھ معرفت نہیں ہے۔ اللہ نے بنایا ہر چیز اللہ نے بنائی کیا چیز اللہ نے نہیں بنائی کائنات کی ہر شے اس کی بنائی ہوئی ہے وہ دکھائی نہیں دیتا، وہ نظر نہیں آتا نہ نظر آیا تھا نہ نظر آئے گا یعنی اللہ کے لیے ہے ہی نہیں کہ وہ نظر آئے یعنی یہ سوچنا بھی نہیں کہی کہ آنکھ سے نظر آ جائے گا تو جب یہ طے ہے کہ نہ اسے دیکھا جاسکتا ہے نہ دیکھا جاسکتا تھا نہ دیکھا جائے گا تو ضروری تھا جب وہ نہ آئے ہدایت کے لیے تو وہ اپنے وکیل تو بھیجے جو دکھائی دیں بھی میں نبوت کو آج سمجھا دینا چاہتا ہوں مجھے نہیں معلوم آج ہی تمہیدی تقریر ہو جائے لیکن جب تک میں موضوع کو سمجھاؤں گا نہیں میں آگے نہیں بڑھوں گا تا کہ آپ کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے بہت سی خلشیں ہوتی ہیں بہت سے سوالات ہیں کیوں بھیجے انبیاء؟ میں نہیں آؤں گا، میں یہ بھیج رہا ہوں نمائندہ، اب دیکھنا یہ ہے تم اس کے ساتھ کیا کرتے ہو۔ اپنا کل اختیار اسے دے رہا ہوں چونکہ نمائندہ میرا ہے مجھ سے نہیں پوچھنا یہ اسے کیوں دے دیا یہ کیوں دے دیا یہ کیوں دے دیا ارے جو چاہوں دے دوں، تم عرش پہ جاؤ تو وہ سب کچھ لے کر جاؤ جو میرے اختیار میں ہے۔ انہیں کہنے دو جن کی سمجھ میں دین نہیں آیا بنایا میں نے عصمت



میں نے دی تو جب عام زندگی میں حکومت کا نمائندہ آتا ہے تو کیسے آپ پہچانتے ہیں کہ حکومت کا نمائندہ ہے بس اب سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا سب انتظامیہ جو ہے وہ آرمی (army) کی ہوگئی ہے تو کیسے آپ نے پہچانا آرمی آگئی ہے بلوں سے پہچانا تمنگوں سے پہچانا، وردی سے پہچانا اور پاگلوں کی طرح آپ پھٹے کپڑے پہن یا حق یا حق یہ آ جاتے یہاں سے پائینچہ چڑھا ہوا ہے یہاں سے قمیص پھٹی ہوئی ہے آستین نہیں ہے تو پوری فوج چلی آ رہی ہے آپ کیسا کہتے ہو مان لیتے ان کی بات آپ کہتے یہ ہے پاکستان کی آرمی یہ تو پاگلوں کی انجمن ہے۔ نہیں کلف دار فوجی لباس لال ہری پٹیاں اور اس پر بیج کیسے کیسے تمنغے سونے کے ادھر بھی پھول ادھر بھی پھول پیٹی اور یہ بس آپ ڈر گئے بھاگو بھی اس کا نہیں فوجی لباس کا کمال تھا وہی لباس اتار کر اگر پاگل پن کا لباس پہن کر آ جائیں تو ڈریں گے آپ پانی ڈالیں گے آپ اس پہ چھڑکیں گے آپ اس کو نہیں سمجھ رہے ہیں آپ۔ اصل چیز ہے تمنغہ، لباس اللہ اپنا نمائندہ بھیج رہا ہے تو تمنغے لگا کر بھیجے گا پہلا تمنغہ لگایا معجزے کا اس کی فوج کا ہے عام نہ سمجھ لینا تم میں سے نہیں یہ چاہے تو خاک کو آب بنا دے یہ چاہے تو آفتاب کو توڑ دے، یہ چاہے تو چاند کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے، یہ چاہے تو جاتے ہوئے آفتاب کو پلٹ دے، یہ چاہے تو ستارے کو در پہ بلا لے، یہ چاہے تو درخت کو اڑا لے جائے جیسے پروانہ اڑتا ہے، یہ چاہے تو سنگریزوں کو بلوائے، یہ چاہے تو جانور سے اپنی گواہی دلوائے، یہ چاہے تو جاتے ہوئے پرندوں کو بلا کے ہاتھ پہ بٹھائے، یہ چاہے تو سمندروں کے رُخ موڑ دے، کیا حیرت کیا ہوگئی کہ معجزہ کوئی چیز نہیں ہے جو اس کا اختیار ہے وہ دے کے بھیجا ہے تمنغہ ہے۔ جسے چاہے اڑا دے جسے چاہے روک لے جہاں چاہے راستہ بند کر دے نہ گھر سے نکلنے دے نوٹس (notice) گھر پہ



دے جائے انکم ٹیکس (income tax) جمع کرانا ہے بس تو چل نہیں رہا کسی کا ایک ہے کہ تمنغہ لگا ہوا ہے بندوقیں لگی ہوئی ہیں تو ڈر ہے نا تو اللہ اپنے بندوں کو ایسی کوئی چیز دے کے بھیجتا کہ بندے ڈر جائیں، بندوق دے کے بھیجتا، آئے ہو دیوار کے پیچھے کیا ہے، اس دیوار کے پیچھے کیا ہے، اکیلا آیا ہے نا اگر ملائکہ کی فوج بھیجی جاتی تو وہ سب انتظام کرتے پھرتے اکیلا آیا ہے تو ہر اختیار یہ ہے کہ مشرق میں بھی دیکھے، مغرب میں بھی دیکھے سامنے بھی دیکھے جیسے سامنے دیکھے دیسے پیچھے دیکھے زمین کے طبقوں میں دیکھے آسمان کے طبقوں میں دیکھے لوح میں دیکھے کرسی تک دیکھے دنیا فتدلی تک دیکھے عرش عظیم تک دیکھے اس لیے کہ اختیار تمہارا ہے تم عالمین کے لیے ہو تمہیں ہم سب کچھ اختیار دے کر بھیج رہے ہیں تو کوئی ہے جو انکار کر دے کہ آدم معجز نما نہیں تھے نوح معجز نما نہیں تھے ابراہیم معجز نما نہیں تھے یعنی عام کو نہیں ملے گا اب عام چاہیں یہ کہ جو معجزات انبیاء دکھا کر اختیار الہی حاصل کر رہے ہیں اب ہم ان کے جیسے کیسے بنیں، منطقی کافروں نے جادو ایجاد کیا انبیاء کے مقابلے کے لیے، جادو اور ہے معجزہ اور ہے سمجھ گئے نا آپ یہ تاریخ انبیاء کے وہ گوشے ہیں جو عام طور سے منطقی ہیں علمی ہیں ان کا پڑھنا اور سمجھنا مشکل ہے یہ میری اردو کا کمال ہے کہ عربی کی دقیق بحث کو یوں سناتا ہوں کہ بچہ تک سمجھ رہا ہے اتنا تو مان لیجئے نا بھائی! کتاب میں ڈھونڈیں گے کوئی آپ کو سمجھائے گا نہیں ڈھونڈ لیجئے گا بعد میں جا کے جادو ایجاد ہوا، جادو کا بانی شیطان، معجزہ اللہ کی طرف سے مقابلہ برابر کا کیوں؟ اس لیے کہ چیلنج کر کے چلا تھا اور

قرآن نے سورہ ”ص“ میں یہاں سے بات شروع کی ہے

مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ مِّبَالِمَلِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ

(سورہ ”ص“ آیت ۶۹)

حبیب آپ کو معلوم ہے ”ملاء الاعلیٰ“ میں جھگڑا کیا تھا آپ کو پتہ ہے وہاں کیا جھگڑا ہو رہا تھا جھگڑا کیا فساد ہو رہا تھا یہ جملے ہیں آیات کے۔ اب ہم آپ کو بتاتے ہیں وہاں کیا جھگڑا ہو رہا تھا، اچھا سچ بتائیے اگر جھگڑا ایک آدمی کرے تو اُسے جھگڑا کہتے ہیں یا بہت سے مل کر کریں تب جھگڑا ہوتا ہے، جملوں سے کیا لگ رہا ہے کیا ہنگامہ ہو رہا تھا کیا فساد وہاں ہو رہا تھا، جھگڑا وہاں ہو رہا تھا آپ کو بتائیں اس کے معنی ہیں بہت سے لوگ تھے اور ایک ہنگامہ مچا ہوا تھا اور وہ کیا ہنگامہ تھا کہ کروڑوں اربوں فرشتے اللہ کی اطاعت کر رہے تھے اطاعت پہ سر جھکائے ہوئے تھے کسی کی مجال نہیں کہ ترکِ اولیٰ کر سکیں مگر واہ رے استاد جو سکھانے کے لیے مقرر ہے اب لوگ سوالات اٹھائیں گے تو میں جزیات سمجھائے دیتا ہوں کہ آسمان پہ کیوں جاتے ہیں آدم سے پہلے کئی کروڑ برس تک اُجنہ کی حکومت تھی زمین پہ اور وہ جن مختلف شکلوں میں حکومت کرتے رہے اسی میں ایک عہد ڈائنا سارس (daina source) کا ہے حیوانوں کی شکل میں۔ جن حکومت کرتے تھے ہاتھیوں کی شکل میں، شیروں کی شکل میں، یہ سب آدم کے پیدا ہونے سے پہلے لاکھوں کروڑوں برس پہلے کی باتیں ہیں زمین پر مختلف حکومتیں بدلتی رہیں مخلوقات حکومت کرتی رہیں۔ جنوں کی حکومت کبھی ہاتھیوں کی شکل میں، کبھی سانپوں اور اژدھوں کی شکل میں، کبھی شیروں کی شکل میں، کہانیاں رہ گئیں اور جناتوں نے شیطانوں نے ان کہانیوں کو انسانوں تک پہنچا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اُس دور کے ڈرے ہوئے انسانوں کی نسلیں ہاتھیوں اور شیروں اور ڈائنا سار اور ناگوں سے ڈرے ہوئے لوگ اب تک کہیں کہیں شیروں کی پوجا کر رہے ہیں، ہاتھیوں کی پوجا ہو رہی ہے گنیش کے نام سے، کہیں ناگ پوجی ہو رہی ہے، ناگ پوجا ہو رہی ہے، یہ وہ پرانند ہب ہے شیطانی، آدمی کے، سوئڈ لکی ہوئی

ہے ارے آدمی کی سوئڈ لٹکی ہوئی ہے گنیش جی کے، عجیب عجیب بھیس میں یہ جنات اور شیطان آتے تھے۔ بس ان کی حکومت تھی جو چاہیں کریں اور یہاں تک کہ اللہ کی اتنی نافرمانی کی کہ اللہ نے ملائکہ کے لشکر زمین پر بھیج دیئے اور کہا مارو سب کو۔ فرشتے نور کے حربے لے کر آئے اور قتل عام مچا دیا، کچھ اجنہ غاروں میں چھپ گئے، کوئی کہیں چلے گئے، سمندروں میں چلے گئے، زیادہ تر مارے گئے فتح پائی فرشتوں نے شیطانوں پر، شیطان میں کہہ رہا ہوں، شیطان پہلے شیطان نہیں تھا، لفظ شیطان بعد میں آیا۔ شطن کے معنی عربی میں ہیں منہ موڑنے کے۔ شیطان اسے کہتے ہیں جو منہ موڑے، چونکہ آدم کی طرف سے اس نے منہ موڑا سجدے سے انکار کیا اس لیے اس کا نام شیطان پڑا، ابلیس، شیطان، نمرود یہ سارے نام سجدہ آدم کے نہ کرنے کے بعد پڑے، اس کا پرانا نام ہے حارث۔ اس نے دیکھا فرشتے فتح یاب ہوئے چھپا کہیں بیٹھا ہوا تھا اور ایک دم نکل کے آیا اور اس نے ملائکہ کا استقبال کیا اور کہا کہ ہم تو خود ان سب سے عاجز بنے ہم تو بس اللہ کی عبادت کرتے تھے اور ہر وقت سجدوں میں پڑے رہتے تھے ہم تو اس نظام سے عاجز تھے۔ یہ اس اُمت کے عابد تھے۔ یہاں بھی فرشتوں نے کہا پروردگار ان میں سے ایک راہِ راست پر بچا اور یہ بڑا عابد عبادت گزار ہے۔ یہ اس نظام کے خلاف تھا، کفر کے خلاف تھا، یہ تجھ پہ ایمان رکھتا ہے، اللہ نے کہا اس کو لے آؤ جو کوئی اللہ کی عبادت کرے سجدہ کرے، چاہے ظاہر میں چاہے باطن میں اللہ اسے ریجیکٹ (reject) نہیں کرتا، جی کیا اللہ کو نہیں معلوم ہے کہ یہ سچ جج ہماری عبادت کر رہا تھا یا نہیں اور اگر بتا دے اللہ مت لانا اسے بھی قتل کر دو نہیں سمجھے آپ جیسے ہی کہا تھا جبریلؑ نے کہ یہ عابد ہے، عبادت گزار ہے، یہ مانتا ہے تو اللہ کہتا جھوٹا ہے، منافق ہے، دل میں ایمان نہیں ہے اس کی عظمت نہیں ہے مار دو



قتل کر دیا یہ بھی پوری قوم کی طرح ہے تو جبریلؑ مار دیتے قتل کر دیتے تو اُلٹے فرشتے ہی کہتے اے اللہ اس کو کیوں تو نے قتل کروا دیا اس نے تو کوئی خطا بھی نہیں کی تھی، یہ بھی ہم لوگوں کی طرح عبادت گزار تھا یہ عدل الہی تھا دل کی باتیں تو تو جانے ہم لوگ تو نہیں جانتے تھے تو جودل میں ہوتا ہے اللہ اسے ظاہر نہیں کرتا پوری پوری انبیاءؑ کی اُمتیں زندہ رہیں ارے یہودی جئیں، عیسائی جئیں، مسلمان جئیں اللہ یہ نہیں کہہ رہا دل میں کیا ہے اور ظاہر میں کیا ہے دل کی باتوں پہ اللہ سزا نہیں دیتا یعنی منافق رہے گا منافق قتل نہیں کیا جائے گا۔ منافق مومن کے ساتھ رہے منافق کی کیا پہچان ہے اور مومن کی کیا پہچان ہے جودل میں ہو وہی زبان پر وہ مومن، جو زبان پر ہو اور دل میں نہ ہو وہ منافق ہے، جس کی زبان پر بھی کفر ہو اور دل میں بھی وہ کافر ہے، جس کے دل میں ایمان وہ مومن جس کی زبان پہ ایمان اور دل میں ایمان نہیں وہ منافق، تو کافر تو عرب میں ختم ہو گئے اور اب رہ گئے مومن، لیکن قرآن میں مدینے آنے کے بعد جو سورے اُترے عجیب بات آپ کو بتا رہا ہوں اور یہ ریسرچ (research) کے بغیر نہیں بتائی جاسکتی کہ میں جتنے سورے اُترے اس میں شیطان کا زیادہ ذکر نہیں ہے جیسے ہی نبیؐ مدینے آئے پھر جتنے سورے آئے مسلسل بار بار شیطان کا ذکر منافقوں کا ذکر بار بار اور صرف نبیؐ کو معلوم ہے کہ کون منافق ہے اور قتل کر دیں نبیؐ تو ہمیں آپ کو نہیں معلوم، یعنی وہ اختیار جو اللہ کا اختیار ہے اور وہ اس کو راجح نہیں کرتا میں مثال سے سمجھا رہا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا پرودگار مجھے دکھلا کہ تو کائنات کو کنٹرول کیسے کرتا ہے، آنکھوں سے پردے ہٹا دیئے گئے، کہا دیکھو ابراہیمؑ وہاں سے دیکھو جہاں سے ہم کائنات کو کنٹرول کرتے ہیں، ابراہیمؑ نے پوری کائنات دیکھی ایک ایک چیز پہ نظر پڑتی جاتی دیکھا کیا کیا گناہ ہو رہے ہیں اب میں نام تھوڑی لے سکتا

ہوں نام لینے کی کیا ضرورت ہے کیسے کیسے مناظر دیکھ ابراہیمؑ نے، پردے ہٹ گئے نا، ارے بندہ بندے کو نہیں دیکھ رہا لیکن اللہ تو ہر بندے کو دیکھ رہا ہے نا تو ابراہیمؑ اللہ کی آنکھ سے دیکھ رہے تھے تو سب نظر آ رہا تھا، کس کو دیکھا اس کو دیکھا اُس کو دیکھا اور جیسے جیسے دیکھتے گئے بددعا کرتے گئے، موت آئے اس کو یہ کیا کام کر رہا ہے اس کو موت آئے لرزتے جا رہے ہیں ارے یہ کون سا کام کر رہا ہے مر جائے یہ۔ ابراہیمؑ کہتے جاتے ہیں ملک الموت دوڑ دوڑ کے روح قبض کرتے جاتے ہیں کہا ابراہیمؑ ہولڈ (hold) دکھا دیا، تو کوس کوس کے بندوں کو مارنے لگے ارے سوچو تو سہی قدرت رکھنے کے باوجود ہم کیسے سب کچھ دیکھ رہے ہیں یہ ہے فرق رب میں اور اس کے نبی میں۔ اگر ہم آ جاتے مارنے پہ ابراہیمؑ تو ان میں بچتا کون اگر کُن ہوں پہ سزا دینے پہ آتے تو ہم تو ہر گناہ دیکھ رہے ہیں لیکن ہم رحیم ہیں ہم کریم ہیں ہم نے چھوڑا ہوا ہے۔ یہ فلسفہ اگر سمجھ لیجئے تو ساری نبوت سمجھ میں آ جائے گی اور پھر نبی کا وارث بھی سمجھ میں آ جائے گا آج کی تقریر کے بعد انشاء اللہ آپ ایک ایک چیز سمجھیں گے کہ میں کیا گفتگو کرنا چاہتا ہوں اور میں نوجوان نسل کو سب کو بغیر کسی تفریق مذہب و ملت کے میں اپنی فکر کی حد تک پہنچا رہا ہوں اور سب کے سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ میں رب ہوں میں دیکھ رہا ہوں ابراہیمؑ تم کو سب ماننا ہو گا پردے ہٹا دیئے گئے گویا کنٹرول نہیں دکھایا جا رہا، بس ایک بار تم نے دیکھا یہ ہے اختیار ہمارا کنٹرول کر رہے ہیں کائنات میں سب کچھ ہو رہا ہے ہم دیکھ رہے ہیں، ملک الموت ہمارے پاس ہیں، مارنے پہ آئیں تو پوری دنیا ہی ختم ہو جائے مخلوق کو پیدا ہی کیوں کرتے اس بات کو سمجھانے کے لیے بار بار اللہ نے قرآن میں ارشاد کیا کہ اے میرے حبیب اس جھگڑے کو اُمت تک پہنچا دیجئے ایک سورے میں نہیں بار بار سورہ بقرہ سے لے کر آخری



سورے تک ہر بار شیطان کا یہ قصہ کہ یہ پتلا ہم نے بنایا، بار بار یہ قصہ اور ہم نے حکم دیا سجدہ ہو، جھگڑا ہوا فرشتوں نے کہا کیوں اس کو بنا رہا ہے، ہم سب تو ہیں ایک جھگڑا یہ ہو گیا کہا بس جو ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے ہم نے کہہ دیا بس اب جب روح پھٹنے سجدے میں جھک جانا کیا شاگرد اور کیا استاد سب کو کرنا ہے ہمارا حکم ہے سجدہ ہو۔ سجدے کا حکم ہو رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا دیکھ اس کو سجدہ مت کروا میں قسم کھاتا ہوں تیرے عزت و جلال کی ایسی عبادت کروں گا تیری کہ کائنات میں کسی مخلوق نے ایسے سجدے ایسی عبادت نہ کی ہوگی اللہ نے آواز دی نہیں جیسے سجدے ہم چاہتے ہیں جیسی عبادت ہم چاہتے ہیں وہ کرنا ہے، مجھ کو تیری مرضی کی عبادت نہیں چاہیے۔ یہ سمجھ لو بڑی نازک منزلیں ہیں اپنے دل پہ ہاتھ رکھے ہر مسلمان اور گواہی دے کہ اللہ کی مرضی والی عبادت ہو رہی ہے یا اپنی مرضی کی۔ ارے بھی کوئی ایک تو حق پہ ہے نایا سب ہیں، حق پہ کوئی ایک ہے کوئی بھی ہو تو اگر تہتر فرقے ہیں تو بہتر غلط ہیں اور ایک صحیح ہے چاہے وہ کوئی بھی ہو تو بہتر طریقے سے تو غلط نمازیں پڑھی جا رہی ہیں۔ ایک تہتر ویں طریقے کی صحیح ہے صرف اہل سنت والجماعت بریلوی کی مثلاً ہے تو ہم تو گئے جہنم میں ہماری نماز تو غلط اوروں کی بھی غلط کوئی ایک صحیح طریقہ ہے تو بہتر طریقے یہ ہیں اپنی مرضی کے اور ایک طریقہ کہیں ایسا رائج ہے جو اللہ کی مرضی کا ہے تو اللہ تو اپنی مرضی کی عبادت چاہتا ہے اور اللہ یہ کہہ رہا ہے جس نے میری مرضی میں اپنی مرضی کو شامل کیا اس نے میرے ساتھ شرک کیا گویا وہ خدا بنا اب بتاؤ کافر کون ہے مشرک کون ہے اپنی رائے کو اللہ کی رائے پر مسلط کر دیا یا نہیں۔ ہم جیسا سجدہ چاہتے ہیں ہم جدھر چاہیں قبلہ بنا دیں ہم جدھر چاہیں سر جھکوا دیں ہم حکم دے رہے ہیں اب پتہ چلا اس واقعے سے پتہ چلا عبادت عادت نہیں ہے حکم الہی ہے، بس حکم ہے ہمارا،

حکومت ہے جیسی حکومت ہم چاہتے ہیں ویسا ہوگا اس کے خلاف ہوا تو وہ ہمارا کام نہیں ہے پھر تم جانو اور تمہاری مرضی اور پھر یہی ہوا میرے حبیب سب سجدے میں جھک گئے الا ابلیس اور ادھر سجدہ ہوا اب جو سجدے سے فرشتوں نے سر اٹھایا تو مسخ ہو چکا تھا، ایسا مسخ ہوا تھا ایسی مکروہ شکل ہوئی تھی کہ فرشتے گھبرا گئے اور یہ کہا یہ تو ابلیس ہے۔ اب میں کیسے سمجھاؤں کہ ابلیس کی شکل کا ہو گیا تھا کہ اس کا نام ابلیس پڑ گیا وہ ایک دکھاتے ہیں ناکتابوں وغیرہ میں کالے کپڑے پہنے ہوئے خون چوستا ہے، مسخ شدہ ہے یا بہت خوبصورت ہے ارے اس سے بھی زیادہ بد شکل یہ ابلیس کا ترجمہ کیا گیا ہے، جاشیطان ہے تو دور ہو جا مردود بارگاہ قرار دیا، مردود جسے نکال دیا گیا جو رحمت سے ہٹا دیا گیا جو رحمت الہی سے مایوس ہو چکا نکل جا اب یہاں تیری کوئی جگہ نہیں مگر جھگڑا کر کے چلا گیا اچھا تو اس کو بنایا تو نے کیوں نہیں سجدہ کیا؟ شیطان نے کہا کیوں کرتا سجدہ اس کو مٹی سے بنایا مجھے آگ سے بنایا میں افضل ہوں، کچھ سمجھے آپ، جھگڑا فضیلتوں پہ شروع ہوا، آج تک جھگڑا فضیلتوں پر ہے، اس کو مجھ سے بڑھا دیا جب کہ افضل میں ہوں، افضل بننے کی ہوس میں کیا کیا جھگڑے کئے تین نے، یہ اُس سے افضل، یہ اس سے افضل مگر نبی تو کہہ رہے ہیں کہ ہر نبی سے میں افضل اور ہر نبی کے وصی سے میرا وصی افضل، اب کون افضل پہ افضل بننا چاہتا ہے عجیب بات ہے۔ یہ سمجھ رہا ہے قیاس سے کہ آگ افضل، عجیب بات ہے کہ اللہ نے ایک کم تر شے کو افضل قرار دے دیا اُس کا نام ہے مٹی۔ بظاہر نظر آئے کیا افضل ہے آگ روشن ہے نارنجی رنگ ہے، سرخ رنگ بنی اٹریکشن (Attraction) ہے آنکھوں کو کھینچتی ہے اوپر کو جاتی ہے لہراتی ہے مٹی زمین میں پڑی ہے! شیطان نے باطن کو نہیں دیکھا ظاہر کو دیکھا اللہ باطن کو دکھانا چاہتا تھا علم معرفت سمجھانا چاہتا تھا۔ تو نے صرف یہ دیکھا کہ یہ

خاک ہے تو سمجھا آگ افضل ہے لیکن تو نے یہ نہیں دیکھا کہ تجھ سے کیا افضل ہے، آگ میں غرور ہے وہ اوپر کو جاتی ہے، مجھے غرور پسند نہیں ہے مٹی میں انکسار ہے، وہ نیچے کو جاتی ہے مجھے انکسار پسند ہے، تجھے کیا پتہ کہ ظاہر اور باطن کیا ہے؟ آگ کا باطن کیا، مٹی کا باطن کیا تجھے معلوم ہے؟ آگ کا باطن کیا ہے ارے اگر آگ کو چند مٹھی دانے دے دودھ نکل جاتی ہے کھا جاتی ہے اور وہی چند مٹھی زمین کو دے دو تو امانت واپس کرتی ہے ایک دانہ گرے تو درخت میں ہزار دانے دیتی جاتی ہے، آگ خائن ہے خیانت کرتی ہے، مٹی امین ہے، یہ دیکھ کر سجدہ کروایا صرف خاک کو سجدہ کروایا اور تو اکڑا ہوا ہے۔ تو مجھے سمجھانا چاہ رہا ہے گویا یہ تو مجھ سے کہنا چاہ رہا ہے میں نے غلطی کی تیرے رب نے غلطی کی کیا میں نے غلط خلیفہ بنا دیا میں نے غلطی کی ہے نہیں تو سن! اب تیرا جو جی چاہے کر چھین لے آدم کی خلافت رہے گا آدم خلیفہ کیونکہ اسے میں نے بنایا ہے اور تو مجھ کو یہ کہتا رہے کہ اللہ کو ہدیان ہو گیا تھا تیرے کہنے سے کیا ہوتا ہے ہم نے بنادیا زمین پر اس کو خلیفہ اب تو بن کے دکھا دے اتنا تو اختیار تھا نہیں کہ اکڑ کر کہتا ہاں اس کو یہ تو پتہ تھا نہیں کہ زمین پہ خلافت کیسے کی جاتی ہے ورنہ اکڑ کر کہتا زمین کا مالک میں بن جاؤں گا اور میں زمین آدم سے چھین لوں گا اس وقت اس کے سمجھ میں بات نہیں آئی اس نے یہ کہا کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اس کی نسل تو بڑھائے گا اور اسی زمین پر بڑھائے گا اب میں نے بھی طے کر لیا کہ میں سب کو بہکاؤں گا میں دائیں سے آؤں گا میں بائیں سے آؤں گا میں سامنے سے آؤں گا میں پیچھے سے آؤں گا، غصہ دلا رہا تھا اس کو، مقابلہ دیکھیے کس سے کر رہا ہے پلٹ کر وہ بھی کہہ دے کیا مجال تیری کہ میرے آدم کی اولاد کو تو بہکا دے میں سب کی حفاظت کروں گا میں چار چار فرشتے بھیج دوں گا باڈی گاڑ کی طرح جو انہیں گناہ نہیں کرنے دیں گے تو

انہیں گناہ کی طرف بلائے گا فرشتے انہیں صراط کی طرف لے جائیں گے، یہ سب نمازیں پڑھتے ہوں گے یہ سب روزے رکھتے ہوں گے سب حج کرتے ہوں گے نہ ان میں کوئی یہودی ہوگا نہ کوئی عیسائی ہوگا نہ کوئی کافر ہوگا نہ کوئی ہندو ہوگا سب میرے بندے ہوں گے سب مسلمان ہوں گے سب لا الہ کہتے ہوں گے۔ بجائے اس کے یہ کہا تو بہکا تا جائے گا میں جہنم کو بھرتا جاؤں گا جواب تو دیکھئے کیا جواب ہے اور یہ حدیث نہیں ہے قرآن کی آیت ہے سورہ اعراف پڑھیے ہم جہنم کو بھرتے جائیں گے تو بہکا تا جائے گا ہم جہنم میں پھینکتے جائیں گے کیسا کھسکانا ہوا ہوگا پتہ ہے پھر کھسیا کر کیا کہا وہ سمجھ رہا تھا غصے دلو کر میں یہ کہلوالوں گا کہ میں باڈی گاڑ ڈلگاؤں گا فرشتے حفاظت کریں گے کھسیا گیا تو کھسیا کر کہنے لگا لیکن میں تیرے مخلص بندوں کو نہ بہکا سکوں گا تو جواب ملا بے شک تو میرے مخلص بندوں کو نہیں بہکا سکتا اب ملا جواب سب کے لیے نہیں گارنٹی لی اللہ نے۔ کہا جا بہکا جا بہکا تو بہکائے گا میں جہنم میں ڈالوں گا لیکن مخلص بندے ارے مخلص یہ تو ہی سارا دار و مدار ہے، یہ مخلص بندے کون ہیں یہی تو آدم کے وارث ہیں جن کے ذریعے نسل آدم بچ جائے گی جو مخلص بندوں کو نہیں پہچانے گا وہ شیطان کے بہکاوے میں آئے گا جو پہچان لے گا وہی جنت میں جائے گا۔ ادھر ہلاکت ہے ادھر نجات ہے تو تُو نے کیوں نہیں بنایا، کہا اگر اپنے دعوے میں سچے ہو تو نام بتاؤ آیت ہے سورہ بقرہ میں، فرشتوں کو کیا پتہ کہ کس کے نام ہیں کہنے لگے جو تُو نے ہمیں سکھادیا پڑھا دیا اتنا ہی پتہ ہے اس سے زیادہ نہیں آتا ہے، آدم تم سناؤ ان کے نام، آدم نے سنانے شروع کئے، محمدؐ، علیؐ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، اب سمجھے آپ! سجدہ نہ مٹی کو ہوا تھا نہ سجدہ آدم کو ہوا تھا آدم امین تھے مخلص بندوں کے نور کے۔

[illegible]



لاشے کی طرف ایک بزرگ حسینؑ کے لاشے پر جھکے ہوئے ہیں ان کے چہرے سے نور پھیل رہا ہے ہم رُک گئے چھپ گئے ایک مٹی کے تودے کے پیچھے تو آواز یہ سنی کہ وہ بزرگ آسمان کو دیکھ کر بار بار یہ کہتے تھے دیکھا پروردگار تو نے! میرے حسینؑ کو قتل کر دیا گیا آپ کو پتہ ہے پوری رات گیارہ کی شب رسولؐ بھی وہیں تھے، علیؑ بھی وہیں تھے، فاطمہؑ بھی وہیں تھیں، حسنؑ بھی وہیں تھے کیوں نہ ہوتے، گھر لٹا تھا، بچے یتیم ہوئے تھے، عورتیں بے پردہ ہوئی تھیں، کیا ماں دیکھنے نہ آتی کہ زینبؑ کا کیا حال ہے، حسنؑ نہ آتے دیکھنے کہ بہن کا کیا حال ہے علیؑ نہ آتے دیکھنے کہ بیٹیوں کا کیا حال ہے، نبیؐ نہ آتے یہ دیکھنے کہ میرا بھرا گھر دن بھر میں کٹ گیا۔ ختم ہوئی تقریر پر یاد رکھئے گا ہمیشہ قافلہ چلا تو پختن جنت کو واپس نہیں چلے گئے اگر بیٹی کھلے سر ناتے پر تھی تو ماں بھی قافلے کے ساتھ ساتھ ہے، جہاں نیزے پہ سر حسینؑ وہاں زہر اکبھی زینبؑ کے پاس کبھی سید سجادؑ کے پاس کوفے کا بازار ہو روحمیں ساتھ تھیں پاک روحمیں ساتھ ہیں مدد کے لیے ساری روحمیں کیسے ہو سکتا تھا کہ گھرانا بے پردہ بازار میں ہو ملائکہ ساتھ نہ ہوں جبریلؑ ساتھ نہ ہوں میکائیلؑ ساتھ نہ ہوں ارے اللہ کے تو نمائندے تھے یہ سب، کیا اُس نے ان کو تنہا چھوڑ دیا تھا بظاہر تمہاری آنکھیں یہ دیکھ رہی ہیں کہ وہ تنہا ہو گئے لیکن معرفت کی آنکھوں سے دیکھو تو سب ساتھ تھے سب کیوں ساتھ نہ ہوتے اس لیے ساتھ ضروری تھا کہ سیکینہؑ کو تو تنہا ایک اُونٹ میں باندھ دیا اور اُونٹ تیز دوڑائے تھے تو سیکینہؑ بی بی اُونٹ سے گر گئیں تھیں، اللہ اللہ وہ تو اشقیاء تھے انہیں کیا پروا تھی کہ کون بچے گر گئے کہاں کون تڑپ کر مر گئے کہاں بچے زیرِ خاک ہو گئے کون سی بی بی چلائی رہ گئی ہائے میرا بچہ گویا تھیں یا تو علیؑ تھے یا تو فاطمہؑ تھیں، ایک بار چلتے چلتے سر حسینؑ رُک گیا تا زیانہ لے کر شمر سید سجادؑ کے پاس آیا تمہارے باپ کا سر آگے

کیوں نہیں بڑھتا تو زنجیروں کو سنبھالے ہوئے کہا بابا کب تک تازیانے کھاؤں بابا کیا بات ہے آواز آئی سید سجاد میری لاڈلی بیٹی سیکینہؑ صحرا میں تنہا ہے، دو جملے اور تقریر ختم ہو گئی گر یہ کیا آپ نے، عشرہ چہلم ہے الوداع ہے جیسے جیسے اربعین آتا جائے گا ایامِ عزاء اپنے اختتام کی طرف پہنچ رہے ہیں حسرت یہ ہے کہ روئیں دل بھر کر حسینؑ کو روئیں اور اب تو چہلم میں حسینؑ کی بہن کی چادر کا ماتم ہوتا ہے ارے زینبؑ کی اسیری سیکینہؑ پہ جو ظلم ہوا اسیروں پہ جو ظلم ہوا اب ایک بار شمر گھوڑے پہ بیٹھا چاہتا ہے کہ سیکینہؑ گر گئیں تو جا کر لے کر آئے شہزادی نے آواز دی ارے میری بچی صحرا میں اشتیاء کو دیکھ کر دہل جائے گی اے سید سجاد میں آپ جاؤں گی سیکینہؑ کو لینے کے لیے، چند بی بیوں صحرا کی طرف چلیں پکارتی ہوئی، اے سیکینہؑ کہاں ہو سیکینہؑ؟ لیکن جب صحرا میں ایک مقام پر پہنچیں تو دیکھا ایک بی بی زمین پر بیٹھی ہے اور اس کی گود میں سیکینہؑ ہے اور ایک شخص تلوار لیے سامنے موجود تو روکے پوچھا اے بی بی آپ کون ہیں؟ کہا زینبؑ فاطمہؑ کو نہیں پہچانا اور یہ تیرا باپ علیؑ ہے سیکینہؑ میری گود میں ہے حسینؑ کی پیاری بچی ہائے حسینؑ، ماتم حسینؑ، حسینؑ حسینؑ!



تیسری مجلس علی وارثِ آدم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آلِ محمد کے لیے

چودہ سو بائیس ہجری کے عشرہ چہلم کی تیسری تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں ”علی وارثِ انبیاء“ کے موضوع پر دو تقریروں میں یہ وضاحت کی گئی کہ نبوت کیا ہے اور سلسلہ نبوت کیا ہے نبوت کی تعریف کیا ہے روح نبوت کیا ہے عرفانِ نبوت کیا ہے نبوت کی ضرورت کیوں تھی نبوت پر ہمارا عقیدہ کتنا مستحکم ہونا چاہئے اس پر گفتگو ہوئی اب جب کہ ذہن میں ایک خاکہ نبوت سے متعلق تیار ہو گیا تو اب ہم گفتگو کریں گے کہ بتدریج ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا رہا اور کس طرح ان نبوتوں میں خود انبیاء نے انسانیت کی ہدایت کے فرائض ادا کئے ایک چھوٹی سی مثال آغاز میں ہی عرض کر دوں تمہید کے طور پر کہ آپ کے یہاں اس پوری دنیا میں ہمیشہ انسان کو روشنی کی ضرورت رہی اور انسان ارتقائی صورت میں کئی زمانوں سے گزرا۔ کبھی وہ جنگل میں زندگی گزارتا رہا کبھی صحراؤں میں اور کبھی پہاڑوں کے تاریک غاروں میں آہستہ آہستہ دیہات اور شہر کی طرف بستیوں کی طرف آیا یہ انسان کی ایک تاریخ ہے سب سے پہلے انسان روشنی کی تلاش میں جب چلا تو ہزاروں برس پہلے اس نے دو پتھروں کو آپس میں ٹکرایا یہ



ہے روشنی کی تاریخ جب دو پتھروں کو ٹکرایا تو اس میں سے چنگاری نکلی اس دن انسان خوب ہنسا، اس کو ہنسا آیا اور ہنستے ہنستے ایک دوسرے کو بتایا تو سب وہ پتھر چقماق پتھر کہتے ہیں جب دو پتھر آپس میں ٹکراتے ہیں تو ان میں سے آگ نکلتی ہے تو اب وہ جان گیا کہ ان چنگاریوں کو محفوظ کرنا ہے تو ہمارے گھرانہ ہیری رات میں روشن ہو سکتے ہیں آہستہ آہستہ اس چنگاری کو وہ انسان جانوروں کی جو چربی جمع کرتا تھا جب اس کے قریب لایا تو وہ چنگاری چربی میں لگی وہ چربی جلنے لگی، تو پہلا چراغ جو بنا وہ جانوروں کی چربی سے اور پتھر سے نکلی چنگاری سے اب آہستہ آہستہ شہد کی مکھی کے چھتے سے وہ موم سے متعارف ہوا اور پھر اس نے شمعیں بنائیں موم بتی ایجاد کی پھر جب تیل سے متعارف ہوا تو چراغ بنائے گئے چراغ کی لو نے روشنی دی تو جیسے جیسے عہد بڑھتا رہا انسان کا ذہن روشنی کے بارے میں ترقی کرتا رہا جب تک پتھر کی چنگاری کی ضرورت تھی وہ چنگاری روشنی دے رہی تھی جب چراغ کا عہد تھا تو چراغ جل رہا تھا جب موم بتی کا عہد آیا تو شمع جل رہی تھی یہاں تک کہ انسان نے کچھ گیسز (gases) تلاش کر لیں کہ ان سے چراغ جلانے لگا اور پھر جب سائنس آگے بڑھی تو لائٹین ایجاد ہوئی پھر لائٹین سے روشنی ہونے لگی وہ لائٹین کا عہد تھا پھر گیس پیٹرو میکس (patromax) پیٹرول (patrol) کے ذریعے اس میں میٹر (meter) لگا کے اور ہلکے سے مینٹل (mintle) سے دھاگوں کے ذریعے روشنی کو محفوظ کر کے ایک چھوٹا سا چاند بنا لیا، جسے شیشے میں محفوظ کر لیا، ہوتے ہوتے بڑھتے بڑھتے یہاں تک کہ لائٹ (light) آگئی اور امریکہ کے ایک نوجوان نے بلب (bulb) ایجاد کیا اس وقت تو زیرو پاور (zero power) بلب بنے تھے آہستہ آہستہ لائٹ کی طاقت بڑھی تو جب تک زیرو پاور جل رہے تھے تو اس کی ضرورت اس عہد میں تھی

پھر ساٹھ پاور کا بلب بنا پھر سو پاور کا بڑھتے بڑھتے ہزار پاور کا بنا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایسی لائٹ آئی کہ شہروں کے نام ہی روشنیوں کے شہر ہو گئے، ٹوکیو، نیویارک، لندن یہ وہ شہر ہیں جہاں کبھی لائٹ جاتی ہی نہیں کراچی بھی روشنیوں کا شہر ہے تو روشنیاں پھیل گئیں جس عہد میں جس روشنی کی ضرورت تھی وہ روشنی آئی لیکن یہ روشنی اپنی جگہ رات کی تاریکی کو دور کرتی رہی وہ شمع ہو، لائٹن ہو، چراغ ہو گیس ہو یا یہ ہزار پاور کے بلب یا ٹیوب لائٹ (tube light) ہوں لیکن ادھر آفتاب طلوع ہوا سارے چراغ بجھ گئے بس یہ ہے نبوت کی کہانی جب آدمؑ کی ضرورت تھی آدمؑ آئے جب نوحؑ کی ضرورت تھی نوحؑ آئے جب ابراہیمؑ کی ضرورت تھی ابراہیمؑ آئے جب موسیٰؑ کی ضرورت تھی موسیٰؑ آئے جب عیسیٰؑ کی ضرورت تھی عیسیٰؑ آئے یہاں تک کہ آفتاب نبوت طلوع ہوا پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی۔

وہ آئے بزم میں اتنا تو میر نے دیکھا

پھر ان کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

بس آفتاب نبوت کی روشنی قیامت تک رہے گی اب آفتاب طلوع ہو چکا اب تاریخ میں اندھیرا نہیں ہے جہاں اتنی روشنی ہو وہاں کی تاریخ تاریک ہو جائے یہ حیرانی کی بات ہے۔ ہم عادی ہیں روشنی میں تاریخ کو دیکھنے کے وہ اور ہیں جو تاریخ کو تاریکی میں دیکھتے ہیں ہم روشنیوں میں دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ نبوت کی روشنی میں امامت بھی ہماری سمجھ میں آئے اور پھر امامت کی بھی تو اپنی روشنی ہے یہ صحیح ہے کہ وہ روشنی نبوت سے ہی امامت لیتی ہے جیسے سورج سے چاند روشنی لیتا ہے تو انسان کو چاند کی بھی تو ضرورت ہے نا۔ والشمس وضحاہ ولقمر اذا تلهما (سورۃ الفس آیت ۱، ۲) قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے اس



چاند کی جو سورج کے پیچھے پیچھے آئے، مفسرین نے یہی کہا کہ سورج، شمس سے مراد نبی ہیں اور روشنی سے مراد زہرا ہیں قر سے مراد علی ہیں جہاں روشنیوں کی باتیں ہوں وہاں اندھیروں کا ذکر کیوں ہوتا ہے اور ایسے اندھیرے جو اندھیروں میں ڈوب چکے اندھیرے اندھیروں میں ڈوب چکے اس کی کیا ضرورت ہے کہ ذکر ہو آدم کی ضرورت آدم کے عہد میں تھی تو آدم کو ہی بھیجا گیا انسانیت شروع ہو رہی تھی اور شروع کرنے کا اہتمام یوں تھا کہ پہلے پروردگار عالم نے کہ اچانک عرشِ اولیٰ عرشِ اعظم پر ایک آواز گونجی تمام ملائکہ نے سنی آواز نکل اتنی تھی اور پھر سناتا چھا گیا ہو کا عالم۔ ابھی آپ مجلس میں آئے۔ نہیں دیر ہو گئی آپ کو ابھی آپ مجلس میں نہیں آئے ہو کا عالم، عالم معنی دنیا ہو معنی اللہ۔ ارے بھی اللہ ہو، اللہ ہو تو سنا ہے نا یعنی آج بھی دنیا ہو کا نعرہ لگا کر یہ چاہتی ہے کہ پھر وہی ہو کا عالم ہو جائے ہم روشنیاں پھیلانا چاہتے ہیں دنیا پھر عالم کو ہو کی طرف لے جانا چاہتی ہے حالانکہ عالم ہو میں کون گیا ہے وہ جو پردہ معراج کا ہل رہا تھا نا اس کے پیچھے عالم ہو شروع ہوتا ہے اور وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے عالم ہو میں ضرورت کیا ہے عالم ہو میں آبادی نہیں جاسکتی ہو کا عالم ہے پچیس ہزار برس تک خاموشی رہی اعلان کے بعد ایک بشر بنانے والے نے پچیس ہزار برس کی خاموشی اختیاری پچیس ہزار برس کے بعد پھر آواز آئی اے میرے ملائکہ جاؤ ایک مٹھی مٹی لاؤ یہ وقفہ ہو رہا ہے ہم اس کی وجہ بعد میں آپ کو بتائیں گے یا بتا دیں پہلے آپ کو بے قراری ہونے لگتی ہے جملہ کہہ کر نکل گئے بات پوری نہیں کی پہلے بتا دیں؟ وقفہ اس لیے دیا جاتا ہے اعلان میں سوچ لو سمجھ لو ارادہ ہمارا ہے، جو جھگڑا کرنا ہو سامنے معاملہ طے کر لو دعوت ذوالعشرہ میں اعلان ہوا تھا تیس برس کے بعد کہا مَن كُنْتُ مَوْلَا ۙ فَهَذَا عَلِيٌّ مَوْلَا ۙ آپ کہیں گے وہاں پچیس ہزار برس

کا وقفہ لیا ہے نبوت کے بعد یہاں تیس برس کا آپ نے قرآن میں یہ پڑھا ہوگا نا وہاں کا ایک دن یہاں کے ایک ہزار برس کا ہے۔ حساب لگا لیجئے تو تیس برس سے تقسیم ہو جائیں گے پچیس ہزار، بس بشر بنانے والے نے پہلے کہہ دیا بعد میں جھگڑا نہ کرنا ہم نے اعلان کر دیا ہے عرشِ اعظم کے بسنے والو! تمہیں معلوم ہو جائے گا کیا ہیں بشر بنانے والے پچیس ہزار برس کے بعد حکم ہوا ملائکہ کو جاؤ جبریلؑ ایک مٹھی مٹی لے کر آؤ جبریلؑ چلے زمین پہ پہنچے چاہا کہ مٹی اٹھا کر لائیں زمین لرزی پر وردگار میں پناہ مانگتی ہوں کہ میرا حصہ مجھ سے چھنے زمین نے فریاد کی جبریلؑ واپس آ گئے جاؤ، اسرافیلؑ تم جاؤ گئے چاہا ایک مٹھی اٹھائیں زمین لرزی زمین نے فریاد کی پر وردگار میں پناہ مانگتی ہوں کہ میرے جسم کا حصہ مجھ سے جدا کیا جائے، اسرافیلؑ نے ہاتھ کھینچ لیا، واپس آ گیا میکائیلؑ تم جاؤ زمین تھرائی اور فریاد کی میکائیلؑ بھی واپس آ گئے آواز دی عزرائیلؑ کو کہ تم جاؤ جا کے زمین پہ ہاتھ رکھا، زمین لرزی عزرائیلؑ نے آواز دی حکم الہی ہے میں اپنے رب سے پناہ مانگتا ہوں تو ادھر پناہ مانگ رہی ہے میں اپنے رب سے پناہ مانگتا ہوں اور اب جو کھینچا ایک مٹھی تو زمین کی روح کھینچ کر لے گئے اس دن سے ملک الموت نام پڑ گیا۔

یہ تو سنا تھا شیطان آسمان سے آیا لیکن یہ نہیں پتہ پہنچا کیسے تھا۔ ایک نوجوان نے کہا کم از کم بیس سوالوں کے جواب آپ نے ترتیب سے دے دیئے یہ جملے میرے لیے میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنی خطابت میں کامیاب ہوں چند جملے میرے لیے کافی ہوتے ہیں تو اگر بیچ بیچ میں وہ باتیں آجائیں جو وہم و گمان میں نہ ہوں مطالعے میں نہ ہوں تو خطابت کا مقصد تو حل ہو گیا ہے بس یہی مجلس پڑھنے کا مقصد ہے کہ ذہنوں تک علم کچھ اس طرح پہنچے کہ جو کتابوں میں تلاش کے بعد برسوں کے بعد ملے وہ چند لمحوں میں مل جائے یہ ہے مقصدِ تقریر سات

<http://fb.com/ranajabirabbas>

رکھے کہ نسل آدم میں ہر رنگ کا انسان آنے والا تھا، کالا، گورا، زرد، گلابی، سرخ، مٹی گوندھی گئی، اب اللہ نے آواز دی تفسیر نے کہا ملائکہ نے مٹی گوندھی ہے۔ قرآن میں کہا اللہ نے ہم نے اپنے ہاتھ سے مٹی گوندھی ایک طرف تو کہتا ہے نہ میں ہاتھ رکھتا ہوں نہ میں کان رکھتا ہوں نہ میں پیر رکھتا ہوں لیکن میں رب ہوں اور پھر ایک طرف کہتا ہے میں نے اپنے ہاتھ سے گوندھی۔ یہ کہاں ہیں تیرے ہاتھ کہ شب معراج رسولؐ نے دیکھے کہ نہیں دیکھے، عجیب بات ہے کہتا ہے کہ میرا چہرہ نہیں ہے میری آنکھ نہیں میرے کان نہیں، میرے ہاتھ نہیں اور میں رب ہوں جسم و جسمانیّت سے مبرا ہوں اور پھر قرآن میں کہتا ہے اللہ کا چہرہ اللہ کی آنکھ اللہ کے کان، اللہ کے ہاتھ سمجھ میں نہیں آئی بات کہ یہ اس تضاد کو کیسے سمجھیں اگر مان لیں تو قیامت نہ مانیں تو کیا قرآن کے خلاف بات کریں تو اس لیے اللہ نے کہا کہ اگر سمجھنا ہے کہ میرا ہاتھ کیا میری آنکھ کیا میرا دہن کیا میرا کان کیا تو بس پھر ہم اپنے گھر میں اتارتے ہیں کسی کو۔ تو آئے تیسرے دن رسولؐ بھی آئے، ابوطالبؓ بھی آئے گود میں بچے کو لیا اور باہر نکلے یہ تو زمانے کا دستور ہے کہ اگر بیٹا ہو جائے بڑی خوشی ہوتی ہے بیٹی اگر ہو تو کوئی نہیں پوچھتا عزیز رشتے دار کس کی شکل کی ہے آداب ہیں ہماری تہذیب میں بیٹی کے لیے کوئی نہیں پوچھتا تہذیب ہے لیکن اگر بیٹا ہو تو قریبی رشتے دار، پھوپھیاں، خالائیں عام طور سے مردوں میں بھی ہوتا ہے اگر پہلوٹھی کا ہے کس کی شکل کا ہے، خواتین تو بہت ہی پوچھتی ہیں ارے کس کی شکل کا ہے، کسی نہ کسی کی تو شکل پر گیا ہو گا تو ماں کیا جواب دے گی اپنے بابا کی شکل پہ گیا ہے ماں پہلی بات یہی کہے گی لیکن اگر کوئی اور بتانے والا ہو اب یہاں ماں تو ہے چادر میں چھپی وہ ہیں رسولؐ کے پیچھے اس کے پیچھے ہیں ابوطالبؓ اور رسولؐ کے ہاتھ میں بچہ ہے، گویا مباہلے سے پہلے مباہلے کا



منظر نظر آ گیا۔ یہاں بھی فاطمہؑ ہیں اور نبوت اور رسالت کے پیچھے آ رہی ہیں تو اب رش لگ گیا مجمع لگ گیا اب وہ چاہے بنی ہاشم پوچھ رہے ہوں یا قریش یا وہ حیران لوگ کہ جو کھول رہے تھے اور تین دن سے تالا نہیں کھل رہا تھا اس مجمع سے آواز آئی کہ اب پوچھیں کس سے جو آگے ہوگا اس سے پوچھیں گے تو پوچھنے والوں نے پوچھا پتہ کس کی شکل پہ ہے تو اب رسولؐ کیا کہیں، رسولؐ نے بتانا شروع کیا۔ آنکھیں پوچھتے ہو؟ ارے جس گھر میں پیدا ہوا ہے ہم سے پوچھ رہے ہو، ہم شکل بتائیں آنکھیں عین اللہ، کان سمیع اللہ، چہرہ وجہ اللہ ہاتھ ید اللہ۔ سمجھ گئے ہم نے اپنے ہاتھ سے مٹی گوندھی، مٹی وہ گوندھے جو مٹی کا باپ ہو، اختیار تو ہے در نہ ملائکہ کو تو واپس کر دیا تھا وہ تو ملک الموت سے ڈر گئی زمین گوندھنے میں محبت چاہے تھی پھر نہیں سمجھے وہ ہاتھ گوندھیں جو مٹی میں محبت بھی ساتھ میں گوندھ دیں، تاکہ انسان کے دل میں قیامت تک محبت رہے آدمؑ کی مٹی ہے محبت الہی گوندھ دی ان ہاتھوں نے اب اس کا ایک پتلا بناؤ دو ہاتھوں نے پتلا بنایا یوں بناؤ کہ جوڑ ہلیں کوئی تھا بہت بڑا سانس دان جو ہر رگ و پے کے موڑ اور جوڑ کو جانتا تھا وہ کون ہو سکتا ہے وہ وہی ہو سکتا ہے جو نبیؐ البلاغہ میں کہے اے انسان تیرے اندر تو عالم اصغر چھپا ہوا ہے عالم اصغر اس سے پہلے تو کسی نے نہیں کہا گویا جس کے سامنے بنا جس نے خود بنایا پچیس ہزار برس تک پتلا چورا ہے پہ پڑا یہاں تک کہ اللہ کہتا ہے کہ کھٹکھٹانے لگا خشک ہو گیا، اور حکم دیا جب ادھر سے ملائکہ گزریں تو ادب سے سر جھکا کے جائیں ہم نے طے کیا ہے کہ ادھر سے جائیں تو سر جھکا کر جائیں ملائکہ جب ادھر سے گزرتے ادب سے سر کو جھکا لیتے اور یہ کہتے اللہ تجھے کسی عظیم مقصد کے لیے بنا رہا ہے لیکن جب شیطان گزرتا تو ٹھوکر مار کر کہتا کہ ہمیں معلوم ہے کہ تجھے کیوں بنایا جا رہا ہے ہم سب سمجھ رہے ہیں تجھے کیوں بنایا

گیا کیا وہ دیکھ نہیں رہا ہے دونوں کا عمل اللہ دیکھ نہیں رہا کہ میری بنائی صنعت کے ساتھ فرشتے کیا کر رہے ہیں اور ابلیس کیا کر رہا ہے نہ انہیں جزا دے رہا ہے نہ اس کو سزا دے رہا ہے یہ وقفہ اس لیے دیا ہے تاکہ سب کے عمل دیکھ لیے جائیں کہ مومن کون ہے منافق کون ہے یہ جو اسلام میں وقفے آئے ہیں یہ پہچان کے لیے وقفے ہیں اور یہ جو طویل وقفہ دیا گیا ہے کہ جب تک وہ نقاب کو الٹ کر نہ آجائے یہ وقفہ بھی آگیا ہے اپنی اپنی پہچان کراؤ۔ اور بس جب روح پھونکیں تو سجدے میں جھک جانا سب سے پہلے آنکھیں بنائیں روح چلی سب سے پہلے آنکھ میں آئی آدمؑ نے اپنے سر پہ لے کر دیکھا ابھی گھٹنے سے نیچے روح نہیں آئی تھی کہ آدمؑ اٹھے قرآن میں آیت آئی انسان عجولہ جلد باز ہے آدمؑ جلدی اٹھ گئے انسان جلد باز ہے لیکن جب طاقت آگئی پیروں میں اور حکم ہوا سجدہ ہو جائے ملائکہ نے سجدہ کیا سجدہ کرنے کے لیے خلا میں سجدہ نہیں ہوتا بھی پیراشوٹ (parachute) سے کچھ لوگ کود رہے ہوں اور مغرب کی نماز کا وقت آجائے یا ظہر کی کیسے رکوع کریں گے کیا کریں گے تکبیر تو کہہ لیں گے اللہ اکبر لیکن ہاتھ تو پھنسے ہوئے ہیں ڈوریوں میں اشارے سے پڑھ سکتے ہیں سجدہ کیسے ہوگا اور یوں آرہے ہیں زمین کی طرف چلے آرہے ہیں تو خلا میں سجدہ ہو جائے گا سجدے کے لیے لازمی ہے کہ ایسی جگہ ہو جس پہ پیشانی رکھی جائے سجدے کی تعریف یہی ہے تو آدمؑ کا پتلا سر زمین نجف پر لایا گیا کہ ملائکہ سجدہ یہاں ہوگا۔ یعنی سجدے کے لیے ایک زمین ہو سجدہ زمین پر ہے سجدہ کپڑے پہ قالین پہ درمی پہ جانور کی کھال پہ نہیں ہو سکتا کھانے پینے کی چیز پہ سجدہ نہیں ہو سکتا، آپ چاہیں خربوزے پہ سجدہ کر لیں حرام ہے سجدہ ہے ہی مٹی کے لیے تو جب طے ہے کہ مٹی پر ہی سجدہ ہوگا تو کیوں نہ کائنات کی سب سے پاک مٹی پر ہو سجدہ حرام



کیسے خاکِ شفا پر سجدہ مٹی تو ہے نا؟ کیا اعتراض ہے سجدہ گاہ پر لوگوں کو بعض ملکوں میں لاتیں مار مار کر نکل جاتے ہیں سجدہ گاہ پر ارے ہم نے عظمت سمجھی ہے کہ کیا ہے خاکِ شفا تسبیحِ سنبھال کر رکھتے ہیں سجدہ گاہ کو سنبھال کر رکھتے ہیں کیا احترام ہے ہماری نظر میں بت پرستی نہیں ہے کہ ایک نکلی رکھ لی ایک بت رکھ لیا، نہیں سمجھے کہاں ہیں آپ سجدہ بت پر نہیں ہوتا، بت کو ہوتا ہے بت سامنے رکھ کر اس کے سامنے ہندو سر جھکاتا ہے، یہ ہے بت پرستی، ہم تو سجدہ گاہ سامنے رکھ کے اس کو سجدہ نہیں کر رہے بلکہ اس پر سجدہ کر رہے ہیں اور بڑا فرق ہے اُردو نہ آئے تو ہم کیا کریں۔ سجدہ ہو، سجدہ ہوا اب ملائکہ نے جھگڑا کیا کیوں بنا رہا ہے؟ جو ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے ہو یہ کہہ کر خاموش ہو گیا، آداب آتے تھے عرش کی تہذیب کے عادی تھے فرشتے بھی خاموش ہو گئے شیطان اکڑ گیا کل گفتگو ہو چکی شیطان نے کہا ”اس کو مٹی سے بنایا، مجھے آگ سے بنایا“ اس لیے کہا نکل جا۔ فرشتوں سے یہ کہہ دیا جو ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے علم کی منزل پر صبر ہے فرشتوں نے صبر کیا کہ ابھی معلوم ہو گا کہ راز کیا ہے یہ بے صبر تھا حالانکہ عالموں کا بھی استاد تھا، استاد ہونا اور ہے علم کی منزل پر بے صبری میں موسیٰ کو خضر بھی واپس کر دیتے ہیں۔ علم میں صبر چاہئے صبر۔ یہ ہے بے صبر انکا لایا گیا بات اتنی سی تھی پیغمبر نے کہا قلم اور کاغذ لاؤ پیغمبر کے ہر لفظ میں علم ہے ارے قلم بھی علم ہے کاغذ بھی علم ہے بے صبر بول پڑا کتابِ خدا کافی ہے، اب بولا ہے تو بھگتو، انجام دونوں جگہ برابر ہوا وہاں بے صبری دکھائی تو حکم ہوا نکل جاؤ یہاں جو بے صبر ہوا رسولؐ نے کہا اٹھ جا، تُو ابلیس ہو گیا۔ ابلیس جو رحمتِ الہی سے مایوس ہو جائے سمجھا کیجئے جن مجلسوں میں یہ پڑھا جائے جہنم میں جاؤ گے وہ رحمت سے مایوس کر رہے ہیں وہاں اپنے سامعین کو ابلیس بنا رہے ہیں ہم اپنے سامعین کو فخرِ ملک



بنانا چاہتے ہیں، پوچھا گیا کیا انسان ملک سے افضل ہے؟ کہا جس کے دل میں ولایت علیؑ ہے ملک سے افضل ہے۔ اب کفر وغیرہ کی کیا بحث ہے کھلی ہوئی بات ہے اب آواز دی اے فرشتو اگر تم اپنے دعووں میں سچے ہو ان کے نام بتاؤ کہا جتنا تو نے سکھا دیا اتنا ہی آتا ہے کہا تو آدمؑ بس اب تم ان کے نام بتاؤ عرش الہی پہ نام بھی تھے چہرے بھی تھے آدمؑ نے نظر اٹھائی بتاتے چلے گئے۔ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کہا اب سمجھے کہ جو میں نے کہا تھا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے، میں یہ جانتا ہوں اس کے پاس علم ہے اور خلافت اس کو ملتی ہے جس کے پاس علم ہوتا ہے آدمؑ کی خلافت کا فیصلہ علم پر ہوا تم صرف عبادت جانتے ہو عبادت کرو۔ آدمؑ کو ہم نے علم عطا کیا اب تم سب آدمؑ کے سامنے روز آؤ ادب سے کھڑے ہو جاؤ یہ کیا ہوا ایک سجدہ تو تو نے اپنا چھڑوا کے نہ الا سجدہ کروایا، اب وہ ساری عبادتیں چھڑوا رہا ہے رکوع کر رہے تھے سجدہ کر رہے تھے تسبیح پڑھ رہے تھے سب نمازیں چھوڑ چھوڑ کے آدمؑ کے سامنے کھڑے ہو جائیں آج سے عبادت یہ ہے کہ بس آدمؑ ان کے نام لیں اور تم ان ناموں کا ورد کرو محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اب یہی عبادت عرشِ علا پر ہوگی جاؤ آدمؑ یہ جنت تمہارے لیے آرام سے رہو یہ جنت کا لباس یہ خلعت یہ تاج یہ خوبصورت لباس تمہارے لیے، حواؑ کو دیکھا لیکن بغیر نکاح قریب نہیں جاسکتے جبریل امینؑ آئے خطبہ نکاح ہوا آواز آئی آدمؑ حواؑ کا مہر ادا کرو کہا میرے پاس کیا ہے؟ میں مہر کہاں سے ادا کروں کہا سات بار محمدؐ اور آل محمدؐ پر درود پڑھو یہ ہے حواؑ کے نکاح کا حق مہر۔ اب تم دونوں رہو بہترین جنت کے پھل سب کھاؤ پیو رہو سب نعمات تمہارے لیے ہیں خبردار ادھر نہ جانا ایک درخت ایسا جس میں ہر پھل ظاہری پھل بھی اور باطنی پھل بھی، ادھر نہ جانا اب شیطان تڑپ رہا ہے کیسے پہنچوں وہاں تک جہاں آدمؑ اور حواؑ ہیں بار بار جنت کے دروازے پر جاتا ہے ہر



مخلوق کہتی ہے تو نکالا ہوا ہے، ہم تیری مدد نہیں کر سکتے، لیکن سانپ اور شیطان میں ساز باز ہوئی اپنے دہن میں بٹھا کر، دہن میں بٹھایا تھا اس لیے زہر ختم نہیں ہوا اب تک دنیا ڈرتی ہے زہر سے سانپ کے، یہ ہے ابلیسیت وہاں تک لے گیا جہاں حوّا ہیں آدم کے سامنے تو ہمت نہ پڑی حوّا سے کہا کہ اگر تم اس درخت سے کچھ لے لو تو تمہیں پھر ایسی زندگی ملے گی کہ کبھی موت نہیں آئے گی اور پھر ہمیشہ تم لوگ جنت میں ہی رہو گے حیرانی ہوئی کہ حوّا نے کہا کیسے مانا، بول رہا تھا سانپ لگ رہا تھا سانپ بول رہا ہے لیکن دہن میں شیطان بول رہا تھا سانپ کے منہ میں شیطان بول رہا تھا امام سے پوچھا گیا کہ یہ عظیم بندے آدم اور حوّا شیطان کے کہنے میں کیسے آ گئے، کہا شیطان نے بات یہاں سے شروع کی تھی کہ رب العزت کی قسم اللہ نے اپنے بیان کو منسوخ کر دیا اب تم ادھر جا سکتے ہو چونکہ اس سے پہلے آدم اور حوّا نے جھوٹی قسم نہیں سنی تھی بھی میرے سامعین بہت نازک منزل سے گزر رہے ہیں دنیا حیران ہے کہ ڈھائی لاکھ کے مجمعے نے سنا تھا کہ غدیر کے میدان میں کہا گیا تھا کھل کر کہ علیؑ میرے بعد میرے خلیفہ ہیں تو پورا عرب بدل کیسے گیا تو عمارؓ نے بتایا کہ فوراً پروپیگنڈا ہوا کہ رسولؐ نے واپسی کے تین مہینے کے بعد یہ حدیث منسوخ کر دی تھی، قسمیں کھائی گئیں یعنی جو کام وہاں کر آیا تھا وہ سارے کام اس نے یہاں دہرائے اس کی پریکٹس (practice) تو ہو چکی تھی آدمیوں کو وہ پہچانتا تھا شکلیں پہچانتا تھا سب کو جانتا تھا تعارف تھا عادات و اطوار سے بھی واقف تھا اتنا واقف تھا کہ کھل کے شہزادی نے خطبہ میں کہہ دیا شہزادی کو نینؓ نے کہا ادھر میرے باپ کی آنکھیں بند ہوئیں اور ادھر پردے کے پیچھے سے شیطان نے تم کو پکارا، ایک پردہ پڑا تھا جہاں حضورؐ نے وفات پائی اس حجرے کے پیچھے ایک پردہ پڑا تھا تاریخ بھی یہی ہے کہ پردے



کے پیچھے سے اشارہ ہوا کوئی اٹھا کوئی گیا شہزادی نے خطبے میں بیان کیا خطبہ مذک میں کہ ادھر میرے باپ کی آنکھیں بند ہوئیں اور ادھر پردے کے پیچھے سے شیطان نے تمہیں آواز دی تم اس کی آواز پر اس کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ قیامت تک اب یہ کارواں شیطان کے پیچھے جائے گا جا رہا ہے شیطان نے جھوٹی قسم کھائی اور آدمؑ چلے گئے معصوم سے پوچھا درخت کیا تھا، گیہوں کا تھا انگور تھے انار تھے، کیا تھا کہا نہیں نورِ آلِ محمدؐ کا درخت تھا اللہ نے کہا تھا آدمؑ ایک منصب تمہیں دیا ہے کبھی آلِ محمدؐ کے منصب کی ہوس نہ کرنا ادھر نہ جانا، بس ادھر نہ جانا حدِ ادب ایک سرحد ہے وہاں سرحد بنی تھی دنیا میں جب وہ سرحد بنائی گئی تو چادرِ تطہیر کے ذریعے بنائی گئی اور کسی نے چادر کا کونا اٹھایا میں آ جاؤں کہا حق پر ہو لیکن یہاں نہیں آ سکتیں یہی حکم آدمؑ اور حواؑ کو تھا کہ یہاں تم نہیں آ سکتے، مگر خیر پر ہو یہ ہے راز آدمؑ سے کوئی گناہ نہیں ہوا بس ادھر چلے گئے اللہ کے منع کرنے کے باوجود اس کو کہتے ہیں ترکِ اولیٰ میں سمجھانا چاہوں گا ترکِ اولیٰ یعنی بلند چیز کو ترک کیا یعنی بہتر جو تھا بہتر کو چھوڑا کم ترکو پسند کیا یعنی اللہ کی دو باتیں ادھر نہ جانا ادھر رہو گے تو ٹھیک ہے یعنی ادھر رہو، ادھر نہ جاؤ ادھر رہنا اولیٰ ادھر جانا منصب گھٹے گا بڑھے گا نہیں، ادھر رہے تو منصب بڑھا ادھر جاؤ گے منصب گھٹا، اولیٰ روز آپ اس مسئلے سے گزرتے ہیں بازار میں کپڑا لینے گئے اس نے لٹھا دکھایا کہا کیا حساب ہے پندرہ روپے گز جی یہ تو کلف سے اکڑا ہوا ہے دھلے گا تو چھتی ہو جائے گا، اچی کوئی اچھا دکھاؤ جو دھل دھل کے بھی چکنا کھن ہو، ایسا دکھا دیجئے، کاٹن (cotton) کا زمانہ ہے گرمی میں شیروانی کا کپڑا لینے گئے لیکن کب کہیں گے آپ۔ آپ تو وہ پندرہ روپے والا خرید لائیں گے اتنا سستا کون لے، پچاس روپے میٹر کا کپڑا سستا مل رہا ہے لیکن نہیں معلوم کہ بعد میں کتے کا کفن بنے گا نہیں۔ سیب لینے گئے، پورا



ٹھیلّا اب شام کا وقت ہے خالی کرنا تھا، اجی کیا حساب لگایا اجی دور روپے کلو سیب اتنے سستے یہ نہیں پتہ کہ اندر سے سب سڑے ہی! گھر لے کر گئے تب پتہ چلا کتنا کچرے میں گیا کتنا پیٹ میں، لے آئے سستا وہی لے آئے لیکن کون فیصلہ کرے گا فیصلہ وہ کرے گا جس کا ذوق اعلیٰ ہوگا آیا نا ترکِ اولیٰ سمجھ میں، میں سمجھانا چاہ رہا ہوں یعنی آپ اپنی نجی زندگی میں ہر وہ شے پسند کرتے ہیں جو اعلیٰ ہو لیکن آپ اعلیٰ کو نہ پسند کریں اور سڑے سیب لے آئیں تو کیا گناہ ہے اگر خراب کپڑا خرید لائے تو کیا گناہ ہے یہ آپ کا ذوق پست تھا تو آپ وہ لائے تو انبیاء کا ذوق اعلیٰ ہونا چاہئے اگر اسے ترک کر دے تو ترکِ اولیٰ ہو گیا تو گناہ نہیں ہے، بس آپ سمجھ گئے میں نے سمجھا دیا، انبیاء سے گناہ نہیں ہوتا بہتر تھا کہ یہ کرتے اس نورانی درخت میں جو پھل لگے تھے وہ نورانی پھل تھے چند توڑے آدمؑ نے اور حوّا نے اور کھا لیے کھاتے ہی تبدیلی محسوس ہوئی، اللہ نے کہا اب سب کچھ چھن گیا تم سے جنت کا مکان لے لیا گیا، اللہ نے کہا جاؤ زمین پہ اب یہاں نہیں رہ سکتے۔ جنت کے درخت میں یہ ہے جتنے پھل توڑواتے نکل آتے ہیں آدمؑ کے توڑنے سے کچھ کمی نہیں ہوئی وہ درخت لگایا گیا تھا ازل سے کچھ لوگوں کے لیے کہ انہیں کھلایا جائے گا جلدی کی آدمؑ نے اور آپ کو پتہ ہے کب اس درخت کے پھل آئے جب تین روزے رکھ چکے سورہ دہر کے ساتھ درخت آیا اس درخت کے پھل اور پھر اللہ نے کہا ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں اب فرق سمجھ لیجئے یہاں اہل بیتؑ کا شکریہ ادا کیا گیا وہاں مقامِ توبہ آیا نبوتیں مقامِ توبہ پر ہیں آلِ محمدؑ مقامِ شکر پر ہیں کہ اللہ ان کا شکریہ ادا کرے یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے قرآن میں لکھا ہے سَعِیْكُمْ مَشْكُورًا (سورہ الدھر... آیت ۲۲)

نہ حدیث ہے نہ تاریخ ”اے اہل بیتؑ ہم تمہارے شکر گزار ہیں کہ تم جو کام



کرتے ہو وہ اللہ کے لیے کرتے ہو، اب فلسفہ سمجھ میں آیا کہ کام ہمیشہ اللہ کے لیے ہو، اللہ نے آدمؑ سے کہا تھا ادھر نہ جانا، کام اللہ کے لیے ہونا چاہئے ہماری مرضی رضا ہماری اب جاؤ دونوں کو الگ الگ اتارا حواؑ کو جدے میں اتارا آدمؑ کو لنکا میں اتارا وادی سرندیپ میں آدمؑ جہاں اترے وہاں ان کے قدموں کے نشان بن گئے سرندیپ کے اس پہاڑ پہ آج بھی آدمؑ کے قدموں کا نوگز کا نشان ہے لوگ دیکھنے جاتے ہیں لنکا میں دو چیزیں لنکا میں آدمؑ کے نام سے ہیں ایک پہاڑ ایک پل دونوں آدمؑ کے ہیں لنکا میں آدمؑ وادی سرندیپ میں اتارے گئے جدے میں حواؑ کو اتارا گیا چونکہ ادریسؑ کی دادی تھیں حواؑ تو جب وہاں انتقال ہوا اور قبر بنی حواؑ کی تو اس مقام کا نام پڑا جدہ کہاں جا رہے ہو؟ پوتوں سے پوچھا جاتا تھا وہ کہتے تھے جدہ کے پاس جا رہے ہیں، دادی کے پاس اس لیے اس مقام کا نام جدہ ہو گیا یعنی دادی۔ آدمؑ لنکا سے چلے لنکا میں اس لیے اتارا گیا تاکہ ساری زمینوں کی سیر کرتے ہوئے چلیں لنکا سے ہندوستان، ہندوستان سے سندھ، ایران، عراق ہوتے ہوئے عرب میں داخل ہوئے ادھر حواؑ چلی جدے سے مکے کی طرف اور ادھر سے آدمؑ چلے جہاں پہ دونوں کا آنا سا منا ہوا وہ دو پہاڑیاں تھیں، آئے سامنے دو پہاڑیاں تھیں ادھر آئیں حواؑ تو اس کا بھی نام ہوا مروہ عربی میں عورت کو کہتے ہیں تو اس پہاڑ کا نام ہوا مروہ آدمؑ کا خطاب تھا صافی اللہ تو اس پہاڑ کا نام ہوا صفا، یہ ہے صفا یہ ہے مروہ، آدمؑ نے دعا شروع کی اور رونا شروع کیا فراقِ جنت میں تیس برس روئے تو جبریلؑ نے کہا کیا دعا قبول ہوئی کہا پروردگار سے جبریلؑ جا کر کہو دعا میری کیسے قبول کرے گا جبریلؑ فوراً واپس آئے کہا وہ نام کیا بھلا دیئے پھر پکارو انہیں ناموں کا واسطہ دے کر اب جو واسطہ دیا محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کا تو خوشیاں ہو گئیں آدمؑ کے گھر میں بیٹے پہ بیٹے آ گئے

پہلا بیٹا قاتیل دوسرا بیٹا ہانیل، قاتیل ہانیل کا قاتل کیوں نکلا؟ نبی کا بیٹا قاتل کیسے ہو گیا جو کھایا تھا مرضی پروردگار کے خلاف وہ پھل پہلے بیٹے کی صورت میں سامنے آیا چونکہ اس میں شامل تھے وہ عناصر کہ ترکِ اولیٰ کیا تھا تو وہ قاتل بنا دوسرا بیٹا بعد و داسمائے آل محمد پیدا ہوا تو ان کے سائے میں پیدا ہوا تو مظلوم بنا مقتول بنا اب کہا اللہ نے ہم ان دونوں کا امتحان لیں گے قربانی پیش کرو قاتیل زراعت کرتا تھا ہانیل بھیڑیں چراتے تھے ہانیل قاتیل جو تمہارے پاس قیمتی مال ہے وہ لاؤ ہم قربانی دیکھنا چاہتے ہیں طریقہ کار یہ ہوگا کہ آگ آسمان سے آئے گی آگ جس کی قربانی کو کھا جائے گی وہ قبول ہے، قربانی جس پر آگ نہ گرے ہماری طرف سے وہ قبول نہیں ہے۔ وہ اپنے مال میں سے جو بہت ہی سزا ہوا گیہوں اور جو تھا وہ لے کے آیا اور لا کر پہاڑ پر رکھ دیا اور ہانیل کے پاس جتنے جانور تھے اس میں جو عمدہ جانور تھے اچھے اچھے جانور تھے جو عیب دار نہیں تھے، بھی دیکھ دیکھ کے قربانی کی جاتی ہے اس میں گھبراہٹ نہیں ہونا چاہئے اس لیے کہ پہلے ہانیل نے دیکھا کہ کوئی عیب نہ ہو، کا نانہ ہو، کان کٹا ہوا نہ ہو، دانت ٹوٹا ہوا نہ ہو، دانت پورے ہوں، ٹانگ کالنگڑا نہ ہو تو جب سارے عیب دیکھے جائیں گے تو سب سے بڑا عیب تو یہ ہے۔ تو ہانیل نے دیکھا اور لے آئے ہانیل کی قربانی قبول ہوگئی قرآن میں۔ کوئی لفظ قرآن سے الگ نہیں کر رہا ہوں جیسے ہی قربانی ہانیل کی قبول ہوئی ایک بار قاتیل نے غصے سے کہا تیری قربانی قبول ہوئی میں تجھے قتل کر دوں گا، یاد رکھئے جن لوگوں کی قربانی قبول ہو رہی ہے انہی کو قتل کیا جاتا ہے قاتل اپنے آپ کو پہچانے کہ قاتیل کے قبیلے کے لوگ کون ہیں؟ اور ہانیل کے قبیلے کے کون ہیں؟ تجھے قتل کر دوں گا ایک بڑا پتھر پہاڑ کا اٹھایا اور ہانیل کے سر پر مارا سر پھٹ گیا، ہانیل کی لاش گر گئی صحرا میں، قاتیل آیا آدم نے

[illegible]

<http://fb.com/ranajabirabbas>

ہوں گی آپ سے آپ دوڑتی ہوئی علیؑ کی طرف جاتی ہیں علیؑ فضائل نہیں سمیٹتے تھے فضائل علیؑ کو ڈھونڈا کرتے تھے کہ کہاں ہیں آج علیؑ فضائل مجلسوں میں علیؑ کو ڈھونڈ رہے ہیں کیا کہنا میرے علیؑ کا۔

پوری تقریر ہو جائے عشرہ ہو جائے ابھی آدمؑ پر چوتھائی پڑھا ہے۔ ماشاء اللہ یہ تو مجلسوں کا صدقہ ہے، یہ کس شان سے آدمؑ کا ذکر ہے حالانکہ آدمؑ کے معنی ہیں مٹی سرِ یانی زبان میں کہتے ہیں آدمؑ کو مٹی کیوں؟ اس لیے کہ ادیم ارض سے مٹی بنی دنیا تو پہلے کہتے تھے ادیم ارض اس لیے ادیم سے جملہ نکلا آدمؑ، جو مٹی سے بنایا گیا، مٹی سے اس لیے بنایا گیا تاکہ آگ والے کی طرح غرور نہ ہو۔ اللہ کو غرور پسند نہیں کیا کہنا کہ جو بزرگوں کی عزت، عظمت و حفاظت کرے وارث وہ ہوتا ہے جیسی تو زیارتِ وارثہ میں پکارا ہے آدمؑ کے وارث تجھ پر سلام، اے نوحؑ کے وارث حسینؑ تجھ پہ سلام یہی گھرانا تو وارث ہے انبیاءؑ کا اور سچا وارث بن کے دکھا دیا ساری نبوتوں کو حسینؑ نے کر بلا میں بچا لیا ایک ”نہیں“ کر کے ایک ”نہیں“، بیعت سے انکار کر کے سارے انبیاءؑ کی نبوتوں کی لاج رکھ لی آپ کو معلوم ہے اس دن سارے انبیاءؑ آئے تھے اور جب حسینؑ نے یہ کارنامہ کیا تو قرآن میں سورہ فجر کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ یہ سورہ امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوا ہے، اللہ نے آوازدی

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۲۷) ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (۲۸) فَادْخُلِي فِي عِبَادِي (۲۹) وَادْخُلِي جَنَّاتِي (سورہ فجر آیت ۲۷ تا ۳۰) اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف پلٹ آ میں تجھ سے راضی ہوں اور تو مجھ سے راضی ہے“

آدمؑ یہ آواز دے رہے تھے صفوت کا تاج لایا ہوں نوحؑ آواز دے رہے تھے



نجات کا تاج لایا ہوں، ابراہیمؑ نے یہ آواز دی خلت کا تاج لایا ہوں، موسیٰؑ نے آواز دی کلیسی کا تاج لایا ہوں، عیسیٰؑ نے یہ آواز دی زُہد کا تاج لایا ہوں تو محمدؐ نے آواز دی اے حسینؑ شفاعت کا تاج لایا ہوں، بس ہو گئی تقریر شعورِ عزاداری بہت ضروری ہے کہ ہم میں ذکرِ حسینؑ کا شعور بھی پیدا ہو معرفت کے ساتھ، ایسی معرفت عزاداری کے لیے آجائے۔ عزاداری کے بھی اپنے آئین ہیں اپنے آداب ہیں جب ہم یہ کہیں کہ نصرانی آئے تھے اور کہہ رہے تھے عیسیٰؑ خدا کے بیٹے تھے قرآن نے آواز دی کیسے؟ کہا باپ نہ تھے تو قرآن نے سورہ آل عمران میں آواز دی تو آدمؑ پہلے خقدار ہیں خدا کے بیٹے ہونے کے کہ ان کے نہ باپ ہیں نہ ماں ہیں تو جب کبھی ہم نے مبالغہ پڑھا تو یہ کہا کہ جب عیسائی واپس جانے لگے تو ان کا جو ہیڈ (head) تھا جو سردار تھا اس نے کہا سارے راہبوں سے ہم بغیر مسلمانوں کے نبی سے ملے ہوئے نجران واپس نہیں جائیں گے، سلامی کے لیے جائیں گے تو وقت وہ تھا کہ نبی تشریف فرما تھے اور حسینؑ زانو پہ قدم رکھے ہوئے نانا کی ریش پہ ہاتھ پھیر رہے تھے چھوٹے سے تھے حسینؑ نانا کے رخسار پہ رخسار رکھے ہوئے تھے اور نانا بار بار بیٹے کو پیار کرتے اور گلے لگاتے عجیب منظر تھا اور جب یہ روایت پڑھی میں نے جو میری پسندیدہ ہے تو گزشتہ برس حسینی مشن میں بیچ سے ایک شخص اٹھا اور اس نے یہ بدتمیزی کی اس کا نام خورشید ہے اس نے کہا کہ حسینؑ کسی کو بیٹے نہیں دے سکتے یعنی آدابِ عزاداری کچھ لوگوں میں ابھی نہیں پہنچے کہنے کو وہ شیعہ ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو اپنے آپ کو کہے علیؑ والا اس میں آدابِ عزاداری آنے چاہئیں میں پھر وہ روایت دُہرا رہا ہوں اور جب تک زندہ رہوں گا دُہراؤں گا اس لیے کہ بڑی شان ہے عیسائی بھی اس روایت کو مانتے ہیں ہندو بھی مانتے ہیں پریم چند نے بھی اپنی کتاب کر بلا میں اس روایت کو لکھا،

کافر مانے اور جو اپنے کو مسلمان کہے وہ نہ مانے اس پہ شک کرے، حسینؑ نانا کی گود میں کھیل رہے تھے، میں نے زحمت تمام کی چند لمحوں کی زحمت ہے راہب آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ اولادِ زینہ نہیں ہے، میرا کوئی بیٹا ہونی نے غور سے راہب کی پیشانی کو دیکھا کہا کیا کروں تیری تقدیر میں کوئی بیٹا نہیں ہے بس نبیؐ کا یہ کہنا تھا کہ حسینؑ نے ننھے ننھے ہاتھ نانا کی ریش کے نیچے رکھ کر کہا نانا اور دوسرے ہاتھ سے کہا نانا اس راہب کو میں نے ایک بیٹا دیا، میری جان خدا اس روایت پر اس منظر پر میں قربان، راہب تقدیر کے دورا ہے پر رکا ہوا ہے اور نانا نواسے کی بات ہو رہی ہے تقدیر تھم گئی وقت رک گیا عرش سے فرش تک صرف دنیا یہ دیکھ رہی تھی عالم ملکوت میں کہ فیصلہ کہاں رکے گا اب نانا اور نواسے کی بات ہے کہا بیٹا میرے لعل حسینؑ اس کی تقدیر میں، اس کے مقدر میں بیٹا نہیں ہے نانا ایک بیٹا اور دیا، اے حسینؑ اس کے نصیب میں نہیں ہے بیٹا کہا نانا ایک بیٹا اور دیا حسینؑ اس کے یہاں بیٹا نہیں ہوگا نانا ایک اور بیٹا دیا، نانا نہیں کہتا گیا اور سات بیٹے حسینؑ نے راہب کو عطا کر دیئے، جبریلؑ آئے اور کہا یا رسول اللہ اب نہیں مت کہیے گا اگر حسینؑ قیامت تک کہتے رہے تو اللہ وہی کرے گا جو حسینؑ کہیں گے، کبھی مجھ سے پوچھ لینا میں پوری مجلس اس موضوع پر پڑھ دوں گا کہ حسینؑ نے بیٹے کیسے دیئے اسی موضوع پر پوری تقریر ہوگی اور ثابت کروں گا بیٹا اللہ نہیں دیتا بیٹا حسینؑ دیتے ہیں سامنے کی دلیل دے رہا ہوں ابوسفیان کو بیٹا اللہ نے دیا یزید کس کا بیٹا تھا اللہ نے دیا ابو جہل کس کا بیٹا ہے اللہ نے دیا تو اللہ ایسے بیٹے بھی دیتا ہے نہیں اللہ نے اپنے ہاتھ میں نہیں رکھا ورنہ نوحؑ سے یہ نہ کہتا کہ یہ تیرا بیٹا نہیں ہے اگر اللہ نے دیا تھا تو کیوں کہا کہ تیرا نہیں ہے نہیں بیٹوں کا اختیار اللہ نے حسینؑ کو دیا آدمؑ سے لے کر قیامت تک بیٹا جب بھی ہوگا نام حسینؑ سے ہوگا اور جتنے بیٹے



یزید جیسے ہوں گے وہ سب شیطان دے رہا ہے تفسیر قرآن میں دیکھو شیطان کھینچا ہے کہ جہاں دشمن علی پیدا ہوتا ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ میں نطفوں میں سرایت کر جاتا ہوں، تفسیر قرآن میں لکھا ہے یہ حدیث نہیں ہے سمجھ گئے بیٹا حسینؑ دیتے ہیں تو آج بھی حسینؑ نے دیا اب حسینؑ کی مرضی ایک دیں دو دیں تین دیں سات دیں قیامت تک دیتے رہیں گے راہب کو یقین آ گیا، کیوں؟ مبالغے میں ابھی ابھی تو سب سے آگے حسینؑ کو دیکھ کر آئے ہیں راہبوں نے خود ہی تو کہا ہے وہ چہرے نظر آرہے ہیں اگر یہ پہاڑ کو حکم دیں تو یہ ہٹ جائیں تو جب پہاڑ ہٹ سکتے ہیں تو بیٹا دینا کیا مشکل بات ہے۔ اس کو یقین آ گیا اس نے صرف اتنا کہا حسینؑ دل چاہتا ہے کہ کبھی میرے ذریعہ میں آنا، بہت روؤ گے شام جاتے ہوئے راستے میں اس کا ذریعہ ہے اس جگہ کا نام ہی یہ ہے بستی کا نام ہے ”ذریعہ راہب“ حسینؑ! جب آنا ادھر سے گزرنا تو میرے ذریعہ میں آنا حسینؑ نے کہا ضرور آؤں گا یہ میرا وعدہ ہے میں آؤں گا کتنا خوش گیا وہ مدینے سے، ابھی محبت ہو تو آپ جیسی ہو میں آپ کی ان محبتوں کے قربان آپ کے ان آنسوؤں پر میں نچھاور آپ کی ان آوازوں کے میں صدقے جن آوازوں کو زہر اُعدا دیں میں ان پہ صدقے نہ ہو جاؤں دو چار جملے ہیں اس کے بعد تقریر ختم۔ گیارہ ہجری کا واقعہ ہے اور جب سے پچاس برس گزر گئے اکٹھ ہجری آ گیا لیکن راہب کی روز کی عادت تھی کہ جب انجیل پڑھ چکتا دوپہر کے وقت شام کے وقت جب انجیل پڑھ چکتا تو فوراً یہ بام پہ آتا اور دُور صحرا کی طرف جانے کیا دیکھتا اس کے بیٹے پوچھتے آپ یہ کیا دیکھتے ہیں ہم دیکھ رہے ہیں کئی برس سے آپ عبادت کے بعد کچھ دیکھتے ہیں، راہب نے بتایا پچاس برس کے بعد اس عبادت کے بعد بھی ایک عبادت ہے کسی کا انتظار کرنا۔ مجھے کسی کا انتظار ہے وعدہ اس کا سچا ہے اس لیے کہ جو اس نے کہا



پورا ہوا اے میرے بیٹو! دیکھو تم سات ہو تعداد میں تو ساتوں جوان بیٹے باپ کے ساتھ نکل آتے جدھر باپ دیکھتا ادھر ہی وہ دیکھنے لگ جاتے ایک رات انتظار کرتے کرتے سو گیا آنکھ جو لگی تو خواب میں حضرت عیسیٰ کو دیکھا، دیکھا عیسیٰ کے سر پہ خاک پڑی ہے کہا تو سو رہا ہے تیرے گھر تو محمد کا نواسہ آیا ہے۔ ایک دم آنکھ کھل گئی گھبراوا وہ گھبرا کر باہر آیا اب ذرا منظر دیکھیے گا صحرا میں ذریعہ بہت اونچائی پر دوسری منزل پر سیڑھیاں چڑھ کے ایک بار باہر جو نکلا تو زینے کے قریب آیا تو دیر کی دیوار تھی، جب جانا زیارت کرنا مجید صاحب بیٹھے ہیں اس سال زیارت کر کے آئے ہیں اور یہ بتایا کہ جو آپ مجلس میں بیان کرتے ہیں وہی منظر وہاں دیر راہب پہ دیکھا، کہ جو دیوار ہے دیر کی اس کے ساتھ نیزوں پہ کچھ سر کھڑے کئے گئے کچھ مشعلیں جل رہی تھیں ان کے سائے میں یہ نظر آیا کہ کچھ بیبیاں منہ پر بال ڈالے زمین پر گھیرا بنائے بیٹھی تھیں اور دُور دُور لشکر گھوڑوں پہ سوار پھیلا ہوا تھا، راہب زینے سے اتر اترنے سے اتر کر اس نے دیکھا نیزوں پر کئے ہوئے سر ایک ایک سر کو غور سے دیکھتا ہوا آگے بڑھا مڑ کر شمر سے کہا کچھ دیر کے لیے یہ سر مجھے دے دے کہا یہ سر تو بہت قیمتی ہے یہ حاکم کو پیش کیا جائے گا یہ ہم تمہیں کیسے دے دیں کہا ہمیں ایک رات کے لیے دے دو اس نے کہا نہیں سر نہیں دے سکتے راہب واپس گیا جا کے صندوق کھولا کچھ درہم و دینار پڑے تھے، سکے چاندی سونے کے دامن میں بھر کر لایا اور کہا سارے سکے تمہارے مجھے چند لمحوں کے لیے یہ سر دے دو سپاہی سکوں پہ ٹوٹ پڑے شمر نے کہا اچھا ملے جاؤ جلدی واپس کر دینا دوڑ کر نیزے پر سے سر کو اتار ا جملہ دوں کہا آقا کتنے دن کے بعد سواری سے اتر رہے ہو۔ رولو جتنے چاہے آنسو بہا لو راہب سر لے کے چلا اس حجرے میں آیا جہاں پہ عبادت کرتا تھا مسند بچھی تھی اور جس تخت پر انجیل رکھی تھی انجیل کو ہٹایا ہٹا



کے دوسری جگہ رکھا اور اس جگہ جہاں انجیل رکھی تھی وہاں سر کو رکھ دیا دوڑ کر گیا گلاب کا عرق لایا اور لانے کے بعد چھڑک کر کٹی ہوئی رگوں کو دیکھنے لگا، ایک بار دوزانوں ہو کے ادب سے بیٹھا دونوں ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا یہ تو میں جان گیا کہ تو کسی برگزیدہ ہستی کا سر ہے لیکن تیری ان رگوں سے اور خشک ہونٹوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تجھے آخر وقت تک پانی نہیں پلایا گیا تجھے پیاسا مارا گیا بھی جملہ سنئے گا اور تیری آنکھوں کے حلقے بتاتے ہیں کہ پہلے تیری جوان اولاد کو مارا گیا اللہ اللہ تجھے بہت ظلم سے مارا گیا اے سر تو ہی بتا دے کہ تو کون ہے رات کو مجھے عیسیٰ نے خبر دی کہ کوئی مہمان آیا ہے میں سمجھا خود عیسیٰ آگئے لیکن میں نے تمہارا سر پایا اب تم بتاؤ کون ہو، جواب نہ ملا تو ایک بار اس نے آواز دی تمہیں تمہارے حق کی قسم مجھے بتاؤ تم کون ہو؟ سوکھے ہونٹ ہلے آواز آئی نانا کی گود میں نواسے کو دیکھا تھا سات بیٹے دیئے تھے کہ ایک بار چلا کر کہا قسم کھاؤ تم حسینؑ ہو، کہا وعدہ کیا تھا تو آیا ہوں۔ تم حسینؑ ہو ایک بار بالوں کو نوچا سینے پہ ہاتھ مارا کہا تمہیں قتل کر دیا گیا اے حسینؑ تم تو بیٹے دیتے ہو تمہیں کیوں مارا گیا؟ کہا صرف مجھے نہیں میرا پورا گھرانہ کا ٹا گیا وہ دیکھو جا کے راہب ایک نیزے پر میرا علی اکبرؑ ایک نیزے پر میرا قاسمؑ کا ایک نیزے پر عباسؑ اور ایک بار کہا راہب جو جانا تو آنکھیں بند کر لینا میری بہن زینبؑ کھلے سر ہے ماتم حسینؑ، حسینؑ حسینؑ!





چوتھی مجلس علی وارث ادریسؑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے

چودہ سو بائیس ہجری کے عشرہ چہلم کی چوتھی تقریر آپ حضرات سماعت فرمائیں گے۔ ”علی وارث انبیاء“ کے موضوع پر، موضوع جب تک ٹھکتا نہیں ایک بے چینی رہتی ہے کہ موضوع کیا ہے لیکن اب چوتھی تقریر تک ہم پہنچے تو کم از کم یہ اندازہ ہو گیا کہ موضوع کا رخ کیا ہے اور جب یہ معلوم ہو جائے کہ تقریروں کا خاکہ کیا ہوگا تو پھر سننے میں سماعت میں کوئی وقت محسوس نہیں ہوتی اور پھر خوشی اس بات کی ہوتی ہے کہ خاصی تعداد میں ماشاء اللہ نوجوان مجلس سنتے ہیں ان کا دل و دماغ شاداب نیا اور پھول کی طرح کھلا ہوا ہوتا ہے اور بزرگوں کے لیے یہ ہے کہ وہ سماعت میں نوجوانوں کے شریک ہو جاتے ہیں اور یہ بات میں نے بارہا کہی ہے کہ تقریر خطیب نہیں کرتا، مقرر نہیں کرتا بلکہ سامعین اس سے تقریر کرواتے ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے کہ ذکر ایک کشتی ہے ناؤ ہے اور سامعین جو ہیں وہ اس کے کھینچنے والے ہیں وہ چلائیں گے تو کشتی چلے گی وہ روک دیں گے تو کشتی رُک جائے گی تو ان بازوؤں میں جتنا دم ہے اتنا ہی تو وہ پتوار کو پانی سے مقابلہ کر کے کشتی بڑھائیں گے تو ذکر سامعین کے بازوؤں کا دم دیکھتا ہے سامعین ذکر کے



سینے کا دم دیکھتے ہیں تو یوں یہ ذکر حسینؑ کی کشتی نجات صدیوں سے چل رہی ہے ذکر تھا آدمؑ کا پہلے بشر پہلے نبی حضرت آدمؑ سے نسل انسانی آگے بڑھی دنیا کی تعداد تمام ملکوں میں پھیل گئی زمینوں پر انسان آباد ہو گئے کہ زمین کے مالک وہی قرار دیئے گئے وراثت میں آدمؑ کی اولاد نے زمین پائی اور شہر آباد کئے لیکن جیسے نبوت آگے بڑھ رہی تھی اور انبیاءؑ آرہے تھے ارتقائے ذہن ہو رہا تھا اور بشر کی عقل کا امتحان ہو رہا تھا تہذیب، تمدن، ثقافت کی طرف انسان بڑھنا چاہتا تھا۔ حضرت آدمؑ کے پوتے جناب ادریسؑ کے عہد تک انسان کا لباس درخت کے پتے تھے ابھی انسان کپڑے سے واقف نہیں ہوا تھا جناب ادریسؑ وہ پہلے نبی ہیں کہ جنہوں نے کپڑا بنانا سکھایا صرف کپڑا بنانا ہی مسئلہ نہیں تھا کپڑے کو کاٹ کر سینا بھی مسئلہ تھا تو کپڑے سے لباس کیسے تیار کیا جائے اس کے موجد بھی حضرت ادریسؑ قرار پائے۔ نام ان کا حضرت اخنوخؑ تھا ادریسؑ ان کا لقب ہے، زیادہ تر انبیاءؑ کے اصل نام پردے میں چلے گئے لقب سے مشہور ہو گئے جیسے حضرت نوحؑ کا نام عبدالاعلیٰ عبدالشکور، عبدالغفار تھا، لیکن نوحؑ ان کا لقب پڑ گیا رونے کی وجہ سے نوحہ کرنے کی وجہ سے اسی طرح ان کا نام اخنوخؑ تھا لقب ادریسؑ تھا ادریسؑ اس لیے لقب ہوا کہ پہلی بار انہوں نے درس گاہ کھولی اور تدریس کا کام شروع کیا گویا دنیا کے پہلے پروفیسر (profesor) تھے اور پہلی یونیورسٹی (university) قائم کرنے والے تو درس سے تدریس سے ادریسؑ بنا وہ جو درس دیتے ہیں جو علم سکھاتے ہیں تو تقریباً دو سو علم ادریسؑ نے انسانوں کو دیئے جس میں علم حیات سائنس بھی ہے سیارہ شناسی بھی ہے فلسفہ بھی ہے منطق بھی ہے علم کتاب بھی ہے، حروف کا علم ہے، علم لسانیات ہے پہلے تو مسئلہ یہ تھا کہ حروف بتائیں جائیں تو جو پہلا صحیفہ اُترا حضرت ادریسؑ پر ابتدائی تعلیمات سے متعلق تھا۔ اس میں حروف

سمجھائے گئے۔ ابجد، ہوز، حلی، کلمن، سفص، کلیمن، قرشت، ٹخذ، ضفغ یہ کل حروف عبرانی زبان کے ہیں اور سب کے عدد مقرر کئے گئے ابجد الف کا ایک ”ب“ کے دو ”ج“ کے تین ”د“ کے چار ہوز ”ھ“ کے پانچ ”و“ کے چھ ”ز“ کے سات حلی ”ح“ کے آٹھ ”ط“ کے نو ”ی“ کے دس اب جب کلمن آیا اب دس کے بعد گیارہ نہیں آیا بلکہ ”ک“ کے بیس ”ل“ کے تیس ”م“ کے چالیس ”ن“ کے پچاس قرشت ”ق“ کے سو ”ر“ کے دوسو ”ش“ کے تین سو ”ت“ کے چار سو، ٹخذ ”ث“ کے پانچ سو ”خ“ کے چھ سو ”ذ“ کے سات سو ”ضغ“ ”ض“ کے آٹھ سو ”ظ“ کے نو سو ”غ“ کے ہزار یہ ایک سے لے کر ایک ہزار تو اعداد ماہیت شکل اور صورت تو حرف اگر بتا دیئے جاتے تو یاد کرنا مشکل تھا تو کوئی حرف آیا آپ لکھتے ہیں الف تو اس طرح نہیں لکھا گیا بلکہ ہر حرف کی تصور مکمل کی گئی کہ ہم الف کس کو کہیں گے ”ب“ کس کو کہیں گے ”ج“ کس کو کہیں گے ”د“ کس کو کہیں گے تو شکل مقرر کر لی گئی، الف کی جگہ گائے کے سر کی تصویر بنائی گئی عبرانی میں گائے کے سر کو ”الف“ کہتے ہیں ”ب“ بیت گھر بنا دیا گیا بیت معنی ”ب“ یعنی گھر نقطہ گھر کا مالک۔ اب شکلوں میں سارا اضافہ نقطوں کے ذریعے کیا گیا یعنی اہم چیز نقطہ قرار پا گیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ جب الف بنا تو نقطوں سے بنا، جب قلم آپ نے کاغذ پر رکھا تو قلم نے پہلے کیا بنایا نقطہ اب کھینچی لکیر تو نقطے کے بعد نقطے، نقطے کے بعد نقطے تو ہر حرف کی پہچان نقطے کو قرار دیا ایک نقطہ ہو جائے تو ”ب“ دو ہو جائیں تو ”ت“ تین ہو جائیں تو ”ث“ شکلیں سب کی ایک طرح کی ہیں، فرق نقطوں سے ہو رہا ہے اب دوسرا رخ شروع ہوا ”ج“ کہتے ہیں عبرانی میں اونٹ کو بیٹھا ہوا اونٹ۔ نقطہ اونٹ کا مالک ہے۔ اب ”ج“ سے جتنے حرف آئیں گے سب ایک طرح کے، فرق ہو جائے گا نقطوں سے، نقطہ پیٹ میں تو ”ج“

نقطہ نہیں ہے تو ”ح“ اوپر نقطہ ہے تو ”خ“۔ پھر نیاروٹ آیا، ذ، نقطہ ہے تو ”ذ“ نہیں تو ”ڈ“ ”ز“ اور ”ز“ ایک طرح کے، نقطہ نہیں ہے تو ”ر“ اور ہے تو ”ز“ ”س“ ش“ فرق کا ہے کا، نقطے کا، یہ ”س“ ہے یہ ”ش“ ہے تو نقطے ہی سے تو ”س“ ش“ پہچانا جاتا ہے جن لوگوں کے پاس نقطہ ہے وہ ”ش“ ہیں جن کے پاس نہیں وہ ”س“ ہیں ”ص، ض، ط، ظ“ ایک ایک طریقے کے لیکن نقطے سے فرق پتہ چلتا ہے یعنی کام کون کر رہا ہے نقطہ، بات ”ب“ یہ رُکی تو ختم نقطے پہ ہوئی، یعنی نقطے سے ہی سب کچھ شروع ہوتا ہے ختم بھی۔ چاہے وہ صحیفہ ادریس ہو یا آج کا کمپیوٹر ہو۔ ابجد یاد دلاؤ ادریس اس قوم کو کہ تمہارا پہلا سبق باقی ہے، ابجد، جد، باپ دادا، بھول نہ جانا باپ دادا کو باپ تھے آدم نبوت شروع ہو گئی۔ بزرگوں کو یاد رکھنا پہلا سبق کیا ہے باپ دادا، یعنی ادریس یاد دلاؤ قوم کو کہ پہلا سبق تمہارا ہے باپ اور دادا تو اگر باپ دادا کافر ہوتے تو سبق کیوں رکھا جاتا؟ آدم کے پوتے ادریس کے باپ دادا تو کتاب کا ایک جوبن جائے اور آخری نبی کا بھی پہلا سبق اب اور جد ہو گا جس نے اب وجد کو چھوڑ دیا اس کی سمجھ میں کتاب نہیں آئے گی اس لیے کہ کہتے ہیں بھی ابجد شروع کیا ہے ابجد ان کا پہلا سبق کہا ابجد تو ادریس نے درس دینا شروع کیا سکھانا شروع کیا علوم سکھائے درس گاہ بنائی اس لیے سورہ مریم میں اللہ نے ارشاد فرمایا کلام پاک میں قرآن میں اپنے نبی سے وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدرِيسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا (سورہ مریم... آیت ۵۶) ذکر کرو اس کتاب میں اے حبیب ادریس کا جو ہمارے سچے نبی تھے صدیق نبی تھے، علم کی منزل جب آتی ہے تو لفظ صدیق لفظ صادق استعمال ہوتا ہے علم کی حقیقت کیا ہے سچائی یعنی علم میں جھوٹ نہیں آ سکتا اس لیے کہا جائے گا جب علم کا سمندر بہنے لگے علم کا دریا بہنے لگے تو جعفر کے معنی نہر ہے۔ نہر کی طرح جب علم بہنے لگا تو فوراً

شرط لگا دی جعفر صادقؑ یعنی علم سچا اب جو مقابل پر آئے گا وہ علم سچا نہیں ہوگا اس عہد کا ایک ہی امام ہے جسے صادق کہتے ہیں۔ دوسرا مقابل میں آئے گا تو وہ صادق نہیں ہوگا، یہ ہے صادق، علم کی صداقت یہ ہے کہ بلندی تھی۔ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا (سورہ مریم... آیت ۵۷) ہم نے ادریسؑ کو بلند کیا، اتنا بلند کیا اتنا رفیع کیا انہیں کہ ہم انہیں مکان علیؑ کی طرف لے گئے، نہیں سمجھے آپ تین تقریریں سن چکے، بلندیاں سفر کرتی ہیں علیؑ کی طرف۔ سورہ مریم، ہم ادریسؑ کو لے گئے مکان علیؑ کی طرف، ادریسؑ کی قوم کا ہے کو علم سیکھتی، حضورؐ کے دور میں جب نبوت شباب پہ پہنچ گئی اور آخری نبی آ گیا تو ضد کا یہ عالم تھا کہ بعد نبی علیؑ کو نہیں مانا، ادریسؑ کے دور میں تو ابھی انسانیت شروع ہوئی ہے کل بیس آدمی آئے پڑھنے کے لیے لاکھوں میں ہزاروں میں ادریسؑ کے پاس صرف بیس آدمی علم حاصل کرنے آئے، کیوں اس لیے کہ سب دولت کی طرف تھے ضحاک بادشاہ کی طرف تھے۔ جس کی بیوی عزارتہ سارا انتظام سنبھالتی تھی سلطنت کا اب جس پر بھی وہ حملہ کر دے جو بھی وہ ضد کرے باہر نکلا ایک عبادت گزار کی زمین پسند آگئی کہا یہ زمین ہمیں دے دو، کہا اس پہ ہمارا مکان ہے تجھے کیسے دے دیں غصے میں گھر گیا بادشاہ نے بیوی سے کہا اس نے کہا ہم انتظام کئے دیتے ہیں چالیس آدمی بلاؤ اور اس کو بھی بلاؤ چالیس آدمی یہ گواہی دیں کہ یہ تم کو رب نہیں مانتا۔ جب چالیس گواہیاں مل جائیں، اب وہ رب تو بیس آدمیوں اور ادریسؑ کا تھا یہ تو اکثریت کا رب تھا، ہر دور میں مسئلہ اکثریت کا رہا پر یہ عجیب بات ہے کہ اللہ کو بھی لطف اسی میں لطف آتا ہے کہ ہمارا جو گروپ ہوگا وہ مختصر اور اقلیت میں ہوگا کبھی اللہ نے یہ چاہا ہی نہیں کہ ہم اکثریت میں ہو جائیں۔ بیس سے شروع کیجئے بدر کے تین سو تیرہ اور کر بلا کے بہتر میں دیکھتے چلے جائیے اکثریت اکثریت اور حق سمٹا ہوا،



مختصر سا۔ تو اکثریت ظاہر ہے کہ بادشاہ کو خدا کہتی ہے۔ اُس مومن کو قتل کر دیا گیا اللہ نے وحی کی اور لیسؑ کو کہ جاؤ اُس کو منع کرو کہ یہ ظلم نہ کرے اور لیسؑ آئے اور اس کو سمجھایا اور کہا کہ خدا تو نہیں ہے، اللہ ہمارا رب ہے۔ انسان رب نہیں ہو سکتا، بادشاہ کو غصہ آیا پھر بیوی سے مشورہ کیا بیوی نے کہا اس کو بھی قتل کر دو ورنہ یہ تمہارا دین خراب کر دے گا اور لیسؑ علم پھیلا رہا ہے اگر سب عالم ہو گئے تو پھر تمہیں کوئی خدا نہیں مانے گا تو دولت اور شاہی جہالتوں سے اپنے آپ کو منواتی ہے۔ اگر جاہلوں کی اکثریت نہ ہوتی اگر عالم اسلام میں سب علم کو جان گئے ہوتے تو کیا مجال بعد نبی شہرِ علم کے دروازے علیؑ کو چھوڑ کر مسلمان ایک جاہل کے پیچھے چل پڑتے کھلی سی بات ہے کہ علم کو کس نے سمجھا ہے۔ بادشاہ نے کہا اور لیسؑ کا پیچھا کرو، اس کو پکڑ لو، قتل کر دو، حضرت اور لیسؑ اپنے لوگوں کو لے کر ایک غار میں چلے گئے۔ ظاہر ہے کہ مقابلے کی طاقت جب ہوتی جب لشکر بناتے لڑتے فاتح تو تھے نہیں حکم جہاد تھا نہیں اور اتنی بڑی طاقت سے مقابلہ کرنا ہے لیکن حق کبھی ڈرتا نہیں غیب میں تو چلا جاتا ہے۔ خوفزدہ نہیں ہوتا تحفظ تو کرتا ہے اپنے لوگوں کا غیب میں جا کے، ڈرتا نہیں ہے، انبیاء کو خوف نہیں ہوتا اولیاء کو خوف نہیں ہوتا اور لیسؑ نے کہا پروردگار یہ راہِ راست پہ نہیں آ رہے بس! میں کہتا ہوں کہ ان کا کھانا اور پانی بند کر دے، ان پہ قسط کا عذاب ڈال دے ان پہ روٹی بند کر دے ان پر پانی بند کر دے نہ آسمان سے پانی برسے نہ کھیتیاں لہلہائیں، نہ دانہ اُگے نہ روٹی پکے۔ تم میرے صدیق نبی ہو، صدیق انبیاء، تم جو کہو وہ ہو جائے صدیق کی کیا تعریف ہے قرآن میں یوسف کو صدیق کہا اور لیسؑ کو صدیق کہا تو صدیق کے کیا معنی جو کہہ دے وہ فوراً ہو جائے جیسی تو کہہ چکا تھا کہ میرا صدیق نبی ہے اور لیسؑ تم نے کہا وہ ہو گیا اب پانی نہیں برسے گا دانہ نہیں اُگے گا روٹی بھی بند اور پانی بھی بند، اب رعایا بھوک



اور پیاس سے تڑپنے لگی اور لیس نے بیس برس اس غار میں گزار دیئے اب ظاہر ہے کہ جب کھانا پانی بند ہو گیا تو اور لیس کے پاس کہاں سے آئے گا کھانا پانی ملک میں اناج نہ ہوگا پانی نہ ہوگا تو اللہ نے کہا تمہارا کھانا ہمارے یہاں سے آئے گا دونوں وقت ملائکہ روٹی اور پانی لے کر آتے۔ ادھر رعایا کا یہ حال تھا کہ اللہ نے یہ وحی کی تھی کہ ہم اس بادشاہ کو ذلیل کریں گے رُسوا کریں گے اور اس کی عورت کا گوشت کتے کھائیں گے کچھ ایسا ہی ہوا کہ بادشاہ بھی مرا اس کی بیوی بھی رسوا ہوئی پھر رعایا نے سوچا اب کیا کریں تو انہوں نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے گریہ وزاری شروع کی اور سجدے میں گر گئے کہا کہ ہم نے اور لیس کے خدا کو مانا ہماری بھوک دُور کر ہمیں روٹی دے ہمیں پانی دے۔ بیس برس کے بعد اللہ نے کہا اور لیس قوم کے لوگ گریہ وزاری کر رہے ہیں اور رورہے ہیں ہماری بارگاہ میں، تم سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تم نہیں کہو گے نہ ان کی روٹی کھلے گی نہ ان کا پانی کھلے گا، پتہ چلا کہ کچھ ہستیاں ایسی بھی ہیں جو روٹی اور پانی دیتی ہیں۔ اللہ انتظار کرتا ہے کہ تم کہو تو دیں۔ اہل بیت سے رزق نہ مانگو اللہ سے مانگو اللہ کہہ رہا ہے رزق دینے والوں کا خیر میں ہوں بہت سے لوگ رزق دے رہے ہیں شرک نہیں ہے قرآن میں ہے اور لیس نے کہا ان کا کھانا پانی نہیں کھلے گا اب وعدہ تو اللہ کر چکا منع کر دیا تو منع کر دیا۔ غور نہیں کر رہے آپ! اللہ یہ کہہ رہا ہے اور لیس سے کہ ان کا کھانا پانی کھول دیں اور لیس کہہ رہے ہیں نہیں تو اب اللہ کھول نہیں سکتا۔ بھئی قرآن کے قصے ہیں۔ انبیاء کے قصے ہیں قصص الانبیاء ہے مسلمانوں نے لکھا ہے غور کریں سچ اور جھوٹ کا فیصلہ خود کریں، تو اگر یہ کہہ دیں تو ہو جائے اللہ مان لے۔ یہ منع کر دیں تو اللہ مان لے تو اس میں کون سی حیرت کی بات ہے کہ بیٹا نہیں ہونے والا تھا امام حسینؑ نے کہا ہو جائے گا ان کے ہاں اور نہیں پر تقدیر الہی



کافاذ ہو جاتا ہے گویا تقدیر الہی یہ ہے، یہ ہے تقدیر الہی۔ اور ان کے ہاں اور نہیں پر تقدیر کائنات چل رہی ہے۔ اس لیے انبیاء کے قصے سناؤ۔ اے حبیب قرآن میں بار بار قرآن کے قصے سنائیے تاکہ انسان بہک نہ جائیں۔ توحید کو توحید کے مقام پہ رکھیں انبیاء کو انبیاء کے مقام پہ رکھیں ہماری ناز برداری ہے ٹھیک ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ مخلوق بہت تڑپ رہی ہے کچھ ہم بھی سوچیں گے اب تڑپ رہی ہے مخلوق اللہ نے کبھی یہ چاہائی نہیں کہ اس کی مخلوق بھوکوں مرے، اس نے کبھی بھوکوں پہ رزق بند نہیں کیا یہ تو نبی کی ایک ادھنی ناز تھا ورنہ اللہ کبھی کسی کا کھانا پانی بھی بند کرتا ہے۔ بُت پرستوں کو بھی روٹیاں دی ہیں اللہ نے فرعون اور نمرود خدا بنے ہیں تب بھی روٹی دی ہے روٹی تو بند نہیں کی پانی تو بند نہیں کیا یہ ناز تھا اور لیس کا۔ یہ علم کا ناز تھا جس سے علم کا کام اللہ لیتا ہے وہ جو چاہے کہے اللہ کہتا ہے بس وہی ہوگا جو تم کہہ رہے ہو، اس میں کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے کہا اچھا! منع کر دیا، اور لیس نے کہا نہیں میں نہیں چاہتا کہ ان کا پانی کھانا کھلے ایک دن اور لیس کے پاس وہ جو کھانا لے کے فرشتہ آتا تھا وہ نہیں آیا رات ہو گئی اور لیس نے سوچا کیوں نہیں آیا دن کا کھانا تو گیارہ آئی، نہیں آیا دوسرا دن آیا، نہیں آیا جب تیسرا دن آیا، کہا پروردگار تین دن ہو گئے نہ کھانا آ رہا ہے تیرے یہاں سے نہ پانی، کہا کیوں بھوک کو کیسا محسوس کیا تم نے پیاس کو کیسا محسوس کیا تم نے ہمارے بندے پیاسے اور بھوکے تڑپ رہے ہیں اور تم یہاں کھانا کھاؤ پانی پیو، ہم نے کہا کھول دو تم نے کہا نہیں تو جب سب بھوکے پیاسے رہو تو تم بھی بھوکے پیاسے اب بھی کہہ دیتے کہ کھول دے، اب مسئلہ دوسرا ہو جاتا ہے اللہ نے کہا اچھا اللہ نے اب نہیں کہا کہ کہو۔ اللہ نے اب کہا کہ اب تم خود جاؤ اور اپنا رزق تلاش کرو، خود پانی تلاش کرو۔ چلے اب جو شہر کی آ کے حالت دیکھی بیس برس

سے تو دیکھا ہی نہیں تھا اللہ نے چاہا کہ آئیں دیکھیں شہر میں آئے دُور دُور تک سارے ستور ٹھنڈے پڑے ہیں اور اگر ہوٹل اُس زمانے میں ہوں گے تو سارے اُلٹے پڑے ہوں گے۔ جب گیہوں نہیں تو روٹی کہاں سے ہوگی۔ چشمے کنویں سب سوکھے پڑے ہوں گے ایک جھونپڑی کے پاس رُکے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت نے ابھی ابھی انگاروں پہ دو روٹیاں پکائی ہیں، رُک گئے کہنے لگے اس میں سے ایک روٹی ہم کو کھلا دو ہم بہت بھوکے ہیں بوڑھی نے کہا تم کو کھلا دیں؟ ایک ہماری ہے ایک دونوں بچوں کی ہے آدھی آدھی دیں گے دونوں کو اگر ہم اپنے حصے کی تم کو دیں تو ہم مرجائیں اور بچے کے حصے کی دے دیں تو بچے مرجائیں، کہا نہیں کچھ ٹکڑا اس میں سے دو جب بہت سر ہو گئے تو بڑھیا نے کہا میں اس میں سے آدھی تمہیں دیتی ہوں تم کھا لو آدھی توڑ کر ان کو دے دی۔ ایک بچہ اتنا رویا وہ سمجھا کہ میرا حصہ کھا گیا۔ اتنا رویا اتنا رویا اتنا چیخا کہ اپنے کو ہلاک کر لیا مر گیا۔ روٹی مل کہاں رہی تھی یہ تو بچے کو بھی معلوم تھا کہ آدھی یہ کھا گئے تو وہ اب گئی میرے حصے کی وہ مر گیا۔ بڑھیا نے کہا تم نے ہمارا بچہ مار ڈالا نا کہا نہیں تمہارا بچہ زندہ ہو جائے گا دو رکعت نماز پڑھی بیٹھ گئے دوزانود دعا کی کہا پروردگار اس بڑھیا کے بچے کو زندہ کر دے اس کا احسان ہے میرے سر پہ۔ اللہ کو یہ پسند ہی نہیں کہ میرے نبی پہ کسی کا احسان ہو اللہ فوراً احسان اُتارتا ہے۔ ارے ہمارے نبی پہ بڑھیا نے احسان کیا، ہاں ہاں زندہ، وہ زندہ ہو کے بیٹھ گیا۔ بڑھیا نے کہا تم کون ہو کہا ادریسؑ، وہ دوڑی بستی کی طرف کہا ادریسؑ آ گئے، ادریسؑ آ گئے مجمع دوڑ پڑا ڈھونڈ رہے تھے سب کہ گئے کہاں ایک دم سے، جب پتہ چلا ادریسؑ آ گئے تو سب آ گئے کہا دعا کرو ہمارے لیے کہ بارش ہو جائے، اللہ ہمیں پانی دے ہمیں اناج دے کہا نہیں اب جو موجودہ بادشاہ ہے تمہارا وہ ننگے سر ننگے پیر اپنے وزراء کو



لے کر ہمارے پاس آئے اور آ کے معافی مانگے، تب ہم دعا کریں گے اور تب بارش ہوگی۔ وہ گئے بادشاہ نے کہا ہم ننگے پیر تمہارے پاس آئیں گے، ہم تمہیں قتل کر ادیں گے، دیکھئے معاملہ ادریسؑ نے کہاں پہ لا کے روکا یعنی شاہی آئے نبوت کے پاس یہ کہتی ہوئی کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ اللہ نے کہا بھی ادریسؑ کا اب دل بھر گیا ہے دنیا سے، ملک الموت کو بھیجا کہ سات سو تہتر برس کے تم ہو گئے، بس اب تمہارا آخری وقت آ گیا۔ ملک الموت آیا کہا آپ کا وقت قریب آ گیا روح قبض کرنے آیا ہوں، کہا جاؤ جا کے کہو کوئی دوست کی بھی جان لیتا ہے، بھی یہ شروع کے نبی ہیں محبت کے کام ہیں۔ محبتیں ہیں اللہ کی اب کوئی جل رہا ہے تو حضرت ادریسؑ سے جلے آدمؑ سے جلے نوحؑ سے جلے ہم تو ابھی چودہ سو سال بعد کی بات ہی نہیں کر رہے ہیں۔ ہم تو ہزاروں برس پرانی بات کر رہے ہیں۔ کہا اچھا چھوڑو ادریسؑ کو چھوڑ دو۔ دوست ہیں پوری دنیا کی سیر کو نکلے بہت سے شہر آباد کئے اہرام مصر کو تعمیر کروایا دواہرام انہوں نے بنائے اور آنے والے نے اس کی نقل میں بعد میں بنائے، حضرت یوسفؑ کے دور میں یہی اہرام مصر استعمال ہوئے غلہ رکھنے کے لیے۔ یہ بنے اس طرح تھے کہ اگر اس میں غلہ رکھا جائے تو سڑ نہیں سکتا تھا اب یہ بات میں آپ کو کیسے سمجھاؤں، جنہوں نے اہرام مصر دیکھا ہو وہ سمجھیں گے، کہ تلو نے بنے ہیں یعنی تین کونے ہیں ایک دودھ آتا ہے ڈبے میں اس کی شکل دیکھی ہے آپ نے تین کونے ہوتے ہیں یہ اہرام مصر سے نقشہ لیا ہے اس میں دودھ نہیں سڑتا، دیکھیں کتنی آسانی سے میں نے سمجھا دیا۔ جس نے اہرام مصر نہ دیکھا ہو وہ بھی سمجھ جائے مہینوں رکھا رہتا ہے نہیں سڑتا اس میں اگر لاش بھی رکھی جائے تو نہیں سڑتی۔ تو اہرام مصر میں میاں رکھی ہیں، بکتی ہیں۔ پکڑی جاتی ہیں دعوے دار ہوتے ہیں، کروڑوں روپے میں بکتی ہیں۔ لیکن محفوظ۔



سلوئی کہا علیؑ نے منبر مسجد کوفہ پر تو لوگ اٹھ اٹھ کر سوال کرتے رہے۔ ایک شخص اٹھا کہا علیؑ بتائیے اہرامِ مصر کو کتنے برس ہو گئے بنے ہوئے، صدیاں گزر گئیں۔ بنانے والے ادریسؑ۔ کسی نہیں بتایا۔ بتائے وہ جو وارثِ انبیاء ہو، کہا کہ کوئی گیا ہے مصر۔ کچھ لوگ کھڑے ہوئے کہ ہم گئے ہیں۔ پوچھا کہ اہرام پہ کوئی تصویر بنی ہوئی ہے کہا ہاں، کہا یہ تصویر ایک گدھ ہے اُس کی چونچ میں سرطان (کیکڑا) ہے کہا کہ سنو! اہرامِ مصر جب بنا کہ جب طائرِ نرسیارہ سرطان میں آیا، برجِ سرطان میں آیا۔ اس سال بنا اور برج دو ہزار برس کے بعد طائرِ نسر آتا ہے برجِ سرطان میں اب طائرِ نسر جدی میں ہے اس طرح بارہ ہزار برس گزر چکے اب تک بنے ہوئے اب کوئی سن بتا دے علیؑ کے علاوہ ادریسؑ نبی ہیں علیؑ وارثِ نبی ادریسؑ نے بتایا بارہ ہزار برس کے دوران کسی نے نہ بتایا کہ اہرامِ مصر کو کتنے برس ہو گئے کوفہ کی مسجد کے منبر سے علیؑ نے بتایا واپس آئے عراق کی سرزمین پہ، مکان ان کا تھا آج جب آپ زیارت کرتے ہیں مسجدِ سہلہ کی وہ اصل میں ادریسؑ کا گھر ہے اور یہاں کپڑا سینے کا کام کرتے تھے۔ سیر کر کے پھر واپس آئے وہی پیشہ خیاطی کا اختیار کیا۔ تو ان کا خطاب ہے خیاط الانبیاء یعنی انبیاء میں کے درزی۔ حضرت نوؑ نے ان کے بعد حضرت نوؑ ان کے پوتے تھے وہ بڑھئی تھے نجاری کا کام کرتے تھے کشتی بنائی انہوں نے یہ ایک ایک چیز کا تعارف ہے، حضرت آدمؑ زراعت کرتے تھے انہوں نے یہ طریقہ بتایا۔ نوؑ نے لکڑی کا کام بتایا۔ ادریسؑ نے کپڑا سینا بتایا۔ اب جیسے جیسے نبی بڑھیں گے ویسے ویسے ایجادات بڑھتی جائیں گی کچھ دن کے بعد پھر ادریسؑ کے پاس ملک الموت کو بھیجا گیا کہا گیا اب آ جاؤ۔ کہا ہم تو نہیں جائیں گے کہا یہ کیا بات ہوئی کہ ایک بار پوچھا گیا اور پھر پوچھا جا رہا ہے کہ دوست کی جان لے لی جائے، دوست بھی



کہیں دوست کی جان لیتا ہے۔ ملک الموت نے کہا اور میں یہ کہہ رہے ہیں پروردگار اب تو بتا کیا کریں وہ تو کہتے ہیں کہ دوست بھی کہیں دوست کی جان لیتا ہے، اچھا ان کو زندہ ہی لے آؤ، پروں پہ بٹھا کہ لے آؤ، لے آئے ملک الموت! اب آیت پھر پڑھ رہا ہوں وَرَقَعْنَاهُ مَكَائًا عَلِيًّا (سورہ مریم... آیت ۵۷) ”ہم نے انہیں بلند کیا رُفیع کیا مکان بلند کی طرف۔ مکانِ علیؑ کی طرف ہوگا کوئی نام مکانِ علیؑ ہوگا کوئی بلند مقام، علیؑ کے معنی بلند ہے۔ وہاں لے جایا گیا کہا ملک الموت میں مرنا نہیں چاہتا لیکن ایک بار موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں اور پتہ تو چلے کہ موت ہوتی کیا ہے۔ کچھ دیر کے لیے سانس روک دی اس کے بعد جب وہ زندہ ہو گئے تو کہا کیسی لگی موت کہا بہت ہی کڑوی اچھا ہوا یہ پوری مجھ پہ نہیں پڑی اتنے ہی میں معلوم ہو گیا کہ موت کیا ہے۔ اللہ نے کہا ان کو سیر کراؤ۔ کہا میں دیکھنا چاہتا ہوں جہنم کے شعلے کیسے ہیں۔ کہا ایک بار جہنم کا دروازہ کھول دو آنچ محسوس کر دو۔ اب ہم جنت دیکھنا چاہتے ہیں جنت انہیں دکھا دو۔ چلتے چلتے ایک جگہ جو پہنچے تو جبریلؑ میں نے کہا کہ یہ ہے آپ کا مقام اگر آپ وہاں انتقال فرما لیتے تو یہاں آ کے رہتے، کہا اتنا عمدہ مقام مرنے کے بعد ملتا اور یہ کہہ کے بیٹھ گئے جبریلؑ نے کہا اٹھیے سیر کرنے چلیں۔ کہا اب تو اپنے مکان میں آ گئے پروردگار سے کہو! جنت میں آ کے بھی کوئی جنت سے نکالا جاتا ہے۔ اب آ گئے تو آ گئے ہم تو یہاں سے نہیں جائیں گے جبریلؑ نے کہا عزرائیلؑ نے کہا یہ نہیں جانے کو تیار، کہا چھوڑ دو ان کو رہنے دو ان کو ملنا نہ چلے گئے، اکیلا مکان اور یہ وحی ہوئی کہا کیا کرو گے اکیلے مکان میں، کیسے گزارو گے زندگی کچھ کرو گے یا بس خالی بیٹھے نہ ہو گے، کہا کیا کریں کہا جو کام وہاں کرتے تھے وہ یہاں کرو! کام یہاں بہت ہے، کہا بتا کیا کام ہے۔ کہا کام تو سیکھ لیا تم نے اور دنیا کو سکھا دیا کپڑا سینا۔ اب کچھ لوگ



آنے والے ہیں آخرت میں سب کے کپڑے سیو تیار کرو خلعتِ جنت سیو، سل رہے ہیں اور ڈھیر لگ رہا ہے سینے والے اور لیس اب جب جائیں گے جنتی سب کو جنت کا لباس ملے گا اب یہ ہم کو آپ کیا بتائیں ایک بار کبھی ہم نے تفسیر میں پڑھا تھا دہرا رہے ہیں۔ لیکن آج کچھ تفصیل کے ساتھ عرض کریں گے جب آپ عید کے مواقع پر درزی کے ہاں جاتے ہیں سوٹ دیا سلنے کو یا شادی آئی شیروانی سلوانی ہے کپڑا دیا آپ نے ناپ لیا اُس نے تو رسید پہ دو تار بنیں ہوتی ہیں ایک تو جب سل کے کپڑا ملے گا فائنل (final) تاریخ اور ایک تو آپ چوتھے دن پانچویں دن آجائیے گا کہ میں پہنا کے دیکھ لوں۔ اتنے دنوں سے سی رہا ہے درزی پھر بھی اسے اطمینان نہیں ہوتا فنکار ہے کہ نہیں۔ تو فنکار کو اطمینان جب ہوتا ہے کہ جو بنا رہا ہے جس کے لیے بنا ہے اسے پہنا کے دیکھ لیں تو اب تو ہو گئے نہ گیارہ بارہ ہزار برس ہو گئے ناسیتے سیتے، سیتے جا رہے ہیں ڈھیر لگتے جا رہے ہیں گارمنٹس (garments) کے سی سی کے ڈھیر لگاتے جا رہے ہیں۔ پروردگار یہ سی سی کے تو رکھ رہا ہوں اب تک تو پہننے والے آئے نہیں دل چاہتا تھا کہ کسی ایک دو جنتی کو تو پہنا کے میں دیکھتا کہ میں نے صحیح سیایا نہیں۔ تو اللہ نے کہا کہ بھئی جنت کا لباس باہر نہیں جاسکتا اور عام بندہ تو ابھی پہن ہی نہیں سکتا ہاں اگر دیکھنا چاہتے ہو تو سرداروں کے کپڑے جائیں گے بھئی میرے اس جملے کو ضائع نہیں کیجئے گا۔ کہا؟ کیا میں نے صدیقہ بنایا، اور لیس میرا صدیق نبی تھا ادھر بھی صدیقیت تھی ادھر بھی صدیق تھے بچوں کے ساتھ ہو جاؤ مباہلے میں طے ہو گیا کہ کون ہیں صدیق لوگ۔ بچوں نے ماں سے کہا کپڑے کہاں ہیں ماں نے کہا درزی کے پاس ہیں۔ ادھر بھی صدیق ادھر بھی صدیقہ اگر وہ صدیق ہیں تو وارث یہ ہیں علی کا گھر انا وارث ہے صدیقیت کا، درزی کے پاس ہیں کپڑے

<http://fb.com/ranajabirabbas>

[illegible]

641

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

مظلوم ہے صفین کا میدان اور اس سے پہلے خط آیا حاکم کا علیؑ وہ دَور بھول گئے تم جب ایک سرکش ناقے کی طرح گلے میں رسی ڈال کے مدینے کی گلیوں میں کھینچا گیا تھا جواب نہج البلاغہ میں رکھا ہوا ہے۔ کہا تو نے میری مذمت کرنی چاہی تو میری مدح کر گیا تو نے کچھ لوگوں کا ظلم اُجاگر کر دیا۔ علیؑ کی مظلومیت اُجاگر کر دی۔ مظلوم ذلیل نہیں ہوتا کاش میں آپ کو ایک تقریر صرف اس جملے پہ سنا سکتا کہ مظلوم کی طاقت کیا ہے کبھی کبھی موضوع منبر پہ آتا ہے۔ بعض تکمیل پاتے ہیں بعض موضوع ذہن سے مجو ہو جاتے ہیں کاش کہ میں آپ کو بتا سکتا کہ مظلوم کی طاقت کیا ہوتی ہے لیکن یہ قیمتی جملہ ضائع نہ کیجئے گا جو ابھی ابھی آیا ہے میں نے چاہا آپ کو سنادوں کہ اگر شہادت نہ پاتے علیؑ کی گردن میں رسی نہ پڑتی تو آپ کو معلوم ہے کہ کیا ہوتا پروپیگنڈا یہ کیا گیا کہ ستاسی لڑائیوں میں علیؑ نے انسانیت کا قتل عام کیا ہے مارا ہے عرب اور عراق کے لوگوں کو علیؑ سے بڑا کوئی ظالم نہیں علیؑ کے اوپر جو ظلم کا دھبہ دنیا لگانا چاہتی تھی اپنے ہاتھ سے گلے میں رسی باندھ کے پھر الزام نہ لگا سکے، اور دوسری حیرت انگیز بات آپ کو بتا دیں غنیمت تھا کہ علیؑ نے کافر کو مارا کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا معاذ اللہ علیؑ نے بُرا کیا۔ کافروں کو مارا رسولؐ نے مارا اللہ نے مارا علیؑ کو کون کہے گا کہ قتل کر رہے تھے تو کسی کی مجال کہ کچھ کہے کیا کہہ سکتے ہیں لیکن قیامت ہوگئی جمل میں صفین میں، نہروان میں سولہ ہزار سات سو نو جمل میں نو ہزار، نہروان میں کلمہ پڑھنے والوں کو علیؑ نے قتل کر دیا صفین میں پینتالیس^{۱۵} ہزار کو تہ تیغ کر دیا لیکن تاریخ یہ نہ کہہ سکی کہ علیؑ نے مسلمانوں کو کلمہ پڑھنے والوں کو قتل کیا، بجائے اس کے جمل کے بعد مسلمان کہنے لگے کرم اللہ وجہہ تیرا چہرہ تو مکرم ہے تیرا چہرہ تو اللہ کا چہرہ ہے خود مانا تاریخ نے کہ مسلمان جتنے مارے گئے اللہ نے مارے۔ اللہ کے ہاتھ یہ اللہ قرآن کی آیت تیرے ہاتھ اللہ



کے ہاتھ اللہ چاہے تو مسلمانوں کو مارے اس میں کیا ہے کہا مار نہیں سکتا مارا اور مارے گا۔ علیؑ کا بیٹا حسینؑ تھا پہلے خطبہ دیا، پہلے سمجھایا باز آ جاؤ کیا کرتے ہو کس سے لڑتے ہو کس کا عمامہ ہے یہ ان کے سر پہ نبیؐ کا عمامہ ہے یہ پیرا ہن کس کا؟ نبیؐ کا پہننے ہوئے ہیں یہ گھوڑا کس کا ہے نبیؐ کا گھوڑا ہے سمجھایا سب مان رہے ہیں ہم پہچانتے ہیں۔ لباس اپنے گھر لے گئے عمامہ بھی لے گئے عبا بھی لے گئے کمر کا پٹکا بھی لے گئے حسینؑ کے ہاتھ میں نبیؐ کی انگٹھی تھی اللہ اللہ جتال نے کمر سے خنجر نکالا انگٹھی نکل نہیں رہی تھی انگلی کاٹی پا گیا وہ اور میں بھی یہ نہیں پڑھ سکتا مجھ میں ہمت نہیں۔ سب کو لوٹا رسولؐ کا لباس لے گئے انگٹھی لے گئے۔ ذوالجناح قابو میں نہیں آ رہا تھا سبھی اپنی آنکھوں سے رسولؐ اللہ کو اس پر بیٹھا دیکھ چکے تھے ابنِ سعد کو معلوم ہے رسولؐ کا گھوڑا ہے چاروں طرف سے قابو میں کر کے اسے مار ڈالو یہ لوگوں پہ حملے کر رہا ہے، لشکر والوں کو مار رہا ہے، کمائیں کھنچ گئی، تیر چلنے والے تھے چاروں طرف سے ذوالجناح پر، ابنِ سعد نے کہا خبردار ایک تیر اس گھوڑے کو نہ مارنا یوں بھی یہ گھوڑا زخمی ہے اس کو نہ مارنا یہ رسولؐ کا گھوڑا ہے ہم نے رسولؐ کو بیٹھتے دیکھا ہے اس پہ، تیر نہ برسانا اور جو رسولؐ کا لعل ہے نو سونانوے زخم کھائے مقتل میں پڑا ہے جنازہ تیروں نے اٹھایا سب کچھ لوٹا سب لے گئے ذوالجناح کو بھی نہیں تیر مارے، بس اتنا کرتے سب لوٹ لیا تھا زہراؑ کی چادر نہ لیتے تاکہ نہ نبؐ کا پردہ رہ جاتا۔ اللہ اللہ کیا کیا نہ پڑھوں کیا کیا میں بتاؤں صحابی رسولؐ کئی صحابی زندہ ہیں جب واقعہ کر بلا ہوا، قریب آئے ناقے کے کہا اہل بیتؑ کچھ ہم مدد کریں، اس وقت ہم کیا مدد کر سکتے ہیں ایک بی بی ناقے سے بولی اس بی بی کا نام ہے شہزادی اُمّ کلثومؑ کہا پہلی بات تو یہ کہ نظریں جھکا لو اگر صحابی رسولؐ ہو ہم زہراؑ کی بیٹیاں ہیں اور اگر مدد کر سکتے ہو اگر جیب میں کچھ درہم ودینار ہیں تو



حسینؑ کا سر جس نیزے پر ہے اور جو آدمی لیئے ہوئے ہے اس کو کچھ پیسے دے کر کہو کہ سر حسینؑ لے کر آگے چلا جائے تاکہ تماشہ دیکھنے والے بھائی کے سر کا تماشہ دیکھیں بہنوں کا ٹھلا سر نہ دیکھیں اللہ اللہ۔ کیا کیا مظالم ہوئے راستے میں کیا ظلم ڈھائے گئے تقریر کے آخری جملے دن بھر سواریاں چلتیں اونٹ تیز دوڑائے جاتے اور جب رات آتی تو قافلہ رک جاتا اشتیاء زمین پر اہل حرم کو بٹھا دیتے خود خیموں میں چلے جاتے، بیبیاں زمین پر بیٹھی رہتیں، چند صندوق ساتھ تھے، جب رات آتی تو سب کے سر صندوقوں میں بند کر کے تالے لگا دیئے جاتے تقریر کے آخری جملے ایک صندوق ایسا تھا جس میں حسینؑ کا سر رکھ کے تالا لگا دیا جاتا کنجیاں شمر کے پاس رہتیں ایک صندوق ایسا تھا جس میں علی اکبرؑ کا سر رکھا جاتا اور جب صبح ہوتی صندوق کھولے جاتے سر پھر نیزے کی نوک پر رکھ دیئے جاتے پھر جلوس لے کر نکلتے رسول زاد یوں کا تماشہ دیکھتے پھر آگے بڑھتے بیبیوں کو ناتے پر بٹھا دیتے ایک منزل ایسی آئی دیر راہب کے بعد کہ رات کو قیام کیا سر نیزوں سے اتار کر صندوقوں میں رکھ دیئے گئے خبر یہ ملی تھی کہ کچھ حسینؑ کے چاہنے والے آس پاس کی بستیوں میں حسینؑ کا سر چھیننا چاہتے ہیں بیبیوں کو چادر دینا چاہتے ہیں اس لیے حفاظت سے سفر کر رہے تھے اس لیے سر کی حفاظت کرتے تھے رات کو صندوق میں رکھتے تھے کہ کوئی چھین نہ لے جائے لیکن جب صبح ہوئی اور سب سے پہلے سر حسینؑ کا صندوق کھولا تو اس میں سر حسینؑ نہ تھا دو جملے اور تقریر ختم اور آپ کے لیے دعا یہی وہ مصائب ہیں جو دل کو تڑپا دیتے ہیں اور ایک ٹیس سی دل کے اندر سے اٹھتی ہے کہ اللہ کون سا گھراٹا تھا یہ اور کون سی محبتیں تھیں جب سر حسینؑ صندوق میں نہ ملا تو تازیانہ لے کر شمرؑ سید سجادؑ کے پاس آیا اور تازیانہ اٹھایا جب تازیانہ اٹھا اور ضرب لگی سید سجادؑ کو تو کہا کس جرم پہ مارتا ہے تو کہا کہ

تیرے باپ کا سر صندوق میں نہیں ہے تو بے اختیار کہا ارے تازیانے نہ مار میں
زخمی ہوں ارے وہ صندوق کھول کر دیکھ جس میں میرے بھائی علی اکبر کا سر ہے،
اب جو صندوق کھولا گیا تو علی اکبر کے رخسار پہ رخسار حسینؑ رکھے پکار رہے تھے
ولدِ علی اکبرؑ ارے میرے لعل میرے لعل علی اکبرؑ۔



jabir.abbas@yahoo.com

[illegible]

سید محمد تقی

[illegible]

کہ ہم بنائیں گے وہ ہاتھ سے اختیار نکل گیا اس لیے کہ اب لوگ خود ہی بننے لگے دولت اتنی آگئی اسلام میں غلط طریقے سے دولت اتنی آگئی کہ بننا آسان ہو گیا تو اب جو دو چار کو پانچ دس کو مار کے ابھر آیا بس آپ ظلّ الہ ہیں آپ ہی ظلّ الہی ہیں یہ نہیں پوچھ رہے ہیں کہ تو نے اپنے چار سگے بھائیوں کو مار ڈالا تو نے اپنے چچا کو قتل کر دیا۔ تو نے اپنے بھتیجے کو مار ڈالا، تو نے اپنے داماد کو مار ڈالا، تو نے اپنے خسر کو مار ڈالا اب آپ آگئے تو آگئے آپ ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ بھلا آپ نے اپنے اختیار سے اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کر لی ہم بھی آپ کے لیے دعا کرتے رہیں گے ہم کو ہمارا حصہ دیتے رہیے ہم آپ کو رضی اللہ کہتے رہیں گے یہ ہے کل تاریخ لیکن ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے مقابل اگر آئے ظالم و جابر بادشاہ آئے کوئی نبی نہیں اٹھانقلی بن کے کہ میں نبی ہوں وجہ کیا جو پہلی اور دوسری تقریر میں کہہ چکا کہ اللہ ہر نبی کو معجزہ دے کر بھیجتا ہے اگر نقلی بنا بھی لیتے تو معجزہ کہاں سے لاتے اس لیے کہ خود ہی تو ہر نبی سے سوال کر چکے تھے کہ اب یہ کر، اب یہ دکھا اور نبی معجزہ دکھاتا رہتا تھا تو اب بنائیں کیسے اس لیے کہ جو سوالات کر چکے تھے نبی سے اور وہ معجزات دکھا چکا تھا تو بنایا ہوا کیسے دکھاتا اسی لیے نہیں بنایا اس لیے نہیں بنا سکے اور ہمت نہیں پڑی تو کم از کم یہ بھی نبوتوں کا ایک معجزہ ہے کہ ان جیسا نہ بن سکا آپ نے کبھی اس پہ غور نہیں کیا رسول ہمارے جیسے بشر ہیں، تو یہ کہہ سکتے ہیں نوح ہمارے جیسے بشر ہیں لیکن ان جیسا کوئی بشر نہیں بن سکا کہ کوئی کہے کہ ہم نبی جیسے ہیں بہت مشکل ہے یہ کہنا بہت مشکل ہے ہم آدم کی اولاد تو ہیں نا لیکن ہم آدم جیسے نہیں ہیں ہم نوح جیسے نہیں ہیں تو یہ نبوت کے معجزات ہیں اور اللہ نے یہ طے کر لیا کہ کوئی عہد نبی سے خالی نہیں رہتا حضرت ادریسؑ کے پوتے ہیں حضرت نوحؑ اور آدمؑ کی دسویں اولاد ہیں یعنی دس پشتیں نوحؑ سے پہلے آدمؑ کی

گزر چکی ہیں آبادی بڑھ گئی دنیا بڑی ہو گئی دجلہ اور فرات کے درمیان جو ہے نینوا کا جس کو آج عراق کہتے ہیں وہاں حضرت نوحؑ کو مبعوث کیا گیا تھا کافر تھے پوری قوم کافر ہو چکی تھی اور کفر یہ تھا کہ بت پرستی کرتے تھے بت اس طرح شروع ہوئی کہ جب انبیاء وفات پاتے رہے تو ان کی اولاد ان کو زندہ رکھنا چاہتی تھی چونکہ ادریسؑ کا سبق تھا ابجد باپ دادا کو یاد رکھو تو اب رہا کہ یہ آیت ہے کہ باپ دادا کو یاد رکھو اب طریقہ تو عقل انسانی کو خود سو کہ ہم یاد کیسے منائیں مطلب یاد منانے کا طریقہ نہیں اترے گا کتاب میر حکم ملے گا کہ یاد مناؤ تو اگر ذہین قوم ہے تو جب حکم مل جائے گا کہ یاد مناؤ تو قوم یہ سمجھ جائے گی یاد کیسے مناؤ ہم کو حکم ملا کہ یہ یاد مناؤ۔ سجایا ہم نے۔ لیئے یہ سوال نہ کریں کہ قرآن میں کیا ہے کیا کیا ہے تو حکم یہ ہے سجاوٹ ہے ہم جیسے چاہیں اس یاد کو زندہ رکھیں یہ بتائے زندہ رکھنے میں ہم اب کامیاب تو نہیں ہوئے اب عقل انسانی کی بات ہے مجھے نہیں معلوم کہ آ، عہد کا انسان زیادہ ذہین ہے یا حضرت نوحؑ کے عہد کے زمانے میں انسان ذہین تھا، بس اگر حکم کوئی مل جائے اللہ کی طرف سے اور اپنی عقل اور بزرگ تجویز پر عمل ہو تو ٹھیک ہے لیکن اگر شیطان کان میں آ کر پھونک دے کہ یاد مناؤ تو کیا ہوگا شیطان آیا اس نے کہا کہ دیکھو تم تو اپنے باپ دادا کی شکلیں بھول جاؤ گے تمہیں چہرے بھی یاد نہیں رہیں گے تو اولاد آدمؑ نے کہا پھر کیا کر کہا زمین پہ تصویریں بنا لو نقش بنا لو سب نے جگہ مقرر کر لی پاک و پاکیزہ وہاں حضرت آدمؑ، حضرت شیثؑ حضرت انوشؑ، ارفخشذؑ سب کی شکلیں گئیں۔ حضرت ادریسؑ چونکہ پوری دنیا میں گئے اس لیے مختلف ملکوں میں دین پھیلا اور ان کے شاگرد گئے جالینوسؑ یا دقیا نوسؑ حضرت ادریسؑ کا شاگرد

جو یونان میں تبلیغ کرتا ہے فلسفے کی اور وہ سلسلہ سقراط اور ارسطو پہ آ کے ختم ہوتا ہے یعنی یونان کا مذہب حضرت ادریسؑ سے شروع ہوا، لیکن طریقہ کار غلط تھا کتاب سے دُوری اور انبیاءؑ کی اولاد سے دُوری یہ دو دُوریاں قوموں کو تباہ کر دیں گی۔ انہوں نے کہا بھی یہ شکل بنا لو اور بس ان کو دیکھتے رہو، اب ظاہر ہے ان تصویروں کے لیے کچھ ہونا چاہئے کچھ پھول چڑھیں پانی ڈالا جائے کچھ ہو لیکن دھوپ کی تیزی اور بارش نے تصویروں کو مٹانا شروع کیا، شیطان پھر آیا کہا دیکھو یہ تصویریں مٹ جائیں گی ان تصویروں کو ان باپ دادا کی تصویروں کو اب پتھر میں ڈھال لو اور ان کو اٹھا کے بٹھا دو تو اب تک تو زمین پہ تصویریں لیٹی تھیں اب جو اٹھیں تو وہ بُت بن گئے کہا بس یہ تمہارے باپ دادا ہیں یہی ہیں اب وجد، اب اس میں وِدا کی کا نام ہے کسی کا نام سواع ہے۔ نر ہے، کسی کا یغوث ہے، یہ آدم کے پوتے پروتے جو تھے جن کی اولاد نے اپنے باپ داداؤں کو زندہ رکھنا چاہا تھا سب کے بُت بن گئے بس یہاں سے بُت پرستی شروع ہو گئی یہاں تک کہ آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان میں ہزاروں برس بُت پرستی لیے گزر گئے جب اللہ نے دیکھا کہ یہ اللہ کو بھول گئے آدمؑ نے جو انہیں بتایا تھا ادریسؑ نے جو انہیں بتایا تھا وہ سب بھول گئے حضرت نوحؑ کو بھیجا گیا۔ حضرت نوحؑ اولوالعزم پیغمبروں میں سے پہلے تھے، عزم والے جو پیغمبر ہیں، عظمت والے جو پیغمبر ہیں اس میں نوحؑ پہلے ہیں دوسرے ابراہیمؑ تیسرے موسیٰؑ چوتھے حضرت عیسیٰؑ پانچویں ہمارے سرکارِ دو عالمؑ یہ پانچ اولوالعزم ہیں، پہلے صاحبِ شریعت نبی حضرت نوحؑ جن پر شریعت اتاری گئی یعنی پرانی شریعت اور صحیفوں کے تمام جو کچھ بھی عمل تھے ان کو بوسیدہ بنا دیا اُمت نے تو اب ضرورت تھی کہ نئی شریعت پیش کی جائے اور ان کو بتایا اور سمجھایا کہ بھی یہ بت پرستی حرام ہے ان بتوں کو چھوڑو اور اللہ کو مانو چالیس برس عمر تھی

حضرت نوحؑ کی کہ ان کو نبی بنا دیا گیا یعنی انبیاء میں تمام ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سب سے زیادہ عمر حضرت نوحؑ کی ہوئی ڈھائی ہزار برس دو ہزار پانچ سو برس تک حیات رہے، حضرت آدمؑ کی عمر جیسا کہ بتایا ہزار میں ساٹھ کم تھی ہونا ہزار کا تھا لیکن ساٹھ کم ہو گئے حضرت آدمؑ کے، اس لیے کہ جب تمام انبیاء عالم ارواح میں دکھائے گئے آدمؑ کو کہ یہ سب تمہارے پشت میں آئیں گے تو اس میں عمریں بھی بتائی گئیں تو لمبی عمریں تھیں سات سو آٹھ سو نو سو برس ہزار تو جب حضرت داؤدؑ کی شبیہ دیکھی تو سب سے کم عمر حضرت داؤدؑ کی تھی تو حضرت آدمؑ نے کہا پروردگار میرے اس بیٹے کی عمر تو بہت کم ہے تو اللہ نے کہا اگر کم ہے تو اپنے میں سے دے دو تو آدمؑ نے کہا کہ ہم نے اپنی زندگی کے ساٹھ برس دے دیئے اب نو سو چالیس پر جب ملک الموت آئے تو آدمؑ نے کہا ابھی ساٹھ سال میرے باقی ہیں تو جبریلؑ نے کہا وہ ساٹھ جو آپ نے داؤدؑ کو دیئے تھے تو عمر میں سے دینا ذرا مشکل ہوتا ہے لیکن اب چونکہ زبان دے چکے تھے ساٹھ تو دینے تھے لیکن اتنی بدتر قوم ہے کہ نبی کی عمر بڑھادی گئی، حضرت نوحؑ ڈھائی ہزار برس کے، ابھی تین سو برس کے ہیں اور نبی بن گئے، نو سو برس تک مزید نو سو برس تک، تین سو کی عمر میں نبی بنے اور نو سو پچاس برس تک تبلیغ کرتے رہے اس کے بعد طوفان آیا تو طوفان کے بعد پھر ہزار ڈیڑھ ہزار برس جیسے پانچ پشتیں دیکھیں، پھر انتقال کیا، یہ ہے نوحؑ کی سوانح حیات مختصر کر دیا ہے میں نے اب تفصیل اور جزئیات کی گفتگو ہوگی اس قوم پر نوحؑ کو مبعوث کیا گیا۔ نوحؑ نام نہیں تھا، نام تھے ان کے عبدالغفار عبدالشکور، عبدالاعلیٰ لیکن قوم کی حالت یہ جو رونا شروع کیا تو روتے رہے سب سے زیادہ دنیا میں روئے نوحؑ تو نو سو برس تک روئے کس پہ قوم پہ مانتی ہی نہیں سمجھتی نہیں یہاں تک کہ قوم دیوانہ کہنے لگی یہ بوڑھا دیوانہ ہے ہم تمہاری بات نہیں



مانیں گے جتنی آیتیں ہیں حضرت نوحؑ کی قرآن میں، پورا سورہ نوحؑ ہے قرآن میں اکہتر سورہ کا نمبر پورا پڑھ ڈالے قرآن میں سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ یہ نہیں مانتے ہم تبلیغ پر تبلیغ کر رہے ہیں یہ نہیں مانتے بس یہی ایک گفتگو ہے اللہ کہتا ہے تبلیغ کرو انہیں سمجھاؤ اور جب کام سمجھا چکتے ہیں درس دے چکتے ہیں آیات سنا چکتے ہیں آخر میں یہ کہتے ہیں اللہ یہ نہیں مان رہے نو سو برس تبلیغ کی مشکل سے بیس پچیس آدمی نوحؑ کی طرف آ سکے ابھی تبلیغ کرو اب جو نو سو برس گزر گئے روتے روتے لیکن شکر نہیں چھوڑا اللہ تیرا شکر ہے اس لیے اللہ نے قرآن میں کہا کہ نوحؑ میرا شاکر بندہ تھا کسی کو کہتا ہے صدیق بندہ تھا اللہ جب کہہ دے شاکر بندہ تو کتنا شکر کیا ہوگا کہ اللہ اس شکر کو مان لے اور اعلان کر دے بڑا شاکر بندہ تھا میرا ہر وقت شکر کرتا تھا حدیثوں میں ہے کہ دنیا نے صبر ایوب سے سیکھا شکر نوحؑ سے سیکھا حسد فرزند ان یعقوبؑ سے سیکھا بڑے رشتے ہیں اس میں صبر شکر اور حسد میں شاید کبھی کسی جگہ یہ کام آئیں گی یہ چیزیں کبھی۔ حضرت نوحؑ کہتے تھے پروردگار ان پہ عذاب لا بس اب یہ نہیں مانیں گے، ان پہ عذاب لے آ جلد جتنی جلد ہو سکے جتنی جلدی ہو سکے بس اس قوم پہ عذاب لایہ نہیں مانیں گے حضرت جبریلؑ آئے کہا اللہ کہتا ہے عذاب تو ہم لائیں گے یہ چند گٹھلیاں ہیں کھجوروں کی درخت لگا دیجئے جب یہ درخت بڑے ہو جائیں جوان ہو جائیں پھل دینے لگیں بس جس دن پھل آئیں گے اس دن اللہ عذاب لے آئے گا حضرت نوحؑ نے گٹھلیاں کھجوروں کی بودیں کھجور کا درخت پھل دیتا ہے چالیس برس کے بعد اب مجھے نہیں پتہ ہمارے پاکستان میں خیر پور کے درخت کتنے دن میں دیتے ہیں پھل۔ یہ اس وقت کی عراق کی عرب کی باتیں ہیں اب مجھے نہیں پتہ سب سے دیر میں پھل کیوں دیتا ہے بہر حال کھجور کا درخت دیر میں پھل



دیتا ہے، نوحؑ نے کہا کہ بس اب عذاب لے آ کہا اب اس کی گھٹلیاں جو ہیں وہ پھر لگا دو چالیس بار ایسا ہوا درخت بڑھتے گئے درخت بڑھتے گئے اللہ نے کہا نوحؑ عذاب لانے سے چالیس برس پہلے اب وہ تو گزر گئے یعنی اب نوحؑ کی زندگی کے گزر رہی ہے۔ چالیس برس میں مبعوث ہوئے تھے صرف صدیاں گزر رہی ہیں تبلیغ ہو رہی ہے، اللہ نے کہا چالیس برس پہلے اس قوم کی ہر عورت بانجھ ہو جائے گی کوئی بچہ نہیں پیدا ہوگا جب ہم عذاب لائیں گے تو روئے زمین پر کوئی شیر خوار بچہ معصوم بچہ نہیں رہے گا اگر ایک بھی بچہ رہ گیا تو عذاب نہیں آ سکتا۔ یہی قیامت کے لیے لکھا ہے۔ قیامت آنے سے چالیس برس پہلے بچے پیدا ہونا بند ہو جائیں گے، قیامت جس دن آئے گی روئے زمین پر کوئی شیر خوار بچہ نہیں ہوگا، حسین کو معلوم تھا کہ سن اکٹھ ہجری میں قیامت لکھی ہوئی ہے اس لیے کہا علی اصغر تم چلو قیامت کو روکنے چلو، نوحؑ سے کہا گیا چالیس برس پہلے بچے نہیں ہوں گے اب اللہ نے کہا درخت گنو کہا پروردگار ایک لاکھ درخت ہو گئے کہا اب ان کو کاٹو اور ان کے تختے بناؤ درخت کٹے تختے بنے، کہا کتنے ہو گئے کہا دو لاکھ چھتیس ہزار تختے نکلے کہا اب جبریلؑ آتے ہیں میکائیلؑ آتے ہیں نقشبہ وہ لاتے ہیں کشتی بنانا شروع کرو، حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا نوحؑ کی کشتی بارہ سو گز لمبی تھی چھ سو گز چوڑی تھی اسی گز اونچی تھی، تین منزلیں بنی تھیں اب کتنی صدیوں میں بنی کشتی بنانا شروع ہوئی ہر لکڑی کے تختے پر ایک نبی کا نام لکھا گیا آنے والے بھی اور جو گزر چکے ان کے بھی نام لکھے گئے، کیلیں آئیں جنت سے، تقریباً ایک لاکھ پینتالیس ہزار کیلیں تھیں نقشہ جو آیا تھا کشتی بنانے کا۔ کشتی اس طرح نوحؑ نے بنانی شروع کی کہاں دجلہ اور فرات سے بہت دُور صحرائیں جب کشتی بنانا شروع ہوئی تو چھوٹی سی کشتی تو تھی نہیں کہ نظر نہ آئے، ڈھائی لاکھ تختوں کی کشتی بن رہی ہے، ڈھائی لاکھ تختے

ب لاکھ پینتالیس ہزار میں سب کیلیں جڑ گئیں جہاں جہاں تختے ہیں، پانچ
 رکھی رہیں نوخ نے کہا جبریلؑ یہ کیلیں؟ کہا یہ سب سے آخر میں جب کشتی
 تیار ہو جائے گی اب کشتی بن رہی ہے لوگ آ رہے تھے غول کے غول بوڑھا
 ہو گیا ہے، دیوانہ ہو گیا ہے، اس کے دماغ میں خلل ہو گیا ہے ہنس کے پکار
 رہے ہیں پانی ہے نہیں یہ کشتی کہاں چلاؤ گے یہ کہاں چلے گی کشتی ریت میں،
 لوئی جواب نہیں دیتے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں اب بال بھی بہت
 بڑے ہو گئے ہیں کاندھے تک کہ کام کرتے کرتے ریش بھی کافی طویل
 ہے کام کرتے کرتے اپنے کام میں مصروف ہیں لیکن مذاق اڑانے والے
 اڑا رہے ہیں، مذاق اڑانے والوں میں بیوی بھی ہے دو بیویاں ہیں
 نوخ کی پہلی بیوی ادریس کے ایک بیٹے کی پوتی ہیں ان کا نام ہے عمورہ جو
 دی ہیں ان سے تین بیٹے ہوئے سام، حام اور یافث کی دوسری بیوی کا نام
 ہے یہ بیوہ تھی ایک بیٹا کنعان لے کر آئی تھی اس سے بھی عقد کر لیا تھا نوخ
 بڑی ظالم ہے یہ قوم والوں کو نوخ کی باتیں بھی بتاتی ہے اور مذاق بھی اڑاتی
 ایک نوخ کا سوتیلا بیٹا بھی لے کر آئی ہے نوخ نے بیٹوں کی شادیاں بھی کر
 مام، حام، یافث کی شادیاں ہو چکی ہیں، کشتی میں نوخ کی بیوی عمورہ بھی
 ہیں وائلہ بھی موجود ہے سارے کردار نوخ کے ارد گرد موجود ہیں کشتی بننے
 تبلیغ کا اثر یہ ہوا کہ کہاں بیس پچیس تھے اب نوخ کی پوری قوم جو گئی گئی
 آنے سے پہلے تعداد میں سب کُل کے کُل بہتر تھے اور ان بہتر میں اٹھارہ
 کے لوگ تھے اور وحی یہ ہو گئی کہ نوخ پریشان نہیں ہونا کشتی جو چلے گی نا ہماری
 میں چلے گی کوئی پتوہ نہیں چلائیں گے کشتی کسی مشینری سے نہیں چلے
 گی جب اللہ کی نگرانی میں چلے یعنی ریموٹ کنٹرول (Remote

[illegible]

سے انکار کر دیتا تو ہم یہ سمجھ جاتے تیری ماں خانہ تھی ہم تیرا یہ انجام کرتے کہ پیروں کے نیچے ڈال کر تیرا گلا دبا دیتے کیوں میرے دادا نوحؑ بچوں کو یہ سکھایا جارہا تھا دیکھیں ہم نے فائل آپ کی کھلوا دی وارث کا کام ہے کہ اگر ایک قوم نے دادا کو اس طرح پریشان کیا۔ ہے تو وارث آئے اور فائل کھلوا کر کہے اب یہ نہیں ہوگا اور اگر اب ہونیخبر کے بعد ہو تو پھر دنیا ایام جہالت میں پہنچ گئی گویا پھر قوم نوحؑ آ گئی جملہ سُن لو اور جب قوم نوحؑ آ جائے تو سمجھ لو عذاب آنے والا ہے واہ بھی یہ کشتی تم ہوا میں اڑاؤ گے، یہ بھی جملہ کہا تھا کہ کیا یہ کشتی خشکی میں چلے گی، نوحؑ جواب نہیں دے رہے، پروردگار کب آئے گا عذاب کہا نوحؑ سب تیاریاں ہو چکیں نوحؑ کا گھر مسجد کوفہ میں تھا، حضرت حواؑ کا جوتور ہے وہ اب تک وہیں موجود ہے مسجد کوفہ میں اب تک وہ جگہ موجود ہے وہ جگہ گولائی میں ہے جہاں سے طوفانِ نوحؑ کا پانی آیا وہ ہے بتور حضرت حواؑ کا نوحؑ کی بیوی وانکہ اس میں روٹیاں لگا رہی تھی اندر سے آگ میں سے پانی نکلا بتور پھٹا اور پانی نکلنا شروع ہوا دیکھتے ہی دیکھتے بتور کا پانی یوں اُبلتا جیسے بہت دن سے بے قرار تھا

فَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِۤ اِنْ اَصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوْحَيْنَاۤ اِذَا جَاءَ اَمْرُنَا
وَفَارَ التَّنُوْرُ وَاٰرَٰشِدِ الْاَلَمٰیۤ هِۤ اُور عذاب آگیا اور تنور سے پانی اُبلنے لگا (سورہ مومنون
آیت ۷۲) دیکھتے ہی دیکھتے آبادی ڈوبنے لگی ادھر پانی نکلا تنور سے ادھر گھٹا
ٹوپ اندھیرا چھا گیا، سیاہ گھٹائیں اُٹھیں، بادل گر جنے لگے، سیاہ بادلوں میں
جلیاں تڑپنے چمکنے لگیں، جس دن طوفان آیا جتنے سیارے تھے سب برج سرطان
میں جمع ہو گئے، جب سارے سیارے برج سرطان میں جمع ہو جائیں تو وہ بارش
ہوتی ہے کہ رُکنا دشوار ہے اب یہ بات سمجھائے دیتا ہوں کہ ذہن میں رہ جائے
سارے سیارے سارے ستارے برج سرطان میں آجائیں تو پانی یوں بر سے گا



کہ تھمے گا نہیں، وہ گھر گڑا ہٹ وہ اندھیرا وہ طوفان اور وہ جھما جھم کہ بس اب برس کے نہیں برسے گا یوں برسا بقول جوش شرشار جھنا جھن جھن جھن یہ قسمیں ہیں برسنے کی کس کس طرح برستا ہے، سات طریقوں سے پانی برستا ہے آٹھواں کوئی طریقہ نہیں سات میں چھ بھائی ہیں اور ایک بہن یہ سب بھائی ہیں ساون، بھادوں، اساڑھ یہ سب بھائی ہیں، جھڑی لگتی ہے، زور سے برسات ہوتی ہے، بھادوں کے بادل اور ساون کے بادل اور لیکن جب چھ بھائی برس چکتے ہیں تو سب سے آخری کہلاتی ہے بہن، اُسے کہتے ہیں ہتھیا وہ آتی ہے ہاتھی کی طرح جھومتی۔ اب جو پڑی پھوار تیز ہوا کے ساتھ لگتا ہے چٹانیں اڑ رہی ہیں پانی کی ہوا میں تو نہ مکان رہتے ہیں نہ پیڑ جہاں ہوتی ہے وہ لوگ جانیں۔ یہاں تو نمازیں ہوتی ہیں پھر بھی نہیں ہوتی جہاں ہوتی ہے وہ جانیں، جہاں مکان گریں جہاں پیڑ گریں ارے خدا نہ کرے کہ یہاں گریں کیوں یہاں کیوں مکان گریں یہاں تو زلزلہ بھی ہلکے سے یوں ہی نکل گیا یہاں ہتھیا کیوں آئے، ساون کیوں آئے، بھادوں کیوں آئے، یہاں کے مزاج اور ہیں یہاں تو بس بادل آتے ہیں، جہاں دشمنی اہل بیت کی ہو تو وہاں رحمت کہاں برسے گی کیوں آئے رحمت، طوفانِ نوح آگیا، پیڑ اکھڑنا شروع ہوئے شور ہوا مکان گرنے لگے لوگ ڈوبنا شروع ہوئے جو ڈوبنے سے بچنا چاہتے تھے وہ بلند پہاڑ پہ کوفے کی پہاڑی پہ چڑھ گئے، سب سے بلند پہاڑ پر سب چڑھنے لگے، جب سب بھاگے تو نوح کا بیٹا بھی اسی پہاڑ کی طرف بھاگا جب پانی بڑھا تو اتنی سطح بلند ہوئی اتنی بڑھی کہ ہمالیہ پہاڑ جو اس وقت ہے دنیا کا سب سے اونچا پہاڑ اس سے بھی پندرہ ہاتھ اوپر ہو گیا پانی جب کشتی چلی تو بہتر اصحابِ سفینہ تھے قرآن نے حضرت نوح کے ساتھیوں کو کہا ہے اصحابِ سفینہ جو تعداد میں بہتر تھے جس میں رشتے دار اٹھا رہ



تھے، تین منزلیں تھیں سب سے نیچے کی منزل میں سارے جانور دوسری منزل میں کھانے پینے کا سامان، تیسری منزل میں سارے افراد اور دوسری منزل میں جہاں کھانا پینا ہے، پرندے وہاں تھے خصوصاً درّاج یعنی مرغی کوّا، نیچے شیر بکری اور سب سے کہہ دیا یہ حضرت نوحؑ نے آپس میں کوئی جھگڑا نہیں ہوگا، کوئی لڑے بھڑے گانہیں، شیر اور بکری کا ایک ہی گھاٹ ہے سب سے آخر میں جب سب کو آواز دی کہ آؤ اللہ نے کہا ہم گھیر کر لائیں گے ایک ایک جوڑا رکھ لو، دنیا پوری ختم ہونے والی ہے اب طوفان کے بعد دنیا پھر بسے گی جو چیز رکھ لو گے وہی رہ جائے گی ورنہ سب فنا ہو جائے گا سب انسان فنا ہو جائیں گے اتنے ہی بچیں گے جتنے کشتی میں رہیں گے اتنے ہی پرندے اتنے ہی جانور بچیں گے ہر شاخ اور پودا اور بیج بھی رکھ لیا دنیا میں جتنی قسمیں درختوں کی تھیں سب رکھ لیں درخت تو سب ڈوبنے والے تھے ختم ہونے والے تھے ایک ایک جوڑا پرندہ ایک ایک جوڑا جانور سب سے آخر میں گدھا کشتی میں سوار ہونے کو آیا، گدھا جا ہی نہیں رہا کشتی کے دروازے میں اُڑ گیا آگے کے پیرا دھر پیچھے کے پیرا دھر اب جا ہی نہیں رہا کشتی میں پتہ یہ چلا پیچھے سے اس کی دُم شیطان نے پکڑی ہوئی تھی تو بے چارہ جاتا کیسے دُم پکڑنے کی وجہ سے آج تک بے چارہ گدھا اُڑ رہا ہے، اُڑتا ضرور ہے اب یہ سب آپ کیا جانیں گدھا گاڑی والے جانیں، آپ کو کیا پتہ آپ کو گدھے کا پتہ ہے نہ گدھے کی بیخ کا معلوم ہے؟ شہر کراچی میں گدھے زیادہ ہوتے ہیں زیادہ ہیں انہیں بھی یہاں زیادہ ہوتی ہیں، حضرت نوحؑ نے کہا شیطان آگے بڑھ، تو وہ آگے بڑھ گیا اس لیے کہ دُم پکڑے تھا اس لیے آگے بڑھ گیا اندر گئے حضرت نوحؑ نے دیکھا کہ ایک کونے میں شیطان بیٹھا ہوا ہے کہا تو کیسے آگیا کہا دُم تو میں پکڑے تھا اب میں جا تو سکتا نہیں تھا بغیر آپ کے اذن

کے آپ نے کہا شیطان آگے بڑھ میں آگے بڑھ گیا۔ حضرت نوحؑ نے کہا کہ پروردگار یہ بھی آگیا کشتی میں، اللہ نے کہا بیٹھا رہنے دو اس لیے کہ کافر سب مرنے والے ہیں ایک کافر راوی بھی تو ہو، تعرض نہ کرنا اس کو ایک کونے میں بیٹھا رہنے دو اور ابھی دیکھنا یہ چھلانگ لگائے گا کچھ دیر کے بعد، کشتی چلنے سے پہلے آپ کو یاد ہے نہ پانچ لوہے کی کیلوں کا ذکر میں نے کیا تھا، اب جبریلؑ آئے کہا آگے کی طرف ایک کیل داہنے لگاؤ ایک بائیں دوسری طرف پہ دونوں رخ پہ ایک ایک کیل لگاؤ اور پہلی کیل بڑی جہاں پر لگاؤ وہاں پانچویں کیل اس کے قریب لگاؤ، جب پانچویں کیل لگی تو لکڑی سے خون بہنا شروع ہو گیا، کہا یہ کیا ہے کہا یہ کیل ایک محمدؐ کے نام کی ہے ایک علیؑ کے نام کی ایک فاطمہؑ کے نام کی، ایک حسنؑ کے نام کی، ایک حسینؑ کے نام کی، م نے جو یہ کہا ہے نوحؑ کشتی ہماری نگرانی میں چلے گی تو ہماری آنکھیں نہیں ہیں لیکن ہم رب ہیں یہ سمجھ لو ان کی نگرانی میں کشتی چلے گی ان پانچ کی نگرانی میں کشتی چلے گی ہزاروں برس تو گزر گئے کون مانتا اور کون نہ مانتا کہ تاریخ میں کیا لکھا گیا اور کیا نہیں لکھا گیا ۱۹۵۱ء میں کوہ جودی پر جب ایک ٹیم گئی تو برف کھود کر نوحؑ کی کشتی کے تختے نکالے گئے، انہی تختوں میں وہ تختہ نکلا جس پر پنچہ بنا تھا اور ہر پنچے کی انگلی پر ایک نام لکھا تھا پانچ نام لکھے تھے دو سال لگے چائنا (China) اور ریشیا (Russia) کے پروفیسروں کو پڑھنے میں ۱۹۵۱ء میں کشتی کا تختہ ملا ۱۹۵۳ء میں نتائج دیئے اور کہا لندن کے سب سے پہلے اخبار اور مانچسٹر کے اخبار نے اعلان کیا کہ اب تحریر پڑھی گئی ہے اس پر لکھا ہے کہ اے کشتی چل اللہ کی مرضی سے پنچتن کی نگرانی میں، نام ہیں محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، شہرؑ اور شبیرؑ، ماسکو کے میوزیم میں پنچہ رکھ دیا گیا، سریانی زبان میں اس پر نام لکھے ہیں نوحؑ کے عہد کی زبان سریانی، عبرانی سے پہلے دنیا کی پہلی زبان

سیریا (syria) شام کی زبان تھی، نوخؑ کے تین بیٹے تھے، دو بیٹوں نے اٹھارہ اٹھارہ زبانیں ایجاد کیں، تیسرے بیٹے نے چھتیس زبانیں ایجاد کیں، ابھی تفصیل میں آتا ہوں سریانی زبان سب سے پرانی تھی جس میں نوخؑ نے یہ نام لکھے تھے، کشتی جب چلی اور طوفان میں گھری تو نوخؑ نے ایک بار آواز دی ہلویا الفن الفن ماریہ ادفین یہ ہے سریانی زبان بس ایک نمونہ بتا دیا کہ آپ کی سمجھ میں آ جائے کہ کیسے بولی جاتی تھی ایک ہزار بار یہی کلمہ دہرایا نوخؑ نے ہلویا الفن الفن ماریہ ادفین ترجمہ کیا گیا لا الہ الا اللہ اب سمجھ میں آ گیا اتنا زبانوں میں فرق ہے، کشتی طوفان سی پگی رہی جب لا الہ الا اللہ کی آواز ایک ہزار بار گونجی تو کشتی پہاڑوں سے طوفانوں میں نہیں ٹکرائی اور پھر کائنات ڈوب گئی، بادل چھائے ہوئے تھے اتنا اندھیرا تھا، اتنا اندھیرا کہ اب نوخؑ کی کشتی میں کوئی ایک دوسرے کا ہاتھ نہیں دیکھ سکتا تھا ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتا تھا اتنا اندھیرا تھا، کالے بادل اور پانی اور پانی کی دیواریں پہاڑوں سے باتیں کرتی تھیں یعنی ایک ایک لہر کوہ طور سے اونچی اٹھتی تھی اور اس کے نیچے سے کشتی جا رہی تھی پہاڑوں سے بچتی ہوئی، اب نوخؑ پریشان ہوئے بڑا اندھیرا ہے ایک بار کشتی میں روشنی پھیل گئی نور پھیلا حضرت نوخؑ نور کی طرف بڑھے آواز دی اے نور تو کون ہے کہا کشتی چلانے والا کہا نام بتائے گا کہا ایلیا حضرت نوخؑ نے اُسی وقت پکارا یا علی مدد، روشنی جو پھیلی تو دھاروں پہ نوخؑ نے دیکھا ایک زمین بلندی ہوئی کائنات ڈوبی ہوئی اور زمین بلند نوخؑ نے آواز دی پروردگار یہ کیا ہے کہا یہ کعبے کی زمین ہے اب کشتی تمہاری جا رہی ہے اب سات طواف کر کے آگے بڑھے گی، کشتی گئی اور خانہ کعبہ کا سات بار طواف کیا اور آگے بڑھ رہی تھی کہ ایک زمین اور نظر آئی جو کعبہ سے بھی اونچی ہونے لگی تو کعبہ کی زمین نے پوچھا تُو کون، تُو کون میں تو خانہ خدا کو سینے پہ لیے ہوں تُو کون



آواز دیتی تو نام بتاتی کہا میں وہ ہوں جس کی وجہ سے تو قیامت تک کے لیے باقی رہے گی، میرا نام کر بلا ہے آواز آئی نوح کشتی یہاں ٹھہرے گی، کسی کی خشکی میں ڈوبے گی لہو کی دھاروں میں اور یہاں تمہاری کشتی بچے گی، منزل آرہی ہے منزل قریب ہے حضرت آدمؑ نے اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ میری قبر ابو قیس مکہ کے پہاڑ پر بنادینا لیکن میں وصیت کر رہا ہوں نوحؑ نبی کے آنے کی اور تم ہر عید کے دن وصیت نامہ کھول کر دیکھنا اور آنے والی نسلوں کو بتادینا کہ کیا لکھا ہے طوفان آنے والا ہے، طوفان آنے والا ہے، طوفان آنے والا ہے اور وصیت کرتے رہنا کہ جب طوفان آنے والا ہو تو نوحؑ تک میری وصیت پہنچاؤ کہ پہلا کام یہ کریں کہ ابو قیس کی قبر سے میرے تابوت کو نکال لیں اس لیے کہ تابوت میں ساری وصیتیں رکھی ہیں اور تابوت کو کشتی پر رکھنا اور تابوت کو ساتھ لے جانا اور نوحؑ کو میں وصیت کرتا ہوں کہ میں لڑکا میں اتارا گیا تھا اور جب میں وہاں سے آگے بڑھا مکہ کی طرف آتے ہوئے تو میں نجف کی زمین سے آیا وہاں میں نے ایک اپنی قبر بنائی ہے، دوسری نوحؑ کی قبر بنائی ہے اور درمیان میں علیؑ کی قبر بنائی ہے کہ جو تمام انبیاءؑ سے افضل فخر انبیاءؑ ہے جس کا نام علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے میں نوحؑ کو وصیت کرتا ہوں کہ جب طوفان تھمے تو وہ مجھے وہاں نجف میں دفن کر دیں اور نوحؑ تمہاری قبر بھی تیار ہے تم دوبارہ تصدیق کرنا اور علیؑ کی قبر کو دیکھ لینا وہاں صفائی کر دینا وہاں وارث انبیاءؑ آنے والا ہے، طوفان تھا ابھی ہم پھر واپس وہاں آئیں گے طوفان تھا کیسے پتہ چلا کہاں ہے زمین کدھر کدھر ہے زمین تاکہ اہل سفینہ کو اتارا جائے تو کبوتر اڑا دیا گیا حضرت نوحؑ نے کبوتر سے کہا جا پتہ لگا کر آ کہاں ہیں درخت اور کہاں ہے آبادی، پانی گھٹا اور زمین نے پانی کو پی لیا آسمان کا پانی کہاں جاتا ہے، زمین نے اپنے حصے کا تو پی لیا تنور سے جہاں سے نکلا تھا وہیں



سے پانی واپس گیا، زمین نے کہا آسمانی پانی میں کیسے لے سکتی ہوں، نوحؑ نے حکم دیا سمندروں کو کہ سارے سمندر آسمانی پانی کو پی لیں آج یہ جو جوار بھاتا ہے یہ جو سمندر قابو میں نہیں ہے یہ نوحؑ کے طوفان کا پانی ہے جو اب تک ہچکولے لے رہا ہے سائنس کے اعتبار سے سطح سمندر زمین سے بلند ہے اب یہ جیالوجی بھی میں ہی بتاؤں آپ کو کراچی نیچے ہے سمندر کنی فٹ اوپر ہے، اگر ذرا سا پھرے تو کراچی ڈوب جائے، کسی کی وجہ سے رُکا ہوا ہے جو طوفان نوحؑ کو اپنی نگرانی میں رکھے اس کو بلاتے رہا کرو، محفل سجاتے رہا کرو، محفل کو جگمگاؤ جس کے نور سے نوحؑ کی کشتی جگمگائی اب سمجھ میں آیا کہ سمجھانے کے لیے یہ بات پیغمبرؐ نے کہی کہ میرے اہل بیتؑ مثل سفینہ نوحؑ ہیں، جو اس میں بیٹھا وہ نجات پا گیا جو نہیں بیٹھا وہ غرق ہوا، ہلاک ہوا، کشتی نجات بھی ہے اور ہلاکت بھی ہے، جو کشتی میں بیٹھ گیا وہ نجات پا گیا اس لیے نوحؑ کا نام نوحی اللہ ہوا، نجات دلانے والے مومنین کو اب نوحی اللہ اہل بیتؑ ہیں اس لیے کہ نوحؑ کی کشتی ٹوٹ چکی ختم ہو چکی رسول اللہؐ نے علیؑ کی طرف دیکھ کر کہا یہ ہے ”کشتی نجات“، تبھی تو حضرت عمر بار بار اس کشتی کے پاس آ کے کہتے تھے کہ یا علیؑ تم نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا، دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں نجات اور ہلاکت، نجات ہے یا ہلاکت ہے بہتر بار جو ہلاک ہو چکا اور بہتر بار جو نجات دلا چکا اب انصاف سے بتاؤ ادھر جاؤں یا ادھر جاؤں، فیصلہ آپ کر لیجئے، جو نہیں بیٹھے گا کشتی میں ہلاک ہو انوحؑ کی بیوی کشتی میں نہیں بیٹھی اور کنعان کشتی میں نہیں بیٹھا، نوحؑ نے کشتی سے بیوی کو تو آواز نہیں دی، کہیں نہیں ہے قرآن میں نہیں ہے حدیث میں بھی نہیں ہے تفسیر میں بھی نہیں ہے بیوی کی ضرورت بھی کیا تھی، ایک بیوی ساتھ تھیں عمورہ جو خاندان نبوت کی تھیں اپنے تینوں بیٹوں کے ساتھ تو نسل تو موجود ہے، نافرمان بیوی بھی ہے اب وہ نہیں آتی

تو نہ آئے، باہر ہی باہر جا رہی ہے تو جائے آواز نہیں دیں گے، ہاں قرآن نے یہ کہا کہ نوحؑ نے پکار کر کہا میرا بیٹا یا بیٹا پروردگار ہم چاہتے ہیں کہ بیٹا یہاں آ جائے کشتی میں آ جائے کہا نوحؑ تمہارا اہل نہیں گھر میں پلا ہے محبت ہو گئی ہے پالنے کی تین بیٹے ساتھ ہیں نہیں آ رہا تو پھر کہا نہیں ہے مومن تمہارا اہل نہیں ہے کشتی میں نہیں آ سکتا تنبیہ کی گئی نوحؑ یہ نہیں آئے گا اس کو نہیں لایا جائے گا مگر جانے کیا نوحؑ بتانا چاہ رہے تھے کشتی پہاڑ کے قریب آ رہی ہے اور نوحؑ کہہ رہے ہیں آ جا کشتی میں آ جا تو بچ جائے گا اور کنعان کہہ رہا ہے بابا جان پہاڑ بچالے گا مجھے اطمینان ہے یہ پہاڑ بچالے گا کچھ لوگوں کو پہاڑوں پہ اعتماد ہے کچھ کو کشتیوں پہ کشتی کا اعتماد اور ہے پہاڑ پہ اعتماد اور ہے نوحؑ کہہ رہے ہیں آ جا پانی بڑھا پانی بڑھا دو بارہ اس لیے پڑھ رہا ہوں کہ موضوع ہے آج اور پیر کو پانی چھو رہا تھا اور نوحؑ نے آواز دی آ جا دیکھ پانی تیرے قدموں تک پہنچا کہا نہیں نہیں یہ پہاڑ ہے میں اوپر چڑھتا جاؤں گا یہ پہاڑ مجھے بچالے گا، پانی گھٹنے تک آیا نوحؑ نے کہا آ جا، آ جا کشتی بچائے گی، آج کوئی چیز تجھے بچا نہیں سکتی، پانی کمر تک آیا، نوحؑ نے دیکھا کہا آ جا، اب بھی آ جا کنعان، نے کہا پہاڑ مجھے بچالے گا، پانی سینے سینے آیا نوحؑ نے آواز دی اب بھی آ جا پانی گلے گلے آیا، سارے محاورے میرے ضائع کر دیئے سارے اردو کے محاورے آپ ضائع کر گئے، پانی گلے گلے آیا جب پانی گلے گلے آ جائے تو پھر یقین ہو جاتا ہے اب نہیں بچے گا، اب نوحؑ نے آواز دی اب بھی آ جا، اب اس کے بعد تو کچھ نہیں ہے سانس گئی نا، تو اب تو نوحؑ سمجھ رہے تھے کہ اب تو کہہ دے گا کہ جب گلے گلے آ گیا تو گھبرا کے کہے گا آیا، لیکن کیا کہا نہیں آؤں گا، پانی سر سے اُونچا ہو گیا، ہاتھ پانی سے نکلا اور کہتا رہا نہیں آؤں گا، پہاڑ مجھے بچالے گا، تو ڈوب رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ پہاڑ مجھے بچا



لے گا، کیا کنعان کو معلوم نہیں تھا کہ میں ڈوب جاؤں گا، تو پھر سفینے میں کیوں نہیں آ رہا تھا، اب مسئلہ یہ نہیں تھا آنے جانے کا مسئلہ نہیں تھا، مسئلہ تھا ضد کا نوع کو بچانا نہیں تھا بلکہ سفینے کے دشمن کو دکھانا تھا، اب سمجھ لو ہر سال محرم میں ہم کیوں کہتے ہیں کہ آ جاؤ آ جاؤ آ جاؤ ادھر ضد بڑھتی جاتی ہے ضد بڑھتی جاتی ہے نہیں آئیں گے پہاڑ بچالے گا، نوع نے بہت سی باتیں بتادیں، کہا یہ بھی دیکھا تم نے یہ بھی دیکھا تم نے، پہاڑ نے چڑھایا اس کو کندھے پہ جو جس کو اپنے کندھے پر چڑھاتا ہے اونچا کرتا ہے، بلند کرتا ہے اس کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ پہلے وہی ڈوبے گا، پہاڑ پہلے ڈوبا، کنعان بعد میں ڈوبا، پہلے رہنما ڈوبتا ہے، پھر قوم والے ڈوبتے ہیں، یہ تمہارا اہل نہیں تھا، فائل بند ہوگئی نوع کے گھر میں پلا بیٹا نہیں تھا، صلب سے تو کیا ہوا ماحول تو ملا تھا نبوت کے گھرانے کا، پھر بھی کافر نکل گیا، فائل بند ہوگئی جس کے گھر میں بیٹا پلے اور کافر ہو فائل بند ہوگئی، علیؑ نے کہا فائل کھلے نوع کی فائل کھلی تو ایک بیٹا پالا علیؑ نے محمد ابن ابی بکر، بیوہ ہے اسماء انصاریہ حاکم وقت کی بیوہ علیؑ نے نکاح کر لیا، ابو بکر بیٹا ہے اسماء انصاریہ گود میں لے کر آئی ہے، اسماء انصاریہ اس گھر کی دیرینہ کنیز تھی، لوگ غلطی سے اسماء بنت عمیس زوجہ جعفر طیار کو سمجھتے ہیں، یہ الگ ہیں، نام علیؑ نے رکھا محمد اب جو پالا تو حسن حسینؑ کے پیچھے پیچھے چلا جہاں حسنؑ و حسینؑ خاک قدم اٹھاتا ہوا تو بیٹا ابو بکر تھا پلا آغوش معصوم میں، پچیس برس کا بیٹا ہوا تو - علم فقہ میں کامل ہوا، پچیس برس کی عمر میں معرکہ درپیش ہوا معرکہ قیامت کا تھا، مصر والے یہ کہتے تھے کہ یہ صاحبزادے ہیں کسی کی یادگار ان کو گورنر بنا دیجئے، علم ان کا، فقہ ان کی، سیرت ان کی، کردار ان کا، خط لکھ کر دے دیا حاکم نے انہیں مصر کی گورنری دے دی محمد چلے محمد ابن ابی بکر چلے گھوڑے پر بیٹھ کر اور وزراء کو لے کر راستے میں دیکھا ایک اونٹ سوار جاتا ہے



بلوایا کہا کہاں جاتا ہے کہا میں فلاں کا غلام ہوں تو کہا تو کہاں جاتا ہے کہا مجھے پیغام دے کر بھیجا ہے کہا کوئی خط ہے کہا کہ ہم تو نہیں بتائیں گے مشک کو چھاڑا گیا اس میں سے خط نکلا خط میں یہ لکھا تھا محمد ابی ابی بکر جیسے ہی مصر آئیں انہیں قتل کر دیا جائے ایک خط یہ تھا ایک خط وہ تھا دونوں پر مہر لگی ہوئی تھی وہاں سے محمد واپس ہوئے خط لا کر سامنے رکھا کہا یہ بھی تمہاری مہر یہ بھی تمہاری مہر بس پھر تو مدینے میں قیامت ہوگئی دوسرے دن ایک آفت ہوگئی قیامت ہوگئی وہ سب آپ کو معلوم ہے کہ کیا ہوا اور وہ سب اخبارات بھی لکھتے رہتے ہیں میں کیا پڑھوں اور اس کے بعد علیؑ نے اپنے عہد میں مصر کا گورنر بنا کر بھیجا عمرو بن عاص نے حملہ کیا مصر میں کئی لاکھ کی فوج لے کر محمدؐ نے علیؑ کو خط لکھا کہا لشکر آتا ہے جب تک لشکر پہنچے محمد کو قتل کر دیا گیا، گدھے کی کھال میں لپیٹ کر جلا دیا گیا۔ ایک صحابی نے دوسرے صحابی کو گدھے کی کھال میں جلایا، دونوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بھی صحابی یہ بھی صحابی، نہیں آپ نہیں پہنچے، فخر ہے اس بات پہ کہ رسولؐ کے سالے کتنے ہیں وہ بھی سالے ہیں جنہوں نے جلایا ہے جس کو جلایا وہ بھی سالہ۔ اس کو عربی میں کہتے ہیں خال رسولؐ لیکن اُن کا چرچا زیادہ ہے ان کا نہیں کیوں؟ علیؑ نے جو بیٹا بنایا ہے جو علیؑ سے لڑے وہ بہت اچھا ہے یہ ہے تاریخ کا مسئلہ یہ ہے تاریخ کی کمزوری جو علیؑ سے لڑے اچھا علیؑ کے گھر میں پلے سر کاٹ کر مدینے بھیجا گیا بہن نے ماتم کیا بہن نے پالا تھا بہن نے گود میں پالا تھا بہت چاہتی تھی بہن تو مدینے میں دونوں کی بہنیں موجود، اُم حبیبہ بھی موجود اُم المومنین بھی موجود ہیں دونوں اُم المومنین ایک کا بھائی مارا گیا دوسرے کے بھائی نے مارا تو ایک کی بہن نے بھنا ہوا بکرے کا سر بھجوا یا ایک کے پاس کہا کہ اس طرح تمہارا بھائی بھون ڈالا گیا، مبارک باد دی جاتی تھی چونکہ وہ بنی تیم سے تھے اور یہ بنی اُمیہ سے اقتدار بنی اُمیہ

کے پاس تھا تو بنی تیم کمزور ہو گئے، لوگوں نے لکھا علیؑ کو سیاست نہیں آتی تھی، چھتیس بجری میں محمد اٹھائیس برس کے ہو گئے اُنیسویں برس میں شہادت ہو گئی کتنی عمر پائی اُنتیس برس ایک بیٹا قاسم چھوڑ کر مر گئے قاسم کی بیٹی اُم فروہ حضرت امام جعفر صادقؑ کی والدہ گرامی، اٹھائیس برس کی عمر میں، علیؑ کو سیاست نہیں آتی تھی جملہ سن لیا نا آپ نے تاریخ کا علیؑ کو سیاست نہیں آتی تھی، بیٹا پالا اُنتیس برس میں شہادت کا کام لینا ہے علیؑ کو، علیؑ کو یہ بتانا تھا کہ تمہاری سیاست وقتی ہوتی ہے ہماری سیاست مستقبل کو دیکھتی ہے، تم اس سیاست کو نہیں پاسکتے تم سیاست داں نہیں بن سکتے گھمسان کی لڑائی تھی چاروں طرف لشکر تھا اور مہار تھا مے ہوئے سب مر رہے تھے کٹ رہے تھے دس ہزار آدمی کٹ گئے مہار کو بچانے میں اور پھر کسی نے ٹانگیں اونٹ کی کاٹیں کسی نے آنکھ میں نیزہ مارا اور پھر ٹانگ کٹ کے ناقہ گرا اور میدان تھا کھلے عام اور ایک بی بی کیا قیامت ہے، لایا نہیں گیا آئیں، ادھر علیؑ ہیں امام وقت ہے، وارثِ انبیاءؑ ہے، وہاں یہ انتظار ہے کہ کوئی بات ہو تو میں کہہ سکوں کہ یہ غلطی علیؑ سے ہوئی، علیؑ جس غلطی کو ہونا چاہئے تھا کسی کی نظر میں اس کا انتظام اُنتیس برس پہلے کر چکے تھے بھی اُنتیس برس کی محنت کو ضائع نہ کر دیجئے گا، کہا محمد ادھر ناقہ گرا عماری گری کہا محمد بہن کو سنبھالو اور کوئی نہ بڑھے، سب پیچھے ہٹے، محمد ابن ابی بکر آگے بڑھے اور عماری کے پردے میں ہاتھ ڈالا، آواز آئی یہ کون نامحرم ہے جو نبیؐ کی ناموس کو چھو رہا ہے، اللہ اس کو جلانے، کہا یہ کہو کہ جہنم میں نہ جلانے، دنیا میں جلانے میں تمہارا بھائی محمد ہوں، خاموش، جواب کیا تھا معلوم تھا علیؑ کو نا کہ یہ الزام لگ سکتا ہے، باز کسی نے چھوا ہے، قیامت ہو جاتی تاریخ میں تو ایک بچے کو گود میں پالا، کہا نوخ کی فائل بند کی جائے، یوں پالتے ہیں غیر کے بچے کو اگر امامت کی گود مل جائے عصمت کی چھاؤں مل جائے

تو، پروردگار! ہوں نا میں وارثِ انبیاء ایسا بیٹا پالا، تو صلہ بھی دے دیا امامت کے لہو میں لہو ملا لیا امام صادقؑ کے پرانا بن گئے نہیں سمجھ رہے ہیں آپ ارے یہ گھرا نا پہلے بھی ہمارا ننھیال تھا اور قیامت تک ننھیال رہے گا تو مسلمانو! سنا ہے نواسوں کے بہت ناز اٹھائے جاتے ہیں تو نواسہ سمجھ کر احترام کرو اب مشکل تو نہیں ہے نبیؐ نے بتا دیا کہ نواسے کا احترام کرو، اب مشکل تو نہیں ہے نبیؐ نے بتا دیا کہ نواسے کا احترام کیا ہوتا ہے، نوحؑ کشتی سے اترے آبادی ہوئی سام، حام، یافث، نوحؑ نے تینوں کو وصیت کر دی سام کی نسل میں نبوت جائے گی اور حام اور یافث کی اولاد سام کے بچوں کی غلامی کرے گی، حام کی اولاد میں ترک سے لے کر حبش تک سب حام کی اولاد ہیں، عرب ایران اور روم سام کی اولاد ہیں اور یورپ اور امریکہ کی تمام انسانی آبادی یافث کی اولادیں، پوری آبادی دنیا کی نوحؑ کے تین بیٹوں سے آباد ہے، افریقہ سے یورپ تک یافث کی اولاد چائنا، ترک ماسکو حام کی اولاد، اس طرح دنیا میں حضرت نوحؑ کی اولاد آباد ہو گئی۔

حضرت علیؑ وارثِ انبیاءؑ نے انتخاب کیا حسینؑ کے لئے شہر بانو پھر ایک علیؑ آیا بھی جملہ ضائع نہ کیجئے گا، پھر ایک علیؑ آیا باپ کی طرف سے سامی ماں کی طرف سے امام زین العابدینؑ، سامی النسل عربی و عجمی تھے، گود کے لحاظ سے یافثی جناب فضتہ یافث کی نسل میں تھیں، اس لیے کہا گیا نوحؑ آلِ محمدؑ یعنی نوحؑ کے بعد دوبارہ بگڑ کے دنیا پھر بسی امام زین العابدینؑ نوحؑ آلِ محمدؑ ہیں کیوں کہ سادات کربلا میں قتل ہوئے، نسل دوبارہ آباد ہوئی، آلِ رسولؐ ان کی وجہ سے ہے اس لیے یہ نوحؑ آلِ محمدؑ ہیں۔ پھر سام کے بیٹے ہوئے پھر حام کے بیٹے ہوئے پھر یافث کے بیٹے ہوئے، سب کے دس دس بیٹے ہوئے اور دس دس بیٹوں کو ایک ایک مُلک ملا وہ مُلک اسی بیٹے کے نام پر ہو گیا سام کے بیٹوں میں سب سے بڑا بیٹا عرب تھا اس

سے چھوٹا شام تھا پھر عراق تھا پھر یمن تھا حام کی اولاد میں سب سے بڑا ترک تھا ایک بیٹے کا نام رُوس تھا ایک کا نام چین تھا ایک کا نام لاجپن تھا، ایک کا نام یونان تھا اسی طرح یافت کے بیٹوں کے نام ایک کا نام افریقہ تھا یہ سب بیٹوں کے نام پہ زمینیں ہو گئیں پھر جب پوتے اور پروتے ہوئے تو زمینوں میں پھر صوبے بسے اور شہر بسے تو اب حام کی اولاد میں جب پوتے ہوئے تو بڑے پوتے کا نام ہند تھا چھوٹے کا نام سندھ تھا تیسرے کا نام ملتان تھا یہاں تک کہ پروتے آئے تو سب سے بڑا پوتا اس کا نام مذک تھا اور یہ اپنی اپنی زمینوں پر تھے اور سب نے وصیت نامے لکھ لکھ کے چھوڑ دیئے تھے اس طرح ملک بسے بیٹی نوخ کی ایک تھی بھائیوں نے جب زمین بسائیں روم چین، ہند پورے علاقے کو ملا کے بہن کے نام پہ اس علاقے کا نام رکھا ایشیاء یہ حضرت نوخ کی بیٹی کا نام ہے ایشیاء سمجھ رہے ہیں نا، آپ یوں نوخ کی کشتی کے بعد چونکہ طوفان سے سب تباہ ہو گیا تھا تو یوں آباد کیا کہ نقشہ آپ کے سامنے ہے گلوب گھماتے رہیں نقشہ دیکھتے رہیں، جیسے بگاڑا تھا ویسے بنا دیا اللہ کے لیے نہ بگاڑنا مشکل ہے نہ بنانا اللہ کہتا ہے اگر اس پہ اکڑے ہوئے ہو کہ ہم زمین کی رونق ہیں تو غلط خیال ہے صفحہ ہستی سے مٹا کے جب چاہے بہتر افراد سے پھر دنیا بنادے کشتی رُکی قبر آدھ میں آدھ کو دفن کیا بیٹوں کو وصیت کی جب حضرت نوخ کا انتقال ہوا تو دوسری قبر میں دفن ہوئے اور وہ پتھر نوخ نے رکھ لیا تھا جس پر حضرت علی کا نام لکھا تھا، نوخ بنا کے تو یہ وہ قبر ہے جو آدھ اور نوخ نے مل کر بنائی اور علی نے یہ وصیت کی تھی کہ جب تم حسن قبر کھودو گے وہاں سے ایک لوح نکلے گی جس میں یہ لکھا ہوگا یہ وہ قبر ہے جسے آدھ اور نوخ نے مل کر بنایا، ابراہیم نے بعد میں وہ زمین خریدی قیمت وارث نے ادا کی اب کل جب حضرت ابراہیم کے حالات پر تقریر ہوگی اس میں تفصیل آئے گی کہ نجف کو

ابراہیمؑ نے خرید لیا تو گویا دودا دادا کی زمینیں بھی خرید لیں نوخؑ اور آدمؑ کی اور آنے والے وارث کی قبر بھی خرید لی، دوبارہ علیؑ جب کوفے آئے تو پھر قیمت دے دی، ایک زمین وہ کہ جس کی قیمت کئی کئی بار دی گئی اور ایک وہ زمین جس کی قیمت اب تک نہیں دی گئی، رسول اللہ کے حجرے کی زمین کی قیمت جب تک اولاد کو ادا نہ کی جائے وہاں کوئی دفن نہیں ہو سکتا، اسلام میں تو یہ ہے کہ جو بغیر قیمت قبر میں دفن ہوگا تو کیا ہوگا یہ تو طے ہے اب تقریر کے فضائل کے جملے ختم کرتے کرتے چند جملے سماعت کیجئے، جب علیؑ کی زیارت پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں اس پر سلام ہو جس کے ایک پہلو میں آدمؑ، جس کے ایک پہلو میں نوخؑ تو آدمؑ اور نوخؑ نبی تھے وہ جان رہے تھے کہ اگر ادھر ادھر قبریں بن گئیں تو آدمؑ کہاں، قافلے ڈاکٹر محسن لے کر جاتے ہیں، قافلہ حضرت آدمؑ کی قبر پہ اچھا آج بنا کر دیکھ لیں کل اعلان کریں کہ ڈاکٹر محسن نوخؑ کی قبر پر قافلہ لے جائیں گے۔ جھانک کر تو دیکھے کوئی ادھر حضرت موسیٰؑ کی قبر پر چلیں کتنے لوگ جائیں گے خیر بھی کوئی اسرائیل میں پھنس جائے حضرت موسیٰؑ تو وہاں ہیں، جانے کہاں ہے حضرت موسیٰؑ کی قبر پہ آپ کہاں لے جائیں گے کس ملک میں دھانس دیں گے جانے۔ جگہ تو مشہور ہو ارے جب انبیاءؑ کی قبریں مشہور ہیں تو پھر بنی امیہ اے دشمنانِ اہل بیتؑ تمہارا نام کہاں رہے گا یہ تو فخر مل گیا صرف آل رسولؑ کو کہ سب کا نشانِ قبر ہے اور آخر میں یہ جملے کہتے ہوئے کوئی کسی کے پہلو کو پا کے فخر کرے یہ بات اور ہے، نہیں آدمؑ اور نوخؑ علیؑ کے پہلو میں لیٹ کر فخر کر رہے ہیں تو کریں، اس لیے آدمؑ اور نوخؑ نے اپنی قبریں علیؑ کے ادھر ادھر بنائیں تاکہ قیامت تک پتہ چلے کہ انبیاءؑ کا وارث کون ہے کیا کہا تھا اور لیسؑ نے اب وجد بس باپ اور دادا یاد رکھنا ابجد، آدمؑ اور نوخؑ نے ابجد کے معنی بتا دیئے کہ علیؑ کی وجہ سے اب بھی رہ گیا اور جد بھی۔

اجد اور اب وجد اجد سمجھنا ہے تو نجف ضرور جانا ہے باب مدینۃ العلم ہی بتائے گا کہ اجد کے معنی کیا ہیں بیچ میں وارث ہے ادھر اب ہے ادھر جد ہے بس نجف سے نکلو اجد اگر اب یاد ہو گیا تو سارا علم محمد تمہیں آ جائے گا جب اجد ہی نہیں سیکھو گے تو قرآن کیا سمجھو گے وہاں جاؤ جس سرزمین کا نام نجف ہے اب تفصیل نجف کی کل پڑھیں گے اس لیے کہ حضرت ابراہیمؑ سے متعلق بات ہے کشتی نجات آل محمدؐ کشتی نجات بڑا شور ہوا انہوں نے کہا کہ ایک اور حدیث بھی ہے کہا گیا آل رسولؐ مثل سفینہ نوحؑ ہیں اور اصحاب رسولؐ ستاروں کی مانند ہیں اور جس نے ایک بھی ستارے کو پکڑ لیا وہ فلاح پا گیا اب آپ خود دیکھ لیجئے کہ کشتی جو چلتی ہے ستاروں کو دیکھ دیکھ کے چلتی ہے تو کشتی جو ہے بغیر ستاروں کے نہیں چل سکتی۔ اصحاب ستارے ہیں آل محمدؐ کشتی ہیں تو آل محمدؐ اصحاب کے محتاج ہیں جھوٹی حدیث بنانے والا یہ بھول گیا کہ جب کشتی نوحؑ چل رہی تھی تو گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا ایک بھی ستارا نہیں تھا۔ ستاروں کا کیا کام ستارے تو چھپ گئے تھے کربلا میں، آفتاب نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیا تھا گہن لگ گیا تھا آفتاب کو کبھی آپ نے یہ سوچا ہے ستارے چھپ گئے بادلوں کے پیچھے سیاہ بادل آگئے عصر کے وقت کربلا میں سیاہ آندھی اٹھی ستاروں نے اپنے آپ کو چھپا لیا آفتاب نے اپنے اوپر سیاہ نقاب ڈالی۔ پتہ ہے عصر کے وقت یہ تیاریاں کیوں ہوئیں کچھ دیر کے بعد جو ہونے والا تھا آفتاب نے نہیں چاہا کہ میں دیکھوں زمین کو کھلے سر ہم اپنے وقت سے اس منزل پر آگئے تقریر خاتمے پر پہنچی آج دیکھتے ہی دیکھتے پانچ تقریریں ہو گئیں دوستوں کی فرمائش یہ مصائب بھی پڑھئے یہ بھی پڑھئے ایک طرف فضائی کوشش یہ ہوتی ہے سب چیزیں وقت کے اندر ہوں، اپنی تو کوشش ہے ہدیہ وہاں جاتا ہے آنکھیں آپ کی قبول کرتی ہیں دل و دماغ جذب کرتے

ہیں آپ کے دل و دماغ آپ کی محبتیں اہل بیت سے اس کی تعریف کوئی کیا کر سکتا ہے، کیا جزا ہے اللہ اکبر بہت بڑی جزا ہے مجلس میں آنا بیٹھنا درود پڑھنا پھر رونا زیارت پڑھ کے گھر جانا بڑا شرف ہے ارے حسینؑ کا ذکر سننا بہت بڑا اجر ہے۔ ذرا سا ایک جملہ میرا غور سے سننا جب حسینؑ کا ذکر سننا اتنا بڑا اجر ہے تو حسینؑ کی بہن کا ذکر سننا کتنا بڑا اجر ہوگا۔ کیوں؟ پتہ ہے کیوں اس لیے کہ بھائی بہن کو بہت چاہتا ہے اور بہن بھائی کو بہت چاہتی ہے سترہ ہجری میں شادی ہوئی جناب زینبؑ کی عبداللہ ابن جعفرؑ کے ساتھ بیاہ کے اپنے گھر گئیں ایک دن دو دن تیسرا دن جو آیا تو تمام عورتوں نے دیکھا کہ صبح سے جو زینبؑ نے رونا شروع کیا تو آنسو نہیں تھمتے ایک ایک بی بی نے جا کر سمجھایا بی بی ہر لڑکی کو اپنے شوہر کے گھر میں جانا ہی ہوتا ہے تمہارے باپ کا گھر چھوٹ گیا کیا گھر بہت یاد آ رہا ہے؟ مجھے اس کا صدمہ نہیں ہے مجھے معلوم ہے کہ میری ماں بھی بیاہ کر شوہر کے گھر آئی تھیں اور ہر بیٹی کو شوہر کے گھر جانا ہوتا ہے تمہیں نہیں معلوم میں کیوں رو رہی ہوں تم میری مصیبت کو سمجھ ہی نہیں سکتیں، انہوں نے کہا بتا دو زینبؑ کیا بات ہے؟ کہا تمہیں نہیں معلوم میں صبح اٹھ کر ہر روز اپنے بھائی حسینؑ کا چہرہ دیکھتی تھی آج تیسرا دن ہے میں نے اب تک اپنے بھائی حسینؑ کا چہرہ نہیں دیکھا ہے، آپ بہت روئیں گے اس وقت مگر میں چاہتا ہوں کہ اس طرح سنئے کہ دل میں آپ کے محبت کا ایک دریا موجزن ہو جائے، میں وہ محبت سنانے جا رہا ہوں بھائی کو خبر ہوئی بھائی آ گیا بہن کو لینے چلو زینبؑ حسینؑ کو معلوم ہے بہن کتنا چاہتی ہے یہ فیصلہ تاریخ نہ کر سکی کہ بہن بھائی کو زیادہ چاہتی تھی کہ بھائی بہن کو ہم اتنا بڑا جملہ آسانی سے کہہ گئے اگر آپ پڑھتے اور میں سنتا تو میں یہیں تڑپ کے مر جاتا۔ یہ پتہ نہ چلا کہ دونوں میں ایک دوسرے کو کون سب سے زیادہ چاہتا تھا۔ آرام کر



رہی ہیں زینبؓ سورج کی ایک کرن زینبؓ کے چہرے کی طرف پڑی ہلکی سی دھوپ آئی ادھر سے گزرے حسینؑ ایک بار دیکھا بہن کے چہرے پر دھوپ ہے دوش سے عبا اتاری اور بہن کے سامنے دونوں ہاتھ سے عبا کا سایہ کر کے کھڑے ہو گئے، بہن سورہی ہے بھائی عبا کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔ اب جو سایہ پڑا تو بہن کی آنکھ کھلی کہا بھائی کب سے کھڑے ہو کہا دیر ہوئی کہا تم تو امام ہو تم تو معصوم ہو میں تم سے چھوٹی ہوں کہا ہاں زینبؓ میرے گھر میں تم فاطمہ زہراؑ کی جگہ ہو، بات ختم ہو گئی حسینؑ چلے گئے عبا لے کر باہر اب زینبؓ کا یہ عالم کہ دن بھر میں کام بھی کرتی ہیں بات بھی کرتی ہیں لیکن کچھ لمحے ایسے آتے ہیں خاموش ہو کے ہاتھ رکھ کے چہرے پہ بیٹھ جاتی ہیں سو افضہؓ کسی کو کیا معلوم کہ زینبؓ کیا سوچتی ہیں فوراً افضہؓ آتی ہیں کہتی ہیں بی بی بی کیا سوچتی ہیں آپ کہ تھوڑی تھوڑی دیر میں آپ اداس کیوں ہو جاتی ہیں، کہا افضہؓ کیا بتائیں جب سے بھائی نے مجھ پر چادر کا سایہ کیا ہے میرا دل بے قرار رہتا ہے بھائی بڑا ہے، امام وقت ہے اس کا ایک ادب ہے افضہؓ بس یہی دل چاہتا ہے کبھی ایسا وقت آئے افضہؓ میرا بھائی سورہا ہو زینبؓ سر کی چادر اتار کے بھائی پہ سایہ کرے افضہؓ بہت دل چاہتا ہے بھائی سورہا ہو اور زینبؓ کی چادر کا سایہ۔ گیارہ محرم کو ایک بار بہن نے دیکھا دھوپ بہت تیز ہے آواز دی بھیا سایہ کرتی، دیکھ رہا ہوں بڑی نورانی مجلس ہو گئی خوب گریہ کر لیا آپ نے لیکن کمال کی منزل تک مجلس کو پہنچا دیجئے، مجلس کو یادگار بنا لیجئے گا تاکہ آپ کو یاد رہے کہ مجلس یہ ہے بہن کی محبت، یہ ہے بھائی کی محبت، نہیں کچھ اور سن لو! ہمیشہ یہ ہوتا کہ جب کبھی حسینؑ مدینے سے باہر جاتے یا گھر سے باہر جاتے تو بہن سے مل کے جاتے پتہ ہے کیا طریقہ تھا جب حسینؑ جانے لگتے تو بہن عمامہ لائیں عبا لائیں قبالاتیں یعنی بہن رخصت کرتی تھیں بھائی کا لباس زینبؓ کے پاس رہتا تھا

زینبؓ کو معلوم ہے جب بھائی لباس مانگے گا تو گویا کہیں جا رہا ہے تو ایک جملہ کہتی تھیں جب چلنے لگتا بھائی خدا حافظ کہتیں پھر اتنا کہتیں بھیا یہ بتا دو کب آؤ گے حسینؓ بتا دیتے، اتنی دیر میں آؤں گا، زینبؓ اس حساب سے دروازے کے پاس جا کے کھڑی ہو جاتی، یہ وقت ہے میرے بھائی کے آنے کا، ایک دن حسینؓ گئے کہہ کے گئے جلدی آؤں گا لیکن بہت دیر ہو گئی اب زینبؓ کا یہ عالم، فضہ ذرا باہر پتہ تو لگا بھائی واپس آ گیا اب عالم یہ ہے کہ کبھی حجرے میں جاتیں کبھی صحن میں ٹہلتی ہیں کبھی صدر دروازے تک جاتی ہیں یہاں تک کہ پورا دن گزر گیا آدھی رات گزر گئی جب آدھی رات ہو گئی حجرے سے صحن تک آتے آتے تو تھک گئیں دروازے کے پردے کے پاس وہیں لگ کے بیٹھ گئیں اور ذرا سا ڈیوڑھی کا سہارا لیا اور سر لگا لیا کہ آنکھ سی لگ گئی کہ ایسے میں دروازہ کھلا قدموں کی آواز آئی زینبؓ کی آنکھ کھلی دیکھا دروازے پہ بہن بیٹھی ہے بے اختیار ہو کر کہا بھیا جب سے تم گئے ہو جب سے تم سدھارے بہن یہیں ہے انتظار کر رہی ہے تو بے اختیار حسینؓ نے کہا کہ زینبؓ اتنی محبت کرتی ہو کہ اگر میں باہر چلا جاؤں تو میرے انتظار میں چوٹ پہ بیٹھ جاتی ہو زینبؓ ایک بات بتا دو اگر کبھی بھائی گیا اور واپس نہ آیا تو کیا کرو گی بس ہو گئی تقریر، اے زینبؓ بھائی اگر گیا اور واپس نہ آیا تو بے اختیار کہا بھیا کیا وہ دن بھی آنے والا ہے کہ تم جاؤ گے اور بہن انتظار کرتی رہے گی کہا زینبؓ عادت ڈالو اے زینبؓ ایک دن آنے والا ہے اور وہ دن جب آیا تو درخیمہ پر گھوڑا آیا اب جو زینبؓ نے پردہ اُلٹا تو گھوڑا خالی تھا، زین ڈھلکا ہوا، باگیں کٹی ہوئی، کہا اے ذوالجناح میرا بھائی کہاں ہے زینبؓ تیز قدموں سے مقتل کی طرف چلیں بھائی نہیں آیا، بھائی نہیں آیا۔ (ماتم حسینؓ، یا حسینؓ، یا حسینؓ)

[illegible]

لست از آن پارسا
سخن می شنود

پڑتا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ بہت سے خزانوں کا ابھی پتہ نہیں تو جس طرح لاکھوں چیزوں کو زمین اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے اسی طرح ہزاروں تہذیبیں بھی زمین اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہے شہر آباد ہوئے ملک آباد ہوئے طوفان آ یا سیلاب آیا تہذیبیں دفن ہو گئیں ان پر خاک اُڑ گئی اوپر ایک اور شہر بن گیا وہ بھی دفن ہوا اس پر ایک اور شہر بن گیا بس یہ روز کا معمول ہے کہ تہذیبیں مٹی ہیں تہہ خاک جاتی ہیں اوپر ایک تہہ جمتی ہے نئی تہذیب آ جاتی ہے یہ صدیوں سے ہو رہا ہے انسان نے اس کی بھی تلاش شروع کی اور زمین کی کھدائیوں سے اس نے ملک اور شہر برآمد کئے، کھود کھود کر نکالے اور یوں ایک علم آ گیا یونیورسٹیز (universities) میں پڑھایا جانے لگا زمین کی کھدائی آثارِ قدیمہ کی تلاش اور ان کی نمائش ان کو میوزیم کی طرح سجادینا، آئے دن کوئی نہ کوئی نئی خبر آتی رہتی ہے فلاں ملک میں ایک شہر دریافت ہوا ایک بستی برآمد ہوئی آثار سے پتہ چلتا ہے کئی ہزار برس پرانی ہے کئی لاکھ برس پرانی ہے، برتن نکلتے ہیں، چیزیں نکلتی ہیں، سکے نکلتے ہیں، عمارتیں نکلتی ہیں، پوری پوری ہڈیاں نکلتی ہیں، ڈھانچے نکلتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے یہ کس عالم میں تھے جب تباہ ہوئے کیا کر رہے تھے، سو رہے تھے، جاگ رہے تھے، کیا کر رہے تھے تو پرانی مردہ تہذیب زمین سے نکلتی ہے تو تہذیبوں کو بھی زمین اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہے، بڑے بڑے پروفیسرز ریسرچ اسکالرز بیٹھ کے اس پر کتابیں لکھتے ہیں ضخیم ضخیم موٹی موٹی کتابیں لکھتے ہیں ایسی ہی کتابوں میں ایک کتاب کا نام ہے ”تاریخِ بابل“ (History of Caladia) اس کتاب کا مصنف ہے راک ہمرڈ (Rock Hamard) ۱۸۸۷ء میں عراق میں دنیا کی سب سے پرانی تہذیب کھود کر نکالی گئی جس طرح آپ کے یہاں سندھ میں موئن جو دڑو ہے ہڑپہ ہے یہ بعد کی تہذیبیں ہیں بالکل



دنیا کی سب سے پرانی تہذیب مون ”Mone“ سنسکرت کا لفظ ہے جو دارومون معنی خاموش، جو دارو خاموش مردوں کی وادی۔ جب عراق میں کھدائی ہوئی تو ایک پورا شہر برآمد ہوا اور پورا شہر نکال لیا گیا کھود کے اور اس پر اس مؤرخ راک ہیرڈ نے کتاب لکھی، کلدانیہ کہتے ہیں عراق کی پرانی تہذیب جس کا ترجمہ ہے تاریخ بابل و نینوا، وادی نینوا کی تاریخ دنیا کا سب سے پرانا شہر اب اس کی ہسٹری (History) میں آپ کو سنا تا ہوں آج کی تقریر کا پورا عنوان اس کی کتاب میرے سامنے ہے میں اس کتاب کے کچھ گوشے سنا کر آپ کا ایک گھنٹہ لوں گا اور تقریر ختم ہو جائے گی اور دوسرے حصے میں تہذیب سناؤں گا، وہ بھی ایک کتاب سے اور یوں مصائب پورے ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے دنیا میں دو شہر آباد ہوئے ایک شہر کا نام ہے دمشق اور ایک شہر کا نام ہے بابل۔ یہ دنیا کے سب سے پرانے شہر ہیں یعنی شہر کی تاریخ شروع ہوتی ہے دمشق، دمشق نوح کے پوتے ارم کا پروتا تھا، اس نے اپنے نام پر ملک شام میں یہ شہر آباد کیا ”دمشق“ شام کے معنی سریانی زبان میں مخوس کے ہیں کیونکہ وہ زمین ہر پیغمبر کے لیے مخوس ثابت ہوئی تھی یعنی پیغمبروں نے اس کا نام مخوس رکھ دیا بہت دیر میں جا کے موضوع بڑھا کبھی کبھی میں سوچنے لگتا ہوں کہ گھر سے ابھی تو آئے ہیں آتے ہی کیسے سو گئے جب میری تمہید ہو رہی ہوتی ہے تو میں دیکھ رہا ہوں یہ ہو کیا رہا ہے روز کے جاگے ہوئے سامعین شروع میں کیوں سوتے ہیں؟ یا شاید ریست (rest) کرتے ہیں کہ ابھی تو جاگنا ہی ہے تو بہر حال پتہ چلا کہ سن رہے تھے آپ، اب یہ تو مجبوریاں ہیں اپنا انداز تو بدل نہیں سکتے ہمیں تو معلوم ہے کہ ہمارے بیان سے سب کھو جاتے ہیں دیکھنے لگتے ہیں وہیں پہنچ جاتے ہیں چاہتے ہیں کوئی ڈسٹرب (disturb) نہ کرے ہم جانتے ہیں یہ سب ہمیں پتہ ہے لیکن ہم بار



بار پہنچیں گے تو ہیں نہیں، پیٹ میں انگلیاں تو ماریں گے نہیں کہ سنئے سنئے یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ سنا کیسے جاتا ہے لیکن یہ کہ ایک مجبوری یہ بھی ہے کہ ذاکر کو بھی یہ پتہ چلے کہ سنا جا رہا ہے خطیب کو بھی معلوم ہونا چاہیے اسی جملے پہ تقریر ختم کریں گے کہ دنیا کے سب سے پرانے ملک دمشق اور بابل ہیں جب یہ جملہ پھر ری پیٹ (Repeat) ہو تو سمجھ جائیے گا ہم نے مصائب شروع کر دیئے اب اتنی باتیں پہلے سے کون بتا دے گا لیکن ہم بتا رہے ہیں یہ سب بھی ہم بتا دیتے ہیں آپ کو۔ دمشق پہلا شہر دوسری تہذیب بابل جسے تہذیب کلدانیہ کہتے ہیں تارخ نینوا کہتے ہیں، عراق کا نینوا یہ دنیا کا سب سے بڑا شہر تھا بہت طویل شہر تھا بیت عظیم تھا پتھروں کی عظیم عمارتیں تھیں، بڑے بڑے ستون تھے، گول طویل قامت مینار تھے آسمان سے باتیں کر رہے تھے، بڑے بڑے مندر تھے، لبق و دق مندر، رات و دن اس میں گھنٹے بجتے تھے اور جب گھنٹے بجتے تھے تو شہر گونجنے لگتا تھا گھنٹیوں سے اور شہر کا مالک تھا بادشاہ تھا نمرود اور جب اس کی سواری نکلتی تو باجے تاشے اور جھانجھ بجنے لگتے سنکھ پھونکے جاتے دور ویا سپاہی کھڑے رہتے باادب اور وہ شاہی ہیکل جو سب سے اونچا مندر تھا اس میں بت کو سجدہ کرنے آتا نمرود تو سب اس کو دیکھ کر سجدے میں گرتے جاتے۔ جب سنکھ پھونک دیا جاتا تو جہاں ہوتا وہیں سجدے میں گر جاتا جو جس مقام پر ہوتا جہاں ہوتا وہ سمجھ جاتا کہ سواری آرہی ہے اور لوگ سجدے میں گر جاتے سیڑھیوں کو طے کر کے نمرود ہیکل میں جاتا اور سب سے بڑے بت کو سجدہ کرتا اور عجیب بات ہے کہ جو خود بت کو سجدہ کر رہا تھا وہ لوگوں سے کہتا کہ مجھے خدامانو میں تمہارا خدا ہوں دولت سے اقتدار سے اختیار سے اس نے ایک ایک آدمی سے بابل کے کہلو الیا کہ میں تمہارا خالق ہوں میں تمہارا خدا ہوں مجھ کو خدامانو اور جب ہیکل سے واپس آتا اور کبھی کبھی اگر ایسا ہوتا کہ کسی



آدمی کو پیش کر دیا جاتا کہ اس نے سجدہ نہیں کیا تو اس سے پوچھتا تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ کہا غلطی ہو گئی کہا تجھے قتل کر دیا جائے گا کہ تو نے مجھ کو سجدہ کیوں نہیں کیا تو وہ کہتا کہ رحم رحم رحم تو نمرود کہتا کہ رحم اس وقت ہو سکتا ہے کہ تو یہ بتا کہ تیرے گھر میں بیٹیاں ہیں تو وہ کہتا کہ ہاں بیٹیاں ہیں تو نمرود یہ کہتا ہوا چلا جاتا کہ بیٹیوں کو میرے دربار میں بھجوادو ہم تمہاری خطا کو معاف کر دیں گے، خدائی تھی یہ نمرود کی خدائی تھی بابل کا نام ہی نمرود کی خدائی تھی اس کا ملک تھا اس کا شہر تھا اس کا جاہ و جلال تھا اس کا اختیار تھا اور لوگ اس کے نام سے کانپتے تھے اس کے نام سے ڈرتے تھے نہ ایسا دار السلطنت دیکھا تھا کسی نے نہ ایسا جاہ و جلال دیکھا تھا نہ ایسا جاہ و حشم دیکھا تھا نہ رُعب دیکھا تھا نہ ایسے سپاہی دیکھے تھے نہ ایسے دوڑتے پیادے اور سوار دیکھے تھے سب اس کے نام سے کانپتے تھے، لرزتے تھے، کیا عورت کیا مرد کیا جوان کیا بوڑھے اس کا نام سن کر سب کا دم نکلتا تھا، یہ دوسری بات ہے کہ نوحؑ کے پوتے نے بابل کو آباد کیا تھا، جب طوفانِ نوحؑ تھا تو طوفانِ نوحؑ کے بعد سب سے پہلا شہر جو بسا تھا وہ بابل تھا لیکن جس نے نام رکھا تھا شہر کا اس نے رکھا تھا ”با“ ایرانی میں باب کہتے ہیں دروازے کو عبرانی میں ایلی کہتے ہیں علیؑ کو بابِ الِ ایلی کا دروازہ علیؑ کا دروازہ لیکن اب تو کافر کی سلطنت تھی شہر میں اور مندر بنے ہوئے تھے اختیار بتوں کے پاس تھا اقتدار بتوں کے پاس تھا بڑے بڑے بت بنائے جاتے۔ بتوں کا بزنس (Business) ہوتا تھا آذر ہیڈ (Head) تھا جہاں بت تراشے جاتے تھے لکڑیوں کے خوبصورت بت، سنگ مرمر کے بُت اور وہ بت میلوں میں لگا دیئے جاتے لاکھوں کا میلا ہوتا وہ بُت خرید کر لوگ لے جاتے اپنے گھروں میں سجاتے اپنے مندروں میں اپنے ہیکل میں اپنے معابدوں میں، ان بُتوں کو چڑھا دیا جاتا سجاد یا جاتا ان کے



سامنے روزانہ پھولوں کے چڑھاوے ہوتے جانوروں کی قربانیاں ہوتیں اور کھانے پینے کا سامان ان کے سامنے رکھ دیا جاتا اور ایسے میں خدا بنا ہوا تھا نمرود، نمرود کی خدائی تھی اس کی شاہی تھی کہ رات آدھی گزری تھی کہ تہہ خانے میں پانچ آدمی بیٹھے تھے اور آپس میں بات کر رہے تھے سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ جو نیا مندر بنوا رہا ہے نمرود جو اس شہر کا سب سے اونچا مندر بنے گا اس نے یہ کہا ہے کہ اس کے تین مینار بنوائے جائیں لیکن ہم تین مینار بناتے ہیں جب بن کے تیار ہوتے ہیں اور جب صبح ہوتی ہے تو وہاں تین کی بجائے پانچ مینار نظر آتے ہیں ایک دوسرے سے گفتگو کر رہا تھا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ پہرے لگے ہوئے ہیں چاروں طرف سپاہی ہیں انجینئروں کے علاوہ کوئی اندر جا نہیں سکتا کون آتا ہے یہ کون بنا کے جاتا ہے یہ تین کے پانچ کیسے بنتے ہیں یہیں سے محاورہ نکلا ہے تین پانچ سمجھ میں نہیں آتا کیا بات ہے؟ اس سے کہیں گے تو کیا ہوگا کہا یہ تو کئی بار ہو چکا ہے لیکن اب بتانا پڑے گا اس کو کہ ایسا ہو رہا ہے اس کا حکم ہے کہ مینار تین ہوں بنتے ہیں پانچ اور وہ دن آ گیا کہ جس دن اس کو بتا دیا گیا کہ تمہارا حکم یہ تھا کہ تین مینار بنیں لیکن پانچ بن جاتے ہیں ہم گرا دیتے ہیں پھر پانچ بن جاتے ہیں بابل کے خدا کو غصہ آ گیا کہا ان پانچوں انجینئروں کو قتل کر دو۔ پانچوں کو قتل کر دیا گیا، پانچوں انجینئر قتل ہو گئے انہیں معلوم تھا کہ ہمیں قتل کر دیا جائے گا تو پہلے سے اپنی قبروں کا کتبہ لکھ گئے تھے اور ان پر وصیت تھی کہ جب ہماری قبریں بنیں تو یہ کتبہ لگا دینا اور کتبہ پہ یہ لکھا تھا کہ جانے وہ کون سی طاقتیں ہیں پانچ جو تین کی جگہ اپنے آپ کو منوانا چاہتی ہیں اے دنیا میں آنے والے انسانو! تم انصاف سے بتانا ہماری کیا غلطی تھی حکم اس کا تھا ہماری کیا غلطی ہے تین کی جگہ پانچ بن رہے تھے ہمیں کیوں قتل کیا گیا تم فیصلہ کرنا ہم حق پر تھے یا باطل پر تھے ہمیں کس جرم پہ مارا

گیا ہمیں کیوں قتل کیا گیا تم فیصلہ کرنا، جب ڈراک ہیمینڈ نے اس شہر کو کھودا تو یہ کتبہ نکلا اور یہ لندن کے میوزیم میں رکھا گیا۔ میں ایسے رُوث (Route) سے آپ کو لے کر چل رہا ہوں کہ جہاں جدید سائنس کے ساتھ، نئی ہسٹری، جدید سائنس کہلاتی ہے زمین کی کھدائی جیالوجی (Geology) کہلاتی ہے میں آپ کو اس سبجیکٹ (Subject) سے لے کر چل رہا ہوں کل تک کی تقریریں تاریخ انبیاء سے تھیں آج ذرا سا ہم نے آپ کے لیئے رُوث بدلاتا کہ نوجوان نسلیں یہ نہ سوچیں کہ صرف انبیاء کے قصے سنا دیئے گئے حالانکہ اس میں بھی صرف انبیاء کے قصے موجود نہیں تھے بہت کچھ تھا اور یہ میں قرآن سے ہٹا نہیں حدیث سے ہٹا نہیں ہوں پانچ تقریروں میں لیکن آج جو جدید علوم ہیں اس وقت یورپ اور امریکہ کے ان کی روشنی میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں رات آدھی تھی بہت بڑا قصر تھا، بہت بڑا محل تھا نمرود کا پہلے تو ایک باغ تھا طویل اور اس میں بہت سے سرو کے، شمشاد کے، صنوبر کے درخت تھے، طرح طرح کے پرندے تھے چاروں طرف کمر بند سپاہی تھے زریں کمر غلام تھے، برق انداز تھے کمر میں تلواریں لگائے ہوئے رات بھر ادھر سے اُدھر پھرتے تھے، پہرہ دیتے تھے خدا کا محل تھا اور یہ خدا کے غلام تھے اور قصر نمرود پر سب سے بلند جھنڈا کئی سو گز کا جھنڈا زرد رنگ کا جس پر عقاب کی تصویر تھی اور عقاب پر پھیلائے تھا اور بیچ میں لکھا تھا ”نمرود خدا ہے۔“ آدھی رات تھی دستے ادھر ادھر دوڑ رہے تھے کہ ایک بار گنبد خدائی کا وہ زرد رنگ کا پرچم زمین پر یوں گرا کہ بیچ سے شگافہ ہو گیا اور دستے جو ادھر ادھر سے آرہے تھے ان کے پیروں میں پکچل گیا نمرود کی خدائی کا پرچم۔ بھی بہت غور سے سنئے گا کھونہ جاییے گا جاتے رہیے گا، ہوشیار رہئے گا، میں بہت قریب ہوں آپ کے ذہنوں سے۔ پرچم زمین پر پکچلا گیا، دستے رُک گئے تلوار کے قبضوں پر ہاتھ گئے۔

یہ کیا ہوا پرچم کس نے گرا دیا ابھی تشویش تھی کہ پرچم کیسے گرنا مرد کا ایک بار محل سے ایک شور اٹھا دوڑ و پکڑو جانے نہ پائے کون تھا کون لوگ ہیں شور جو ہوا تو بھاگتے ہوئے اندر کے دستے آئے جو کہ خدا کی خواب گاہ سے دوڑتے ہوئے آرہے تھے ادھر کے دستے ادھر گئے ادھر کے دستے ادھر آئے اب سب ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ کیا ہوا کہ قریبی مصاحبین آگے بڑھے کہا خداوند کیا ہوا؟ کہا اس کو تم لوگوں نے پکڑا کہا یہاں تو کوئی بھی نہیں تھا کہا ابھی ابھی تو میرے خواب گاہ میں ایک جوان آیا جس کی عمر پچیس برس کی تھی چہرہ اس کا چمک رہا تھا آفتاب کی کرنیں نکل رہی تھیں اور وہ مجھے گھور کر کہہ رہا تھا کہ نمرود اب یہ تیری خدائی نہیں رہے گی میں اس کی طرف بڑھا کہ میں اسے قتل کر دوں میں نے دیکھا اس کی پشت پر چودہ نورانی ہستیاں یہ کون لوگ ہیں؟ یہ میری خواب گاہ میں لوگ کیسے آئے جہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا، جوان کون ہے جو ابھی یہاں آیا تھا یہ چودہ لوگ کون ہیں یہ کہاں گئے؟ لوگوں نے دل میں سوچا کہیں نمرود دیوانہ تو نہیں ہو گیا، ہمارا خدا نمرود پاگل تو نہیں ہو گیا؟ یہ اس کو کیا ہو گیا کہا نمرود نہیں تم نہیں سمجھو گے، آئے تھے آئے تھے وہ لوگ آئے تھے ان کے ساتھ وہ جوان تھا چہرہ اس کا بہت روشن تھا جوان تھا، کہا بلواؤ ہمارے بابل شہر کے سارے نجومیوں کو بلواؤ سارے نجومی بلوائے گئے، کہا ہم نے یہ دیکھا نجومیوں نے کہا آپ نے جو دیکھا وہ خواب تھا کہا اور جو یہ پرچم گر رہا ہے، کہا اس خواب کے اثر سے اس کی آمد سے پرچم آپ کا لرزا ہے، کہا بتاؤ تو اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ نجومی زمین پہ بیٹھ گئے ایک بار زائچے بنانے شروع کئے لکیریں کھینچنے لگے اور لکیریں کھینچتے کھینچتے ایک بار نجومی تھر تھر کانپنے لگے اور کہا کہ اے خداوند ہمارا حساب ستاروں کا یہ بتاتا ہے ایک بچہ آپ کی سلطنت میں پیدا ہونے والا ہے اور وہ بچہ بڑا ہو کر آپ کی خدائی کو تہس

[illegible]



باپ کا فرکیسے ہے؟ ایک دن میں اتنا بڑھتے جتنا دنیا کے بچے ایک ہفتے میں بڑھتے ایک ہفتے میں اتنا بڑھتے جتنا دنیا کے بچے ایک مہینے میں بڑھتے ایک ہفتے میں اتنا بڑھتے جتنا دنیا کے بچے ایک مہینے میں بڑھتے ہیں ایک مہینے میں اتنا بڑھتے جتنا دنیا کے بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں اور یوں ماں نے دیکھا بچہ تیرہ برس کا ہو گیا اب جو ماں آئی دیکھا پہاڑیوں میں بچہ کھیل رہا ہے تو کون ہے کہا ماں ابراہیمؑ کو نہیں پہچانا، کہا بیٹے اتنے بڑے ہو گئے، باپ نے انتقال کیا، تاریخ کی قبر وہیں بنی چھوٹا سا گاؤں تھا یہ جہاں پیدا ہوئے تھے ابراہیمؑ یہ بابل کا ایک گاؤں تھا چھوٹا سا سرحدی اور اس کا نام تھا اُر (Ur) اس کے تقریباً سو نام لکھے ہیں کہ اُر کے کیا معنی ہیں جہاں ابراہیمؑ پیدا ہوئے اور اسی جگہ کا نام ہے نینوا، اسی کا نام ہے ماریہ، اسی کا نام ہے شط فرات، اسی کا نام ہے کربلا جہاں ابراہیمؑ پیدا ہوئے، کس خاک سے پرورش پائی ہے، اللہ اللہ ماں کے ساتھ ساتھ پہلو میں شہر آ گئے، باپ مر چکا تھا سو تیرا چچا تھا ماں نے کہا اب تم ہی خاندان میں ہو سو تیلے سہی چچا تو تم ہی اب ہو تو لہذا بچہ تیرہ برس کا ہے بزرگ ہے کیا آپ کے یہاں یہ نہیں ہوتا آپ کے ہاں ایسا ہوتا ہے یعنی باپ سے بڑا بھائی اگر ہے تو۔ آپ کیا کہتے ہیں بڑے ابا، چچا ابا چھوٹے ابا، ارے بھی ابا کا لفظ چچا کے لیے استعمال ہوتا ہے نا۔ اگر قرآن میں اللہ نے ابراہیمؑ کی زبان کا یہ لفظ دُہرایا کہ ابراہیمؑ نے آذر کے لیے باپ کا لفظ استعمال کر لیا تو قیامت کیا ہے بھی بزرگ کو کبھی کبھی ابا کہہ دیتے ہیں بابا کہہ دیتے ہیں، ارے باپ مومن تھا چچا کافر تھا حیرت نہ کریں ہمارے نبی کا باپ عبد اللہ مومن تھا چچا ابولہب کافر تھا بھی اس میں حیرانی کی کیا بات ہے یعنی سارے چچاؤں میں ایک چچا تو تھا ناجو بت پوجتا ہے تو ہر جگہ کوئی نہ کوئی چچا کہیں انک جاتا ہے ہو جاتا ہے ایسا اس میں کوئی پریشانی کی بات نہیں



ہے یا آپ پہلے تلاش کریں کہ ابراہیمؑ کے باپ آذر تھے اور وہ بُت بناتے تھے اور بُت پرستی کرتے تھے ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ بُت پرست باپ کا بیٹا بُت شکن نکلے، ایسا کبھی تاریخ میں نہیں ہوا پرورش کا کچھ اثر ہوتا ہے کچھ نہ کچھ مروت آ ہی جاتی ہے پرانے خیالات وہ نظریات کی مروت کہیں نہ کہیں آ جاتی ہے وہ آستینوں میں ہی صحیح مروت آتی ہے مروتیں ہیں پرانی ابراہیمؑ اس ماحول میں پلے ہی نہیں تھے وہ تو شاہی ہیکل کا انچارج (Incharge) تھا اس کے پاس ایک شاہی عہدہ تھا اس کی تو روزی تھی بُت بنانا اور بادشاہ کو سپلائی (Supply) کرنا یعنی خدا کو سپلائی کرنا خدا، خدا کو سپلائی کئے جاتے تھے عجیب و غریب ایک مذہب اور قدیم ترین مذہب ابراہیمؑ آئے تو آذر کے گھر میں دیکھا بُت بُت بُت دیکھتے ہی نظر پڑتے ہی آذر کے پیچھے پڑ گئے یہ کیا کرتے ہو یہ کیا بناتے ہو؟ اب وہ بچہ سمجھ کے ٹال رہا ہے بچہ سمجھ کے تو مکے والوں نے بھی ٹالا تھا قدرت چاہتی ہے کہ بچے سے کام لے یہ عربوں کی سازش تھی اگر نبیؐ لا الہ کہیں گے اگر بوڑھا پتھر مارے اور جوان پتھر مارے تو جوان مقابل پڑ آئیں گے بڑھے مقابل پڑ آئیں گے کہا جائے گا کہ سازش ہے بوڑھوں کی، بچے ماریں گے تو مشہور ہوگا دیوانہ ہے، دیوانہ ہے، کیا محاذ کھڑا کیا بچوں کا اگر بچوں کو کوئی مارے گا بنی ہاشم تو ہم لڑتے ہوئے بتائیں گے ارے بچے ہیں چھوڑ دیجئے بچوں سے ایسی باتیں ہو جاتی ہیں بچوں کو بھی کوئی مارتا ہے تو بنی ہاشم پہلے سے جانتے تھے کہ پہلا محاذ بچوں کا کھلے گا تو ابوطالبؑ نے پہلے ایک بچہ اللہ کے گھر سے لا کے پالا۔ بھی جب کہا تھا ہم نے مثلی کا بچہ تیرہ برس کی عمر میں شہر میں آیا ماں کے ساتھ تب ہی منظر دیکھ لیتے دعوت ذوالعشرہ میں تھا کون؟ علیؑ تھے یا فاطمہؑ بنت اسدؑ یا ابوطالبؑ تھے اور تھا ہی کون یہ کیا ہے بھی یہ کیا بنا رکھا ہے وہ ٹالتے رہے ٹالتے رہے لیکن ابراہیمؑ



”روزِ تقریر کرتے یہ مت بناؤ خدا ایک ہے ہمارے رب کو مانو یہ پتھر کچھ نہیں دیں گے یہ بُت کچھ نہیں دیں گے اور پھر ایک دن ابراہیمؑ نے طے کر لیا وہ شاہی میلہ جس میں بُت بکتے تھے پورا شہر میلے میں چلا گیا اور معبدِ شاہی میں ابراہیمؑ داخل ہوئے اب ابراہیمؑ کی عمر ہے سولہ برس اب جوانی میں قدم رکھ دیا ہے جوانی کی طرف رعنائی کی طرف ابراہیمؑ بڑھ رہے ہیں، اور حُسن ہے کہ قیامت کا راوی نے پوچھا حضورؐ حضرت ابراہیمؑ کی شکل کیا تھی کہا مجھے دیکھو غور سے مجھے دیکھو یہ ہے نبوت کا شباب۔ نبوت پر شباب آیا ابراہیمؑ کے دور میں نوحؑ تک بچپن میں گٹھنیوں نبوت چل رہی تھی اور شباب کامل ہوتا ہے چالیس برس میں کامل ہوئی نبوت سرکارِ دو عالم پر کیوں نہ کامل ہو آدمؑ ابھی زمین پر ہیں کچھ بھی تو نہیں بنا تھوڑی سی نبوت بڑھی تو نوحؑ کشتی میں آئے تھوڑی سی بلند ہوئی ابراہیمؑ آئے دیواریں بلند ہوئیں، کوہِ طور پر موسیٰؑ آئے اور بلندی پر نبوت آئی عیسیٰؑ آئے بلند ہوئی چوتھے آسمان پہ اب جو نبی آخر آئیں گے تو ہوگی نا کامل نبوت، شباب ہے نبوت کا کہ ابراہیمؑ کی جوانی ادھر سب میلے میں گئے ادھر کھاڑا لے کر آئے ابراہیمؑ اور آتے ہی کھانے کا سارا سامان بٹوں کے سامنے تھا ایک سے ایک پھل ایک سے ایک غذائیں ایک ایک بُت کے سامنے گئے کہا کھاؤ نا، ٹھونسنا، بیٹھے کیا ہو، ہاتھ کیوں نہیں ہلاتے، کھاتے کیوں نہیں؟ تم کیا کھاؤ گے اور تم کیا بولو گے، ارے جو بول نہ سکے ہل نہ سکے تو وہ رہے کیوں؟ یہ کہہ کے کھاڑا اٹھایا کسی کی گردن کسی کی ٹانگ توڑی کسی کا بازو توڑا دیکھتے ہی دیکھتے سب بت چکنا چور پڑے تھے اور جو سب سے بڑا بُت تھا جس کے آگے نمرود ماتھا ٹیکتا تھا وہ چھوڑ دیا اور کھاڑے میں رسی باندھ کے اس کے گلے میں لٹکا دیا اور پھر شان سے ٹہلنے لگے بتوں کے ٹکڑوں کو بیروں سے پامال کر دیا جملہ سنئے گا دنیا کا پہلا بت شکن ٹہل



رہا ہے، شیر کی طرح فائل (File) بند ہوئی ہزاروں برس کے بعد فتح مکہ پر فائل کھلی اور چودہ ہزار کا لشکر فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ دس ہجری میں مکے میں داخل ہوئے مکے والے کانپ رہے تھے گھبرا کے ابوسفیان پہاڑ پر چڑھ گیا عباس کو بلایا عباس بن عبدالمطلب سے کہا یہ ہے لشکر تیرے بھتیجے کا، یہ تو شاہی ہے، شاہی شان ہے، شوکت و حشم ہے، عباس نے کہا کہ بکتا ہے یہ شاہی نہیں نبوت ہے، شاہی اور ہے نبوت اور ہے جملہ ضائع نہ کیجئے گا، مصائب میں آئے گا جس نے نبوت کو شاہی سمجھا آج تک نبوت کو شاہی سمجھ رہے ہیں، ہم نبوت کو امام سمجھتے ہیں شاہی نہیں سمجھتے جو محتاج ہو امامت کا وہ شاہی کے آگے ہاتھ پھیلائے ہم کیوں پھیلائیں جلوس داخل ہوا سیاہ عمامے تھے چمکتے چہرے تھے اور کیا پگڑیوں میں شتر مرغ کے پر لہرا رہے تھے کیا شان تھی کیا اسلام کا عروج تھا اور کس طرح لشکر داخل ہو رہا تھا کہ گرداڑ رہی تھی کہ ایک بار خانہ کعبہ کا طواف شروع ہوا جب طواف کر چکے سات بار نبی اس دن کا لامنامہ کالی عباتھی کمر کا پٹکا کالا تھا اور چہرے کا نور لگتا تھا کہ بادل میں سورج طلوع ہو رہا ہے، نبی خانہ کعبہ کے دروازے پر کمر کے پٹکے پر ہاتھ رکھے کھڑے ہوئے تھے اور آواز دے رہے تھے کہ کس کے پاس کنجی ہے دروازے کی اور سب ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ رہے تھے پتہ چلا نبی شیبہ کے پاس ہے کہا بلاؤ نبی شیبہ کو کیوں کنجی لے کر گئے، کیوں کنجی لے گئے خانہ کعبہ کے دروازے کی، جب میں آچکا اور آیت تلاوت کر رہے تھے، حق آگیا باطل بھاگ گیا اور باطل تو آیا ہی جانے کے لیے ہے تو جو جانے کے لیے ہے، وہ نہیں ٹھہرتا، کنجی آئی دروازہ کھولا آگے نبی پیچھے علیٰ دو مالک گھر کے داخل ہوئے، کعبہ کے وارث آئے ہیں، دو گھر والے گھر میں داخل ہوئے، نبی کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اور اس چھڑی کو ہلاتے جاتے اور کہتے جاتے علیٰ

دیکھو! یہ فلاں قبیلے بُت کے ہیں یہ لات ہے یہ ہُبل ہے، یہ عُزْیٰ ہے، یہ منات ہے بہت رہ لیئے کعبے میں، یا علیؑ جھک جاؤ تا کہ میں تمہارے کاندھوں پر چڑھوں اور میں ان بتوں کو توڑ کر پھینک دوں، ایک بار علیؑ نے گھٹنے زمین پر ٹیکے اور رسولؐ نے دونوں قدم علیؑ کے دوش پہ رکھے، علیؑ نے چاہا کہ اُنھیں مگر نہ اُٹھ سکے، فاتحِ خیبر ہیں مگر قدم تھر تھرائے علیؑ کے، نبیؐ کو دگئے، کہا علیؑ تم بارِ نبوت نہیں اُٹھا سکتے۔ اب زیادہ لطف آتا ہے یہ کہنے میں کہ اب نبیؐ نے کاندھ سے جھکا دیئے قرآن میں آیت آئی تھی اے نبیؐ کاندھ سے جھکا دیجئے کس کے سامنے اپنے ماں باپ کے سامنے ماں باپ نہ رہے پالا ابو طالبؑ اور فاطمہ بنتِ اسدؑ نے، ابو طالبؑ بھی نہ رہے اب آیت پہ عمل بھی تو کرنا ہے نہیں سمجھے! تو آمنہؑ اور عبداللہؑ کے وارث فاطمہؑ بنتِ اسدؑ ابو طالبؑ کے وارث کے سامنے آؤ علیؑ تم میرے دوش پر سوار ہو جاؤ ابھی ایک منظر تو رہ گیا، نبیؐ نے کاندھا جھکایا کہا آؤ علیؑ ادھر نبیؐ جھکے ادھر علیؑ بیٹھے اور جوتیوں کے تسمے کھولنے شروع کئے نبیؐ نے کہا نہیں نعلین نہیں اتار دیو نبیؐ آؤ، میرے جملے ضائع نہ کیجئے گا، شبِ معراج آواز آتی چلی گئی آؤ محمدؐ آگے بڑھو آگے بڑھو ایک منزل آئی جبریلؑ رک گئے اب نہیں آ سکتا آگے بڑھا اور جلا، کہا کیوں؟ وہ نبیؐ کی جگہ، یہ میری جگہ، جو جائے نبیؐ کی جگہ وہ جلا، اس لیے میں نہیں بڑھ سکتا، جبریلؑ رہ گئے نبوت آگے بڑھ گئی آواز آئی آؤ اور قریب آؤ اب حدِ ادب وہ جگہ کہ پیغمبرؐ جگہ پہچان گئے، جھکے تاکہ نعلین اتاریں آواز آئی یونہی آؤ، نعلین پہن کے کیوں گئے، بستر پہ لیٹے تھے اُٹھ کے براق پہ بیٹھ جاتے، نعلین پہن کے براق پر بیٹھے، کہا ضروری تھا روحِ نعلین نہیں پہنتی، روحانی نہیں جسمانی معراج ہے، اس لیے قَابِ قَوْسَیْنِ تک نبیؐ کی معراج ہے جب کوئی معراج پہ شک کرے تو منافق کاسر ہو اور نبیؐ کی جوتی ہو، فتحِ مکہ پر نبیؐ نے کہا یا علیؑ آؤ ساتھ

[illegible]

فتح مکہ کے روز علیؑ کو اپنے کاندھے پہ کیوں چڑھایا تھا امام مسکرائے کہا مومن بن حرب ہلائی بات یہ تھی کہ اس دن رسول اللہؐ اپنے کاندھے پر علیؑ کو سوار کر کے یہ بتانا چاہتے تھے کہ میری نسل اس سے چلے گی، اب دیکھئے معصوم معصوم کی تعریف کرے تو عصمت کی زبان میں، اگر تعریف ہو تو سننے والے کو کتنا لطف آئے گا جب آپ چودہ سو سال کے بعد جھوم رہے ہیں تو اس کا کیا عالم ہوگا، اب وہ کیف میں آئے تو کہا زدنِ بیانا کچھ اور بیان کیجئے اس پہ حال آ گیا نا، کہا سن اگر اور سننا چاہتا ہے تو سن تو نے کبھی شمع کو جلتے ہوئے دیکھا ہے کہا دیکھا کہا تو نے دیکھا کہ شمع نیچے ہوتی ہے اور لو اوپر ہوتی ہے رسولؐ نے بتایا تھا دین کی شمع میں ہوں روشنی علیؑ ہے یہ ہے بُت شکن کا مرتبہ اسلام میں اس نے کہا زدنِ بیانا کچھ اور بیان ہو جائے کچھ اور بتائیے، امام نے کہا تو سن تو نے دیکھا کہ درخت کا تنا نیچے ہوتا ہے شاخیں اوپر ہوتی ہیں پھل جو ہیں شاخوں میں آتے ہیں اس دن رسولؐ نے بتایا تھا دین کے درخت کا تنا میں ہوں شاخیں اور پھل علیؑ ہے، اس نے کہا زدنِ بیانا کچھ اور بیان ہو جائے، کہا بس یہ سن لے کہ طاہر کے دوش پہ صرف طاہر قدم رکھ سکتا ہے، نجس قدم نہیں رکھ سکتا اس نے کہا زدنِ بیانا کہا تو سن لے نبیؐ یہ بتانا چاہتے تھے اس دن کہ قیامت تک میرا دین علیؑ سے رہ جائے گا، اس نے کہا زدنِ بیانا کچھ اور بیان ہو جائے، آپ نے فرمایا رسولؐ یہ بتانا چاہتے تھے کہ میں نبوتوں کا آخر ہوں اور علیؑ نبوتوں کا وارث ہے، علیؑ وارثِ انبیاء ہے، اس نے کہا زدنِ بیانا، مولا کچھ اور بیان ہو جائے کہا اب اس کے بعد جو کہوں گا نا تو توبہ جا کر کہے گا کہ دیوانہ ہو گیا میں محبت علیؑ میں، صرف تم پہ نہیں محبت علیؑ کی دیوانگی کا الزام ہے، ارے امام کہہ رہا ہے، اب کیا کرتا گور زمدینہ اُٹھ گیا، لیکن کہنے والے نے کہہ دیا یہ پانچویں امام کا دور ہے اور وہ آٹھویں امام کا دور ہے کہ جب قصیدہ دعبل نے



پڑھا تو مدح کرتے کرتے دعبل نے بات کہہ دی کہ ارے میں اس علی کی کیا تعریف کروں کہ شبِ معراج نبی کے دوش پر جہاں اللہ کا ہاتھ تھا وہاں علی نے اپنا قدم رکھ دیا، بت ٹوٹ گئے اور نمرود کے ساتھی واپس آئے میلے سے دیکھا تو بت ٹوٹے پڑے تھے فائل تو پوری ہو گئی مقدمہ صاف ہو گیا اب آگے بڑھنے دیجئے ابراہیمؑ کے وارث ہیں علیؑ فائل مکمل ہو گئی ہے، کسی اور فائل کو کھلنے دیجئے، سپاہی آئے آذرا آیا، یہ بُت تم نے توڑے ہیں ابراہیمؑ تم بہت دن سے بُتوں کی دشمنی کر رہے ہو تمہارے علاوہ کوئی توڑ نہیں سکتا اب ابراہیمؑ نے علمی استدلال دیا اور تقیہ کے پردے میں ایمان ہے ابراہیمؑ نے کہا انہی سے پوچھ لو کہ کس نے انہیں مارا پیٹا اور وہ جو سب سے بڑا بُت بیٹھا ہے اس سے پوچھ لو، وہ گرو گھنٹال سب کا تو بیٹھا ہوا ہے؟ اور دیکھو اس کے گلے میں تو کلہاڑا بھی ہے، ہونہ ہو یہ حرکت اسی کی ہے، اسی نے سب کو مارا پیٹا اور کلہاڑا لیئے بیٹھا ہے، اس نے چاہا نہیں کہ سب ہوں یہ اکیلا رہنا چاہتا ہے معبد میں۔ دشمنی کا رخ موڑ دیا، بڑے بُت کی طرف کافروں نے کہا بُت بھی کہیں یہ کام کر سکتے ہیں کہ کلہاڑا لے کر بُت بھی بُتوں کو کہیں توڑ سکتا ہے، ابراہیمؑ نے کہا جب یہ کر نہیں سکتے تو انہیں مانتے کیوں ہو، یہ ہے استدلال تاریخِ انبیاءؑ میں لکھا گیا کہ ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے جس میں سے ایک جھوٹ یہ ہے۔ جہاں استدلالِ نکتہ علمِ کلام کچھ معلوم ہی نہ ہو مجالیس جو نہیں سنے گا وہ انبیاءؑ پر بہتان کے علاوہ اور کیا لگائے گا، خدا کے لیے پاکستان کے مسلمانو! مجلس سنا کرو تا کہ عظمتِ انبیاءؑ معلوم ہو، کچھ عقیدے تو درست ہو جائیں قیامت گزرے گی قبر میں مسئلہ سارا عقائد پر ہے، عمل پہ کچھ نہیں ہے، عمل نہیں پوچھا جائے گا، کسی مذہب کی کتاب میں یہ نہیں لکھا ہے کہ قبر میں مردہ پہنچا اور ملک نے پوچھا کتنی نمازیں پڑھیں اور کتنے روزے رکھے اور کتنے حج کئے، اعمال کا سوال

ہی نہیں ہوگا، یہ پوچھا جائے گا تیرا قبلہ کہاں ہے، یہ نہیں پوچھا جائے گا حج کتنے کیے، یہ پوچھا جائے گا تیرا رب کون ہے؟ یہ نہیں پوچھا جائے گا کتنی نمازیں پڑھیں تو نے، تیری کتاب کیا ہے یہ پوچھا جائے گا میں کہاں بیٹھا ہوں آپ کہاں بیٹھے ہیں مسئلہ عقائد کا ہے اللہ تعالیٰ بھی عقیدہ ہے قرآن بھی عقیدہ ہے کعبہ بھی عقیدہ ہے نبوت بھی عقیدہ ہے ولایت بھی عقیدہ ہے سوال عقیدے کا ہے قبر سے لے کر محشر تک عقیدہ پوچھا جائے گا ایسا جملہ کہہ رہا ہوں تاریخی گھر میں جا کے سونے کے پانی سے لکھنا عقائد پوچھے جاتے ہیں اعمال ترازو میں تولے جاتے ہیں یہ پڑھے لکھوں کا مجمع ہے جتنے میرے سامنے ہیں ایم اے سے کم کے نہیں ہیں کوئی پی ایچ ڈی بھی بیٹھے ہیں میرے سامنے یہاں اور آرمی (Army) کے میجر (Major) بھی ہیں سب پڑھے لکھے اور ہر شعبے کے لوگ ہیں پریکٹس اپنی جگہ لیکن اس وقت یہ شہر کا نمائندہ مجمع ہے گویا یہ مومنین کی اکثریت یہاں بیٹھی ہے الم غلم کی بات نہیں ہو رہی ہے جو ادھر ادھر گھوم رہے ہیں جو پڑھا جا رہا ہے وہ سند ہے اور ہر جملہ پہ مجھے سند مل رہی ہے، قرآن میں ہے کہ عقیدے کا سوال ہوگا عمل پوچھا نہیں جائے گا، اگر عقیدے میں غلطی ہوگئی تو اعمال بیکار ہیں اگر آپ نے غلطی کر دی پوچھا گیا رب کون ہے؟ آپ نے کہا نمرود، کتاب کیا؟ شرلاک ہومز (sherlock homes)، قبلہ کیا قادیان، نبی کون عبدالقدوس بہاری اور ولایت کیا خلیفہ، مسئلہ ہے عقیدے کا پختہ ہونا گورنر پوچھنے آیا تھا عقیدہ امام نے بتا دیا یہاں تک گفتگو پہنچی اور ابراہیمؑ دیکھ رہے ہیں اب تک تو سب کچھ ہو چکا اب پیش کرو نمرود کے سامنے مجرم ہے، بت توڑے ہیں اور پھر نمرود کے سامنے ابراہیمؑ کو باندھ کر پیش کر دیا گیا، کچھ سمجھے بھی پورا بائبل و نیووا، پورا اکلدا انیہ سب کافر، سب نمرود کے ماننے والے، اکیلا ایک



ابراہیمؑ پورے روئے زمین پر ایک مسلم ایک مسلمان، اللہ نے کہا ایک مسلم نہیں تھا اللہ نے کہا ابراہیمؑ ایک قوم تھے، إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً (سورہ نحل: آیت ۱۲۰) بھی جملہ سننے گا، ابراہیمؑ ایک قوم تھے آج کتنے ہیں مسلمان ابراہیمؑ اکیلے تھے کہہ دوں پھر جملہ پلٹ کے بعد نبیؐ علیؑ اکیلے تھے اس لیے اللہ قوم کہتا ہے، قوم صلب میں ہوتی ہے صلب میں۔ کافر کے صلب میں نہیں ہوتی، اس لیے کہ کافر مارا جاتا ہے صلب میں مومن ہو تو چھوڑ دیا جاتا ہے ایک قوم تم نے توڑے بت کہا کیا کہنا چاہتا ہے، میرے رب کو مان، کہا کوئی اور بھی رب ہے میرے علاوہ، کہا تو کہاں سے رب ہو گیا، تجھ میں رب کی کون سی شان ہے، ایک ایک لفظ قرآن سے کہیں سے نہیں پڑھا پورا مناظرہ قرآن میں ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِي حَاجَّهٖ اِبْرٰهٖمَ فِی رَبِّہٖ اَنْ اَتٰہُ اللّٰہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ فَقَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّی الَّذِیْ یُحٰی وَ یُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحٰی وَاُمِیْتُ ط قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِی بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِیْقِ فَاتِیْ بِہَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُہِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ط وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (سورہ بقرہ آیت ۸۵۲) کہا میرا رب مارتا ہے، میرا رب جلاتا ہے، کہا یہ طاقت میں بھی رکھتا ہوں کتنے قیدی ہیں جنہیں میں چھانسی کا حکم دے چکا ہوں جو کل مارے جائیں گے، لو میں نے اسے چھوڑ دیا، میں نے جلا دیا، یہ مُردہ ہونے والا تھا جلا دیا، اسے زندہ کر دیا یہ مُردہ ہونے والا تھا اور ادھر ایک سپاہی جو بیٹھا اس کے ایک گھونسا جو آنکھ پر مارا تو چھپکلی کی طرح پٹ ہو گیا، نمرود نے بتایا ہم اپنے صحابیوں کو مار ڈالتے ہیں اب لوگ کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ کے صحابی منافق تھے تو رسول اللہ نے انہیں قتل کیوں نہیں کیا؟ یہ کام تو نمرود کا ہے رسولؐ کیسے کر سکتے تھے، نبی صحابیوں کو نہیں مارا کرتے، نمرود نے صحابی کو مار ڈالا، کہا دیکھو ہم نے اسے موت دے دی، اسے نہیں دی، اسے زندگی دے دی،



نمرود استدلال دے رہا تھا، مگر ابراہیمؑ کا اللہ ابراہیمؑ کی پشت پر تھا بلکہ چودہ طاقتیں ارے ابراہیمؑ کا رب بھی آپ سمجھے کل ہمارے یہ جو پوری خواجہ پارٹی جو ہے ماشاء اللہ سے یہ اٹھارہ برس سے ہمارا عشرہ سن رہی ہے کہنے لگے اگر آپ علم اعداد بتا رہے تھے تو یہ بھی بتا دیتے، چلئے آج بتائے دیتے ہیں بھی کبھی ہمارے سامعین کی گفتگو سنیں کبھی بھائی پتن کی ہی سن لیا کیجئے بڑے کام کے جملے ہوتے ہیں، تقریر کے بعد جو آتے ہیں ایک طرح کی تبلیغ ہے پشت پہ کون ہے ابراہیمؑ کے رب اور یہ بنا بیٹھا ہے خدا اور پشت ابراہیمؑ پہ رب محمدؐ کے عدد بانوے اور علیؑ کے عدد ایک سو دس دونوں کو جوڑیئے کتنے ہوئے دوسودو، جب محمدؐ اور علیؑ ملتے ہیں یہ کوئی شرک نہیں ہے یہ علم اعداد ہے بھی یہ علم اعداد ہے اس میں پریشانی نہیں ہونی چاہیے ایک علم ہے تو میں نے یہ نہیں کہا کہ محمدؐ اور علیؑ ملتے ہیں تو اللہ بنتا ہے اللہ اور ہے رب اور ہے رب تو قرآن میں ماں باپ کو بھی کہا گیا ہے اسی لیے تو شافعی نے کہا میری سمجھ میں نہیں آیا کہ شافعی مر گیا لیکن یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ دنیا کا رب ہمارا رب ہے، یا علیؑ ہمارا رب ہے، اللہ نہیں کہا جو علم الہیات جانے گا وہ سمجھے گا جاہل کی سمجھ میں یہ بحث نہیں آ سکتی، اس لیے کہ اللہ نے کہا میرے سارے نام استعمال کر سکتے ہو سو اللہ کے، بھی جی تو آپ استعمال کر رہے ہیں یہ کون صاحب ہیں وکیل کالا کوٹ پہنا وکیل ارے اللہ ہے وکیل، یہ کون صاحب ہیں حلیم، یہ کیا کھا رہے ہیں آپ حلیم، اللہ ہے حلیم، یہ دوا کس سے لائے حکیم صاحب سے اللہ ہے حکیم، یہ شکور یہ غفار کتنے بہت سے اللہ بنے بیٹھے ہیں، نہیں اللہ کوئی نہیں بن سکتا اور سارے نام استعمال کر لیجئے تو جب آپ اپنے لیے سارے لفظ استعمال کر سکتے ہیں، نصیر نام وکیل اور اگر ہم یہ کہنا شروع کر دیں، علیؑ نصیر، علیؑ وکیل تو بھی یہاں سے بدعت شروع ہو جائے گی بھی یہاں سے



قیامت اور شرک شروع ہو جاتا ہے پشتِ ابراہیمؑ پر کیا رُب خود آئے گا کسی کو بھیجا ہے نا؟ جو ابراہیمؑ کے بازوؤں کو مضبوط کئے ہوئے ہے عمر ہی کیا ہے سولہ سترہ برس کے نوجوان ہیں، ابھی پورا شباب تو آیا نہیں ہے، یوں مارا اور یوں چلایا کیا تھا استدلال؟ تقریر کرنے کا فن اگر آپ کو سیکھنا ہے تو ابراہیمؑ کا مناظرہ قرآن میں بار بار پڑھیں مولوی حضرات جو خطابت سیکھنا چاہتے ہیں زبان میں لکنت ہوتی ہے لفظ نہیں ملتے ہیں میٹر (Meter) نہیں ملتا ہے وہ پڑھیں قرآن میں یہ مناظرہ ابراہیمؑ اور نمرود کا دیکھئے گایہ ہے خطابت کا نکتہ اس نے کہا یہ مارا، یہ چلایا ایک بار ابراہیمؑ نے کہا، میرا رب سورج مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال کر دکھا، مناظرہ ختم ہو گیا قرآن نے کہا نمرود بغلیں جھانکنے لگا استدلال ایسا تھا خطابت ابراہیمؑ کی تمام ہوئی فائل بند ہوئی وارث نے آواز دی علیؑ نماز پڑھی وارث وارث سے کہہ رہا ہے، وارث نے وارث کو جواب دیا کہاں پڑھی، سرجو آپ کا ہے زانو پہ، کہا تو پھر علیؑ اٹھو آفتاب سے کہو چلئے یا رسول اللہ آپ پلٹا دیجئے، کہا ہم تو چاند کو توڑ چکے اب یہ بتائیں کہ یہ وارث ہے، اس کے معنی ابراہیمؑ نے جو کہا تھا ایک انسان سے کہا تھا، نمرود آفتاب پلٹا کے دکھا، اس کے معنی انسان کے اختیار میں تھا ورنہ نہیں کہتے، فائل کو ابراہیمؑ نے بند اس لیے کر دیا کہ کچھ وارث کے لیے رکھیں، کہتی ہیں اسماء بنت عمیس کہ آفتاب یوں آیا کہ جیسے زنجیروں سے کھینچ کر لایا جاتا ہے، ایک آواز ہوئی اور ڈوبا ہوا آفتاب طلوع ہوا مغرب سے اور جب علیؑ نماز پڑھ چکے تو یوں جا کے گرا کہ لگتا تھا زنجیروں میں بندھا ہوا کوئی سمندر میں جا کے گر گیا یہ ہے ردِ شمس کی کُل حدیث، حدیث تھی وراثت کی ابراہیمؑ نے فائل کھولی تھی علیؑ نے فائل بند کی بحث ہو گئی نماز نماز نماز بات کہاں کی بے سرپیر بات اب استدلال والے جب الجھ گئے تو نماز کا مسئلہ ہی

ایسا ہے کہ اس میں مولوی اُلجھ جاتا ہے، انہوں نے کہا بھی قضا کیسے ہوگی، قضا ہوئی گرتو دونوں کی ہوئی اور اس میں قضا اور ادا کا فرق ہی نہیں معلوم ادا تو ہم کرتے ہیں ناپیغمبر اور امام کے یہاں ادا اور قضا نہیں ہے ارے پھر سمجھ لو، تم ادا کرتے ہو، اور تم قضا کرتے ہو وہاں کیا مسئلہ ہے وہاں نماز رُک رہتی ہے کہ مجھ سے محمدؐ اور علیؑ قضا نہ ہو جائیں، اس سے بڑا استدلال میں نہیں دے سکتا۔ میرے پاس فائل کو بند کرنے کے لیے یہ آخری دستخط ہیں نماز رُک رہتی ہے کب تک رُکتی نماز کب نہیں رُکے یہ بتا دو اچھا نہیں رُکے، بھی آپ کو محبتوں کے رشتے نہیں معلوم، آپ کیا احقرانہ باتیں کرتے ہیں نماز نبیؐ اور علیؑ میں ایک محبت ہے کیا ہے محبت، مطلب کبھی یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ادا کی اور کبھی نماز ان کی ادا دیکھنے کے لیے رُکتی ہے، اب کیا اُردو سکھاؤں گا میں روز تم میری ادا دیکھتے ہو آج میں تمہاری ادا دیکھوں، کیا جانے دنیا ادا کیا اور قضا کیا، پڑھ گئے بس نماز یہ آفتاب پلانا تھا، مسئلہ صرف اتنا تھا ابراہیمؑ کی فائل بند نہیں ہوئی تھی، اسے مکمل کرنا تھا انہوں نے کہا کہ اب کوئی بات نہیں ہوگی ابراہیمؑ کو جلا دو آگ میں کچھ سمجھتے تھے تقریر کے استدلال میں دین کے استدلال میں جب دشمن کے پاس جواب نہیں ہوتا تو وہ کہتا مار دو جلا دو ان کو یہ ہے دشمن کی شکست، آگ میں جلاؤ تقریر کا آخری حصہ فضائل کا، آگ جلاؤ آگ جلی بابل شہر میں ایسی جلی کہ آسمان سے شعلے باتیں کرنے لگے، مہینوں جلی اوپر پرندہ بھی اڑ کے جائے تو بھن کے جل جائے ایک کو جلانے کے لیے اتنی آگ اور ارے کچھ سمجھو نا بھی یہ کوئی ایک ابراہیمؑ کو جلانے کی آگ نہیں تھی یہ تو سب کافروں کے دل کی بھڑکی ہوئی آگ تھی اللہ نے چاہا ساری آگ ایک جگہ ڈھیر ہو جائے تاکہ خود جہنم کا نمونہ دیکھ لے، چھوٹی سی آگ ہوتی اتنے سے چار کُندے اور چیلے ہوتے اور وہ بجھ جاتے تو لوگ کہتے ابراہیمؑ نے اسے پیر

سے بچھا دیا ایسی آگ جو انسان کے اختیار میں نہ ہو خود ہی جلانی خود ہی بھڑکانی
 میلوں میں آگ اور میلوں دُور تک شعلے کہ اب قریب بھی کوئی نہیں آ سکتا اب
 پھینکے تو کیسے پھینکے ابراہیمؑ کو۔ آوازیں آئیں اے میرے رسول، ابراہیمؑ کو
 آوازیں آتیں، اے میرے رسول ابراہیمؑ اے میرے نبی ابراہیمؑ، اے میرے
 خلیل ابراہیمؑ، وَاتَّخَذَ اللَّهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (سورہ نسا: آیت ۱۲۵) کیا کیا بنانا چاہتا
 ہے، خلیل دوست بھی بنالیا، دوستی بھی کچی ہوگئی، نبی بھی رسول بھی خاندانِ نبوت
 سے نوح کی دسویں پشت میں نبوت کے سلسلے میں سب ہی کچھ تو ہے شجرہ بھی تو
 ہے نبوت کا، رسالت بھی تو ہے اور اب وہ منزل ہے کہ شیطان آیا، کہا نہیں پھینک
 پائے، کہا تم ایک منجیق بناؤ ہنڈولے میں بٹھاؤ اور گھما کے یوں پھینکو کہ جو قریب
 جائے گا وہ جل جائے گا تو دُور سے پہاڑ پر سے پھینکو تو پہاڑ پر سے آگ کی طرف
 پھینک دیا گیا اور دیکھیے یہ چلے ابراہیمؑ یہ آگ ہے یہ فضا ہے اور یہ ابراہیمؑ آ رہے
 ہیں آگ کی طرف کہ جبریلؑ چلے اور فضا میں بالکل قریب ابراہیمؑ کے پرواز کی یا
 نبی اللہ مدد کروں مدد درکار ہے کہا درکار تو ہے لیکن تم سے نہیں کہا پھر کس سے کہا
 جس سے ہے وہ خود جانتا ہے یہ ہے ابراہیمؑ کی نیت۔ نیت وہ جانتا ہے آواز آئی
 جبریلؑ تم ہٹ جاؤ اور ابراہیمؑ نے آگ میں ادھر قدم رکھا ادھر آگ گلزار بنی شعلے
 چنگاریاں پھول کلیاں پتیاں درخت، باغ، سبزہ زار بن گئے اور ایک تخت پر
 ابراہیمؑ اور تسبیح و تقدیس کر رہے تھے، ایک بار نمرود قصر کے اوپر چڑھا کہا آگ
 کہاں گئی؟ اور کہاں ہیں ابراہیمؑ جھک کر اب جو دیکھا ابراہیمؑ تخت پہ بیٹھے ہیں تو
 ایک بار چیخ کر کہا یہ تو ہے ابراہیمؑ اور یہ پہلو میں کون جو ان مسکرا رہا ہے اور ادھر
 قرآن نے سورہ صافات میں آواز دی ابراہیمؑ علیؑ کا ایک شیعہ تھا، اس لیے جلنے
 سے بچا لیا ایک فائل اور کھلی اب یہ فائل ہم تو نہیں بند کر سکتے یہ محشر میں بند

ہوگی۔ ہمارے اختیار میں نہیں ہے اس لیے کہ رسول کی کوئی حدیث ایسی نہیں ہے کہ جس کی دلیل آیت میں نہ موجود ہو، اگر حدیث کی دلیل آیت میں نہیں ہے تو حدیث جھوٹی ہے، رسول نے کہا یا علی تمہارے شیعہ کو آگ نہیں جلا سکتی، آیت نے کہا ابراہیمؑ شیعہ تھے، وَكَانَ مِنْ شِيعَتِهِ لِابْرٰہِیْمَ (سورہ صافات آیت ۸۳) آگ بجھ گئی، جلانا کیا مجال اس کی۔ نہیں یہ جملہ ہی عجیب ہے کہ آگ جلادے ابراہیمؑ کو، بلکہ جب یہ جاتا ہے آگ کے پاس تو آگ اپنی ماہیت بدلتی ہے گلزار بن جاتی ہے تو کیا چاہے گا اللہ کہ کسی شیعہ کو آگ میں جہنم میں بھیج کے لاکھوں برس کی دکھتی ہوئی آگ جہنم کو گلزار بنا دے، فائل کھلی ہوئی ہے عشرہ پڑھ لیجئے۔ سمجھنے والوں کے لیے ہے جو علم رکھتے ہوں وہ جانیں ہر نبی کو قرآن میں شیعہ کہا گیا، ہر نبی کے چاہنے والوں کو شیعہ کہا گیا ہے، یہ دلیل تو قرآن میں ہے حدیث میں تو لاکھوں حدیثیں ہیں کتنی عجیب بات ہمارا بھی نام یہی گویا ہر نبی کے شیعہ نے نام نہیں بدلا تو محمدؐ کے شیعہ اپنا نام کیوں بدلیں ہم شیعہ ہیں اگر ابراہیمؑ شیعہ ہیں نوحؑ شیعہ ہیں موسیٰؑ شیعہ ہیں، سارے پیغمبر شیعہ تھے بھی ہم بدلیں تو کیسے اپنا مذہب بدلیں، اپنے عقیدے بدل لیں پہلے تو آپ ابراہیمؑ کا مذہب بدل لیتے اور آج کے بعد اگر تقریریں رہے ہیں لوگ تو خدا کے لیے شیعہ کو کافر نہ کہنا جہنم میں جاؤ گے، ابراہیمؑ شیعہ تھے، فائل بند نہیں ہوئی یہ فائل ہم بند نہیں کریں گے جب تک اس آئین کی فائل بند نہیں ہوگی، پہلے شریعت بل کی فائل بند ہو، پھر ان شیعانِ ابراہیمؑ کی فائل بند ہوگی فائل کے اوپر یہ آیت لکھی ہوئی ہے جو قلبِ سلیم لے کر آئے تھے ابراہیمؑ شیعہ تھے اس لیے قلبِ سلیم رکھتے تھے شیعہ کی ایک تعریف یہ ہے کہ آگ میں نہیں جلتا اور دوسری تعریف قلبِ سلیم رکھتا ہے قلبِ سلیم سمجھ جس کا دل سلامت رہے، ہم ذرا ذرا سی باتوں پہ دل نہیں پھاڑ لیتے اپنا سینہ پھاڑنا

اور ہے دل کا پھٹنا اور ہے کلیجے کہیں اور پھٹ جاتے ہیں سنئے ہم یہ طاقت کی بات ہے دو شہر تھے ایک بابل اور ایک دمشق آج تھوڑا سا وقت اس لیے کہ کل تابوت ہے اور زائرین کا اعلان بھی ہے تو کل پوری تقریر آٹھویں امام پر ہوگی مصائب بھی امام کے ہوں گے تابوت برآمد ہوگا تو آج ہم ایک منزل سے گزریں گے اور وہ منزل بڑی قیامت کی ہے عاشور کے برابر آئمہ کا قول ہے کہ عاشور اور صفر کی پہلی تاریخ دونوں برابر ہیں ”آمد آمد حرم شاہ کی دربار میں ہے“ دمشق کے پینتیس دروازے تھے اتنا بڑا شہر بنا تھا، پینتیس دروازے سب سے بڑا دروازہ جس سے داخلہ ہوتا تھا اسے جیرون کہتے تھے باب جیرون بعد میں جیرون کا نام باب الساعت پڑ گیا، باب الساعت کے معنی جہاں پر انتظار کروایا گیا میں بہت احتیاط سے مصائب پڑھتا ہوں اور جب نام لے لوں عظیم ہستیوں کے وہاں رقت ہو لفظ ضائع نہ جائے۔ بیان اپنی جگہ ہے سنتے رہیے گا معصوم کا نام آجائے، مظلوم کا نام آجائے تو پھر گریہ ہے، اب دمشق کے بعد بابل میں فضائل تھے دمشق میں مصائب کیوں اس لیے کہ معصوم نے کہا الشام الشام الشام قیامت کی گھڑیاں گزر گئیں میں ذرا تفصیل سے پڑھوں گا پندرہ منٹ لوں گا اس وقت آپ کے حالانکہ دو تین منٹ کے مصائب پڑھتا ہوں لیکن اب سمجھنا ضروری ہے اس لیے کہ تاریخ چہلم کے قریب آرہی ہے اور اٹھارہ کو میں جناب سیکنہ کی شہادت پڑھتا ہوں، انیس کو قید سے رہائی اور چہلم کے دن کربلا میں پہنچنا تو آج آپ کو معلوم ہے کہ کیا پڑھوں گا راستہ پورا پڑھ چکا میں کوفے سے شام کا بس اب کوئی جملہ میرا ضائع نہ جائے جب بارہ میل شام سے اہل حرم رہ گئے تو وہاں سے تیز گھوڑے سوار کو بھیجا گیا کہ جاؤ حاکم سے کہہ دمشق ہم سے بارہ میل دُور ہے محل کا عالم سنیں گے آپ محل کا نام ہے قصر خضر انام تھا خضر لیکن سرخ پتھروں سے بنا ہوا

تھایہ جناب یحییٰ، جناب زکریا کی طویل ترین مسجد جسے عیسائی گرجا کہتے تھے اس کے پہلو میں یہ محل تعمیر ہوا تھا یزید کے باپ نے بنوایا تھا سرخ پتھروں سے اس میں ایک بہت بڑا باغ تھا اس میں مختلف قسم کے پھول اور درخت لگے تھے اور اس کے دائیں ہاتھ پر ایک قید خانہ تھا اس کے بعد ایک بہت بڑا دروازہ تھا وہ چاندی اور سونے کا بنا تھا وہاں سے پورا محل کا نقشہ نظر آتا تھا قلعے کا ایک صحن تھا اس صحن کے دور ویا فوجی کھڑے تھے جو زریں کمر تھے سونے کی پیٹیاں باندھے تھے، کمر میں تلواریں لگائے تھے سر پہ پکڑیاں باندھے تھے جس میں جھالیں مقبش کی لٹک رہی تھیں وہ سرخ لباس پہنے ہوئے تھے قلعے کے سب سے آخر میں دربار تھا اس کے بعد حاکم کا تخت تھا جو زمر داور یا قوت سے سجا ہوا تھا اور وہ نیا بنایا گیا تھا اور اس پہ حاکم بیٹھا تھا اور حاکم نے آج کے لیے تاج نیا بنوایا تھا، اور زریں لباس پہنا تھا اور چاروں طرف قلعے کے صحن میں سات سو کرسی نشین سرخ کرسیوں پہ بیٹھے ہوئے تھے اور سات سو کرسی نشین چاندی کی کرسی پہ بیٹھے تھے سات سو سونے کی کرسیوں پر اور ہر ملک کا سفیر، جاصلیق بھی تھا، اس الجالوت بھی تھا مجوسیوں کا عالم بھی تھا عیسائیوں کا عالم بھی تھا یہودیوں کا عالم بھی تھا اور تیرہ رسول کے صحابی بھی آئے تھے اور سارے وزراء اور عورتیں بالا خانے پر پردوں میں بٹھائی گئیں تھیں قناتیں لگی تھیں محفل کے پردے پڑے تھے ان کے گھر کی تمام عورتیں وہاں سے تماشہ دیکھنے کو تیار تھیں نقشہ سمجھ میں آ گیا اب رونے کی باتیں سن لو بیٹا مبر پہنچا کہا بس ہم قریب آ گئے ہیں فوج قریب آ گئی ہے اور مجرم تیرے آیا چاہتے ہیں کہ ایک بار یزید قصر کی سب سے اونچی منزل پر گنبد پر چڑھ گیا میری طرف دیکھیں غور سے ابھی اوپر چڑھا تھا، انتظار کر رہا تھا خط اس وقت پہنچا ہے باب الساعت کے قریب پہنچیں سواریاں ایک بار ایک کو آچلایا اور اس نے شور



مچایا اس نے پہلا شعر پڑھا اور شعر یہ تھا کہ ادھر تو کو اچلایا اور میں نے اسے ڈانٹ کر کہا اب تو چلتا تا رہ میں نے تو محمدؐ سے سارے بدلے چکا لیئے، ملعون نے کہا میرا دل چمک اٹھا کہ میں نے باب الساعت سے چھ سر آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے دیکھے میرا دل خوشیوں سے بھر گیا۔ بھئی یہ وقت تھا کہ باب الساعت کے قریب کچھ سرنیزوں پر لائے گئے، اعلان ہوا تھا کپڑے اچھے اچھے پہن لو عید مناؤ خوشی مناؤ، زریں لباس پہنو اور تمام شاہراہوں پر دمشق میں بازار تھے دورو یا دکائیں تھیں حکم یہ تھا کہ ہر بازار سے گزارا جائے۔ قصر سے اُتر تخت پہ آیا دربار سجا ہوا ہے اب عالم یہ تھا کہ کبھی اُٹھتا تھا کبھی بیٹھتا تھا اور جانتے ہیں کیا کہتا تھا بار بار جتنے خادم باہر کھڑے تھے جو پیغامبر بار آتے تھے اور جاتے تھے بس ایک لفظ کہتا تھا قیدیوں کو جلدی لاؤ اے اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے قیدیوں کو جلدی لاؤ۔ کہتے ہیں کہ باب الساعت پر اتنا ڈھام تھا کہ دروازے میں قافلہ داخل نہ ہو سکا مجمع ادھر کا ادھر آتا اور ادھر کا ادھر آتا سمندر کی طرح ریلے تھے اس لیے اہل حرم کو اس دروازے پر رُکھنا پڑا، کہتے ہیں باب الساعت، جہاں اہل حرم کو کھڑے رہنا پڑا وہ دروازہ دمشق کا دروازہ تھا بڑا قدیم شہر تھا، بڑا تاریخی شہر تھا، جس شہر والوں کو یہ نہیں معلوم تھا اہل حرم کون ہیں کہا راستہ بدلو اور اس راستے سے آؤ جہاں مجمع نہ ہو لیکن جب اس طرف سے لے کر چلے تو مجمعے کو پتہ چل گیا کہ دوسری طرف سے محل کے پیچھے سے لے کر جا رہے ہیں، مجمع بھاگ بھاگ کے ادھر بھی پہنچا اور چھتوں پر لوگ چڑھ گئے چھتوں پہ عورتیں چڑھ گئیں اب عالم یہ تھا کہ شہر میں داخلہ ہوا سب سے آگے نیزے پر حسینؑ کا سر تھا۔ اب میں نے نام لیا ہے اتنی دیر کے بعد اس کے پیچھے حر کا سر اس کے پیچھے عباسؑ کا سر پھر علی اکبرؑ کا سر پھر قاسمؑ کا سر پھر عونؑ و محمدؑ کے سرا یک ایک شہید کا سر، میں وقت لوں گا آپ کو گریہ کرنا ہوگا آپ کو

یہ قیامت کبھی کبھی سننے میں آتی ہے اور کہاں اس اطمینان سے اور اس ڈیٹیل (detail) سے کوئی آپ کو سنائے گا برصغیر میں جس طرح میں آپ کو سنا رہا ہوں اس کو ریکارڈ (record) کر لیجئے اگر کوئی سنائے گا تو میرے بعد مجھ سے سن کر سنائے گا ورنہ یہ سنا نہیں سکتا جو میں سنا رہا ہوں، اس لیے کہ سنانے کے لیے لفظ چاہئیں لفظ میں نے جمع کئے ہیں تاکہ میں آپ کو سنا سکوں پتہ ہے آپ کو، کیا کیا گیا حکم یہ تھا شمر کا جس ناقے پر اُمّ فروہ ہیں اس کے سامنے قاسم کا سر رہے، جس ناقے پر اُمّ لیلا ہیں اس کے سامنے علی اکبر کا سر رہے، جہاں زینب ہیں وہاں حسین کا سر رہے، جہاں سیکنہ وہاں عباس کا سر رہے، مجھے معلوم ہے آپ امین ہیں مصائب سید الشہداء کے آپ امانت دار ہیں آپ سے بڑھ کر کون محبت کرے گا سہل بن صاعد صحابی رسول کہتے ہیں کہ ہم فلسطین بیت المقدس کی زیارت کر کے دمشق میں داخل ہو رہے تھے وہاں ایک عیسائی ہمارا دوست بن گیا تھا وہ بھی ہمارے ساتھ آیا تھا ہمارے ساتھ دمشق میں داخل ہوا تو اس نے بے اختیار کہا کہ تم تو صحابی رسول ہو مسلمانوں کے نبی کے صحابی یہ تو بتاؤ یہ کون سی عید ہے آج جو تم لوگ منا رہے ہو سہل بن صاعد نے کہا میں نے تو آج تک اس عید کا کبھی بھی نہیں سنا کہ آج یہ کیسی عید ہے چلو چل کے مجھے میں پوچھتے ہیں، کہ آج یہ باجے کیوں بج رہے ہیں یہ جھانجھ یہ تاشے کیوں بج رہے ہیں آپ کو پتہ ہے اگر میں آپ کو بتاؤں تو آپ کا سینہ کٹ کر رہ جائے کوئی گھر شام کا ایسا نہیں تھا جہاں عورتوں نے ڈھول نہ رکھا ہو بجانے کے لیے گیت گائے گئے گھروں میں گھروں میں کیا کیا پڑھوں اور کیا کیا پڑھ سکتا ہوں اپنے اپنے بام پر چھجوں پہ عورتیں آ کر بیٹھیں سہل بن صاعد کہتے ہیں کہ میں آگے بڑھا کہ میں مجھے سے پوچھوں میں مجھے میں گھس گیا یہ دیکھنے کے لیے کہ مجھے میں کیا ہے لیکن میں نے



یہ دیکھا کہ کچھ بے پردہ بیبیاں اور کچھ سرہیں نیزوں پر اور ایسے میں جب میں وہاں پر پہنچا تو میں نے منظر یہ دیکھا میں بالکل ناتقے کے قریب پہنچ گیا تھا تو سامنے کے مکان پر پندرہ بیس عورتیں بیٹھی تھیں اور وہ تالیاں بجا رہی تھیں اور وہ قہقہے لگا رہی تھیں جب سر حسینؑ قریب آیا تو اس میں سے ایک عورت نے پتھر اٹھایا اور اٹھا کر حسینؑ کے سر پر مارا، گریہ سے مجلس کی شان بڑھا رہے ہیں آپ، شبِ شہادت بھی تو ہے اور جس امام کی شبِ شہادت ہے وہی بتا کے گیا ہے کہ جب تک جینا میرے حسینؑ کو روتے رہنا، امام رضا اور اسی طرح رونا چیخ کے رونا جیسے میری دادی جنت میں روتی ہیں سہل کہتے ہیں کہ میں ابھی پریشان تھا کہ پوچھوں کہ کون لوگ ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ بی بی جو بیٹھی تھی ناتقے پہ اس نے ایک بار پکار کر کہا پروردگار! یہ جن لوگوں نے میرے بھائی کو پتھر مارا ہے انہیں دنیا میں عتاب میں مبتلا کر سہل کہتے ہیں ابھی اس بی بی نے دعا کی تھی کہ پورا مکان بیٹھ گیا ساری عورتیں اس میں دب کر مر گئیں میں آگے بڑھا، میں نے ایک سپاہی سے کہا یہ بی بی کون ہے، تجھے نہیں پتہ یہ علیؑ کی چھوٹی بیٹی ام کلثومؑ ہے، ناتقے کے قریب آئے کہا بی بی میں صحابی رسولؐ ہوں میرا نام سہل بن صاعد ہے کہا تو آنکھیں تو نیچے کرو، کہا بی بی ہم نے مدینے میں آپ کا بڑا پردہ دیکھا، کہا تو اب دیکھ لیا نا کہ کیا ہے، یہ ہے تمہارے نبیؐ کی اُمت، ہاتھ جوڑ کر سہل نے کہا کوئی خدمت، کہا تم کیا خدمت اس وقت کر سکتے ہو کچھ چادریں لا سکتے ہو اور اگر چادریں نہیں لا سکتے تو یہ جو سر لے کر چل رہے ہیں ان سے جا کر سفارش کرو کہ یہ سر لے کر وارثوں کے آگے بڑھ جائیں تاکہ تماشا دیکھنے والے آگے بڑھ جائیں اور ہمارے کھلے سر کو نہ دیکھیں، اللہ اللہ یہ بی بی ام کلثومؑ چھوٹی شہزادی جملہ سنئے گا بھی قیامت کا ہے مقتل ہے ریاض الاحزان ریاض القدس معالی السطین کی روایت پڑھ رہا ہوں

میں اس وقت سب کتابوں کو سامنے رکھ کر میں نے دیکھا کہ کہیں کوئی فرق تو نہیں ہے سہل کہتے ہیں اس سے پہلے کہ میں آگے بڑھتا میرا عیسائی ساتھی اس نے ساری گفتگو سن لی اور بس اتنا کہا کہ ارے اگر آج عیسیٰ آ جائیں تو ہم کتنا احترام کریں گے یہ کیسے مسلمان ہیں اپنے نبیؐ کے نواسے کو قتل کر دیا یہ کہہ کر اس عیسائی نے تلوار کھینچی اور مجھے میں گھس گیا اور ایک بار حملہ کر دیا، لڑائی شروع ہو گئی کچھ سپاہی آگے بڑھے اور اس عیسائی کو قتل کر دیا جب مجمع بڑھا اس کی لاش کو دیکھنے کے لیے تو بی بی نے کہا سہل یہ کیسا مجمع ہے کہا میرا عیسائی ساتھی مارا گیا آپ کی عقیدت میں ایک بار بی بی نے آسمان کو دیکھا کہا پروردگار عیسائی تو قربان ہو رہے ہیں اور یہ مسلمان تماشا دیکھ رہے ہیں یہ بازاری۔ ابھی تو کچھ نہیں پڑھا میں نے ابھی تو راستہ ہے اب جملے سنو محل کے خاص دروازے پہ صدر دروازے تک سواریاں پہنچ گئیں اب میں مقتل سے نہیں پڑھ رہا اب یہ مجلس ہو رہی تھی مدینے میں اور سید سجادؒ مجلس پڑھ رہے تھے راوی نے کہا مولا جب آپ کو دربار میں لے جایا گیا تو اُس وقت عالم کیا تھا کہا سنو گے کہتے ہیں مدینے میں ایسی مجلس ہوئی کہ لوگوں نے اتنی چیخیں اور دھاڑیں ماریں کہ پورا مدینہ لرزنے لگا اور کہرام ہو گیا امام نے بیان کیا کہا سنو ہم سب کو پہلے دربار کے دروازے پر قلعے کے دروازے پر اتارا اور کچھ رسیاں لائے اور بغیر دیکھے یوں باندھا جیسے جانوروں کو باندھتے ہیں کسی کا ہاتھ کسی کا گلا جانوروں کی طرح باندھ دیا قیامت یہ ہو گئی کہ جب سب کو باندھا کسی کا بازو کسی کا گلا تو اس میں سکیڑ کا گلا بھی تھا آپ کو پتہ ہے دربار کے دروازے سے دربار کے اندر تک تمام بی بیایں کیسے گئیں جھک جھک کر زینبؓ جھکی ہوئی کلثومؓ جھکی ہوئی سید سجادؒ جھکے ہوئے، پوچھا راوی نے، کہا کیوں کہ اگر کھڑے ہو جاتے تو سکیڑ کے گلے کی رسی سکیڑ کے قدم زمین سے بلند کر دیتی تھی، رولورولو



اللہ تمہیں زیارت نصیب فرمائے بی بی سکیئہ کی قبر دکھائے اسی سال تم شام جاؤ امام رضاؑ کے روزے پر جاؤ، وہاں اسی طرح پُرسہ دینا، لو آخری جملے آگئے تقریر کے اور میں نے زحمت کو تمام کیا ایسا تھا دربار صدر دروازے سے تخت تک پورا منظر نظر آ رہا تھا، پورا دربار نظر آ رہا تھا، ایک بار چلتے چلتے جناب زینبؑ رک گئیں اور کمر تھام کے زمین پر بیٹھ گئیں سید سجادؑ نے آواز دی پھوپھی اماں بہت ہمت سے یہاں تک تو آگئیں اب ایک ہی مرحلہ تو ہے شہزادی نے کہا بیٹا اکیس رمضان کو بابا نے کہا تھا سب سے آخر میں مجھے بلا کر، زینبؑ دربار یزید میں جانا ہے تو میں نے کہا تھا بابا کھلے سر بیٹی کیسے جائے گی تو بابا نے کہا تھا زینبؑ جب پہنچنا وہاں تک تو مجھے آواز دینا علیؑ آئیں گے، ایک بار بی بی زینبؑ نے آواز دی بابا زینبؑ دربار میں جا رہی ہے آئیے بابا۔ میرا عقیدہ ہے علیؑ آئے ہوں گے سارے معصوم ہوں گے، نبیؐ خود آئے ہوں گے زینبؑ کھلے سر ہے اب کہا ہے میں نے یہ جملہ زینبؑ کھلے سر ہے بھرا دربار ہے کرسی نشین چاروں طرف ہیں ہر ملک کا سفیر ہے حاکم تخت پر ہے ایک بار تخت کے قریب زینبؑ آئی طشت میں کٹا حسینؑ کا سر اور یزید کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اور حسینؑ کا سر اور زینبؑ پکار رہی ہے اے بابا میرا بھائی حسینؑ، میرا بھائی حسینؑ، ماتم حسینؑ حسینؑ حسینؑ!



ساتویں مجلس علی وارثِ یوسفؑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے

چودہ سو بائیس ہجری کے عشرہ چہلم کی ساتویں تقریر آپ حضرات سماعت

فرما رہے ہیں۔

﴿الرَّ- تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ۝ إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ۝ قَالَ يَبْنَئِي لَكَ تَقْصُصُ رُءُيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝﴾ (سورہ یوسف: ۵ تا ۱۵)

ابتدائی آیات سورہ یوسف کی آپ کے سامنے تلاوت کی گئیں کلام پاک کا

بارھواں سورہ سورہ یوسف ہے پورے سورے میں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں تقریباً

بارہ ہزار لفظ ہیں پورے سورے میں طویل ترین سوروں میں ایک سورہ یوسف بھی

ہے آدم سے لے کر عیسیٰ تک جتنے انبیاء آئے سب کے قصے اللہ نے الگ الگ

سوروں میں بیان کئے لیکن چند انبیاء ایسے ہیں کہ جن کے نام پر سورے تو ہیں

لیکن ان کا پورا واقعہ ایک سورہ میں نہیں ہے یہ کلام پاک کا واحد سورہ ہے جس میں صرف ایک نبی کا حال بیان ہوا یعنی ایک سو گیارہ آیات صرف حضرت یوسفؑ اور ان کے خاندان اور ان کے حالات کے بارے میں ہیں، جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ہمارا موضوع ”علی وارثِ انبیاء“ ہے اور ہم ترتیب سے آپ کو انبیاء کے سلسلے میں حضرت آدمؑ اور پھر ان کے بعد ان کے پوتے حضرت ادریسؑ ان کے بعد ان کے پوتے حضرت نوحؑ اور پھر ان کے پوتے حضرت ابراہیمؑ اور عیسیٰؑ اتفاق ہے کہ آج جس نبی کا ذکر ہے وہ حضرت ابراہیمؑ کے پوتے ہیں ابتدا میں ہی سورے کو شروع کرتے ہی یہ پتہ چل جاتا ہے کہ سورہ حروف مقطعات سے شروع ہو رہا ہے یہ چند آیتیں ہیں جو ہم سن رہے ہیں اور یہ بہت آسان عربی میں آیتیں ہیں اس لیے کہ تم سب کو سمجھا دوں گا کہ جو لوگ عقل رکھتے ہیں وہ ان آیات کو سن کر عقل سے کام لیں اور اب ہم تم کو سنانے جا رہے ہیں:

﴿الرَّ- تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقُصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنُ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الْغَافِلِينَ ۝ إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ۝ قَالَ يَبْنَئِي لَكَ تَقْصُصُ رُءْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝﴾

(سورہ یوسف: ۵ تا ۱۵)

”الف لام را۔ وہ واضح کتاب کی آیات ہیں، تحقیق ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم سمجھ سکو۔ ہم تجھ پر ان قصوں سے بہترین قصہ بیان کرتے ہیں جو ہم نے اس قرآن میں تجھ پر وحی کئے اور اس سے قبل تو اس سے



بے خبر تھا۔ جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا کہ اے بابا میں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں یعقوبؑ نے کہا اے میرے بیٹے۔ اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا ورنہ وہ تیرے خلاف کوئی چال چلیں گے، یقیناً شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔“

تمام قصوں میں سب سے احسن سب سے بہترین قصہ یہ آیتیں تھیں جو مع ترجمے کے آپ کے سامنے پیش کر دیں یعنی جتنے قصے ہم ابھی تک سنا چکے قرآن میں ان تمام قصوں میں سب سے بہترین قصہ اب ہم تم کو سنانے جا رہے ہیں، ”احسن القصص“ قصوں میں بہترین قصہ احسن، تو ایک تو یہ بات پتہ چل گئی کہ قرآن میں قصے ہیں انبیاء کے پرانی قوموں کے، قصے لفظ عربی ہے اور جب اس کو اردو میں آپ ترجمہ کریں گے تو کیا ہوگا کہانی عربی میں جس کو قصہ کہتے ہیں اُسے اردو میں کہانی کہتے ہیں تو اگر قصہ کہتے ہیں اُسے اردو میں کہانی کہتے ہیں تو اگر اللہ انبیاء کے واقعات کو قصہ کہے اور آپ اردو میں معصومہ کے قصے کو جناب سیدہ کی کہانی کہیں کیا اعتراض ہے بھی اس میں بھی قصہ سیدہ کہہ دیجئے یا سیدہ کی کہانی کہہ دیجئے اعتراض کیا ہے مطلب کہانی پر کیا اعتراض ہے، تو قصے ہیں قرآن میں اور ان قصوں میں کہا بہترین قصہ اس وقت ہم آپ کو مع ترجمہ کے سنانا چاہتے ہیں سب سے بہترین قصہ، قصہ شروع ہوا کہاں سے احسن القصص سے اور اس کے فوراً بعد سنو ذرا بہترین قصہ تو سنو اے انسانو! بہترین قصہ تو سنو ایک دن یوسفؑ سو کے جو اٹھے تو باپ سے کہنے لگے بابا جان میں نے رات کو خواب دیکھا، کیا دیکھا بیٹا! میں نے رات کو یہ خواب دیکھا کہ میں ایک بلندی پر ہوں بہت اونچے پہ ایک پہاڑی پر چاروں طرف خوب صورت وادیاں ہیں اور زمین نے اپنے خزانے میرے قدموں پر الٹ کے ڈال دیئے ہیں مجھے بہترین



لباس پہنایا گیا ہے میرے سر پر ایک تاج ہے اور میں اس بلندی پر اکیلا ہوں اور پھر بابا میں نے یہ دیکھا کہ گیارہ ستارے آسمان سے اترے اور گیارہ ستاروں نے اتر کے میرے قدموں پر سجدہ کیا بابا اس کے بعد پھر میں نے دیکھا کہ چاند اُترا اور اس نے میرے قدموں پر سجدہ کیا، بابا پھر سورج اُترا اور اس نے میرے قدموں پر سجدہ کیا یہ ہے خواب خواب میں کیا دیکھا گیارہ ستارے ایک چاند ایک سورج کتنے ہوئے یہ تیرہ سنانے والا یوسف کتنے ہوئے چودہ چودہ کا قصہ تھا اس لیے کہا ”احسن القصص“ بہترین قصہ سنا باپ کون؟ حضرت یعقوبؑ، حضرت یعقوبؑ کون حضرت اسحاقؑ کے بیٹے حضرت اسحقؑ کون حضرت ابراہیمؑ جناب سارا کے بیٹے آپ کل سن چکے یوسفؑ سات برس کے ہیں تو خواب دیکھا، یوسفؑ گیارہ کے بارہویں ہیں، بارہویں نے خواب دیکھا کہ زمین نے اپنے خزانے میرے قدموں میں الٹ کر ڈال دیئے، تارے چاند، سورج سب مجھے سجدہ کر رہے ہیں تو بارہویں کی شان ہوتی ہی یہ ہے سن رہے ہیں مجلس اب آج تو ساتویں ہے اب تو مزاج ساتھ ساتھ چلے گا ورنہ کام تو چلے گا بھی نہیں کیوں کہ آج ایک یوسفؑ ثانی کی مجلس ہے اس لیے میں نے طے کیا کہ آج ابراہیمؑ کے بعد یوسفؑ اور کل حضرت موسیٰؑ، یوسفؑ کے بعد حضرت موسیٰؑ آئے پھر حضرت عیسیٰؑ اور پھر ہمارے اپنے سرکارِ دو عالم اور یوں آخری مجلس اب بہت سے انبیاءؑ رہ جائیں گے تو یہاں کے بعد مجالس شروع ہو رہی ہیں چہارہ معصومینؑ انجولی میں ادھر رضویہ میں قصرِ مسیب میں عشرہ ہے دونوں عشرے ساتھ چلیں گے کچھ انبیاءؑ یہاں کچھ انبیاءؑ وہاں جسے سننے کا شوق ہوگا یہاں بھی آئے گا وہاں بھی آئے گا جسے شوق ہی نہیں ہے وہ نہیں آئے گا اور ہمیں اس کی پروا نہیں ہے اس لیے کہ زیادہ لوگ سنیں تو میٹر (mater) بہت زیادہ پھیل جاتا ہے، یوں ہی یہ کیسٹوں

نے آفت ڈھائی ہے کہ کچھ تر فیصد ذکرین تو ہماری مجلسیں پڑھ رہے ہیں پچیس کو بچالیا ہے اس لیے کسی سے کوئی شکایت نہیں بات سچی کہی ہے منبر پر جھوٹ نہیں بولا جاتا تو بہر حال سامعین کو میٹر چاہئے علم والا تو وہ اسی طرح ملتا ہے کہ ذکر کے ساتھ ساتھ ذہن کی پرواز ہوتی جائے۔ باپ نے بیٹے سے کہا بیٹا یہ خواب کسی کو بتانا نہیں مبادا ڈرتا ہوں کہ لوگ تم سے حسد کرنے لگیں اس لیے خواب کسی کو بتانا نہیں اور اللہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں کسی بڑے منصب پر وہ فائز کرے بس اتنا یعقوبؑ نے کہہ دیا خواب کی پوری تعبیر نہیں بتائی لیکن خواب یہ بتا رہا ہے کہ تعبیر بہت عظیم ہے خواب کی اور سورہ یوں شروع ہو رہا ہے لیکن اتفاق یہ جب یوسفؑ یعقوبؑ کو خواب سن رہے تھے تو گیارہ بھائیوں میں سے جن بھائیوں کی شادی ہو چکی تھی ان میں سے ایک بھائی کی زوجہ یہ خواب سن رہی تھی اور اُس نے اپنے شوہر کو بتایا اور اس نے دوسرے بھائی کو بتایا اُسی نے تیسرے بھائی کو اور وہی ہوا کہ سارے بھائیوں میں اس خواب کی وجہ سے حسدِ یوسفؑ پیدا ہو گیا۔ یہ سیدھی سی بات ہے جیسا کہ گل میں نے کہا کہ دنیا نے صبرِ ایوبؑ سے سیکھا شکرِ نوحؑ سے سیکھا حسدِ یوسفؑ کے بھائیوں سے سیکھا اور یہ قصہ صرف اس لیے سنایا گیا ہے کہ انسان حسد سے بچ سکے، سُرے کا جو مرکز خیال ہے وہ ہے حسد سے بچنا اور اتنی بری بیماری ہے حسد کہ پتہ نہیں چلتا کب ہوگی اور اس سے پیچھا چھڑانا مشکل اس لیے ہے کہ کسی ڈاکٹر کے پاس اس کا کوئی علاج ہی نہیں ہے اس لیے معصومؑ نے کہا کوشش یہ کرو کہ رشک کرو حسد نہ کرو رشک کرنے میں تمہیں وہ مرتبہ مل سکتا ہے لیکن حسد کرنے سے نہیں ملتا اس لیے اللہ نے کہا کہ ہم نے کتاب اور حکمت اور عظمت آلِ ابراہیمؑ کو دے دی ہے اب دنیا حسد کرتی ہے تو کرتی رہے آلِ ابراہیمؑ سے تو حسد ہو رہا ہے اور اللہ کو معلوم ہے حسد ہوگا آج تک حسد کا سلسلہ جاری ہے

بھی کتابوں میں نام ہے نا اور ادھر ہم نے فضائل پڑھے اور حسد ہوا آپ خود دیکھ لیجئے ادھر آپ کسی کا ذکر کریں اس کی ٹکر پر کوئی اور کوئی اور ایڈیشن پر ایڈیشن یہ سب حسد ہے اور معاف کیا جاسکتا ہے یہ حسد اسی طرح جیسے یوسفؑ نے اپنے حاسد بھائیوں کو معاف کر دیا لیکن بغیر توبہ کے معاف نہیں کیا جاسکتا اور توبہ ہو تو حڑ جیسی ہو یہ چند جملے سورے کے کیونکہ موضوع میں تھے حسد کے اس لیے میں نے کہہ دیئے ظاہر ہے جو جو موضوع میں آتا جائے گا میں دو دو جملے کہہ کے آگے بڑھتا جاؤں گا اس لیے کہ ایک سو گیارہ آیات ہیں اور سب کا ترجمہ مجھے پیش کرنا ہے اپنی پوری تقریر میں بہت تیز چلوں گا دیکھئے آپ ساتھ دے پاتے ہیں یا نہیں۔ صبح کو سارے بھائی جمع ہوئے کہنے لگے بابا آپ کبھی یوسفؑ کو ہمارے ساتھ جانے ہی نہیں دیتے ہم لوگ تو روز جنگل کی سیر کو جاتے ہیں لیکن آپ یوسفؑ کو کبھی نہیں جانے دیتے آج سیر کے لیے یوسفؑ کو ہمارے ساتھ بھیجے گا کہا نہیں ہم تو تمہارے ساتھ نہیں بھیجیں گے ایسا نہ ہو تم لا پرواہی کرو اور جنگل میں کھیل میں لگ جاؤ اور یوسفؑ کو لے جاؤ اور وہاں بھیڑیے بہت ہیں جنگل میں اور کوئی بھیڑیا آئے اور یوسفؑ کو کھا جائے اور تم بھائی کی حفاظت نہ کر سکو اس لیے ہم یوسفؑ کو نہیں بھیجیں گے۔ سارے بھائیوں نے قسمیں کھائیں اور کہا نہیں ہم یوسفؑ کو بہت چاہتے ہیں جیسے آپ چاہتے ہیں آپ یوسفؑ کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے ہم یوسفؑ کو لے جائیں گے اور باغ کی سیر کریں گے جنگل کی سیر کریں گے وہاں پھول توڑیں گے وہاں پھل توڑیں گے پھل کھائیں گے اور اس کے بعد شام کو واپس آجائیں گے جب گیارہ بھائیوں نے ضد کی تو یعقوبؑ نے یوسفؑ کو تیار کر کے بھائیوں کے ساتھ کر دیا لیکن بارہ بیٹوں کو لے کر جنگل کی سرحد تک آگئے اب ذہن میں رہے دمشق کا حال پورا پڑھ چکا ہوں، دمشق سے تھوڑی دُور



پر ایک گاؤں تھا جس کا نام تھا کنعان یہ اس گاؤں کا نام تھا چھوٹا سا گاؤں تھا یاد رکھئے انبیاء ہمیشہ دیہاتوں میں رہے شہروں میں نہیں رہے اور مدینہ کوئی بڑا شہر نہیں تھا کچے مکان تھے اور جب سادات ہندوستان اور ایران جہاں جہاں آئے تو جہاں جہاں بھی مکان بنائے، مدینے کے انداز کے مکان بنائے سادات کے مکان لکھوری اینٹوں سے کچے بنا کرتے تھے کچی آبادیوں میں رہتے تھے کھیتوں میں رہتے تھے تاکہ حاسدین کی نظر میں سادات نہ آسکیں اب شہر میں آگئے ہو تو پھر اب حسد کا مقابلہ کرو اب شوق تھا نا بھی شہروں میں آنے کا، خود ہی آ کے شہر بنایا کراچی کو بسایا یہ شہر کب تھا یہ تو دیہات تھا جھونپڑیاں پڑی ہوئیں تھیں جب بڑی بڑی کوٹھیاں بنالیں تو شہر بڑا ہو گیا جیسے جیسے بڑھتا جائے گا معاملہ حسد کا بھی بڑھتا جائے گا کتنا اچھا ہوتا جب جاتے ہیں ہندوستان تو وہ کچے کچے مکان دیکھ کر اتنا اچھا لگتا ہے کاش یہ زندگی پھر واپس مل جاتی وہی بڑے بڑے صحن ہوتے کچے دالان ہوتے اس کو دیکھ کے مدینہ یاد آتا ہے حضرت علیؑ کا کوفے کا مکان یاد آتا ہے کہ ایسے مکانوں میں ہمارے باپ دادا رہتے تھے اب تو یہ سنگ مرمر کے محل ہماری سمجھ میں نہیں آتے۔ یہ تو یزید نے بنوائے تھے اس کے باپ نے بنوائے تھے اس کے دادا اور چچا نے بنوائے تھے کل میں پورے محل کا حال پڑھ چکا عباسی خلفاء محل میں رہے ہیں ہم لوگ محل کے لوگ نہیں ہیں بھی نصیحتیں ہیں اب بری لگیں یا اچھی لگیں آپ کی اپنی مرضی ہے۔ تو ایک گاؤں تھا کچا سا مکان تھا اس میں یعقوبؑ رہتے تھے اس میں گیا رہ بیٹے اور یعقوبؑ کی دوسری بیوی رہتی تھیں دو بیویاں تھیں پہلی بیوی کے دس بیٹے تھے دوسری سے دو بیٹے تھے اس طرح یہ بارہ بھائی تھے اتنے حسین تھے سب کے سب، سب سے بڑے کا نام یہود تھا پھر لاوی تھے اس کے بعد متفرق بھائی یوسفؑ اور بنیامینؑ دونوں سگے بھائی یوسفؑ سب



سے چھوٹے تھے اور تمام بھائیوں میں سب سے زیادہ حسین تھے، بھائی لے کر یوسفؑ کو چلے یعقوبؑ نے جنگل اور گاؤں کی سرحد پر چھوڑ دیا، لیکن ایک درخت تھا وہاں پر رک گئے اس درخت کا نام پھر پڑ گیا وہ شجرِ حنون کہ جہاں سے یوسفؑ کو الوداع کہا تھا یعقوبؑ نے، اتنی دیر یعقوبؑ کھڑے رہے کہ سب نظر آتے رہے، بھائی یوسفؑ کو لے کر چلے کچھ دور چلے تھے مڑ کے دیکھا جب اندازہ کیا کہ باپ نظر نہیں آتے تو وہیں سے یوسفؑ کا ہاتھ پکڑ کے سب نے دوڑنا شروع کیا اور تیز دوڑتے ہوئے بھاگے تاکہ یعقوبؑ ہمیں پانہ سکیں اور ہم جنگل میں کہیں دور پہنچ جائیں یہاں تک کہ بھاگتے بھاگتے گئے جنگل کے قریب پہنچ گئے اور جیسے ہی اس جنگل میں پہنچے جہاں اطمینان ہو گیا کہ ہم کنعان سے بہت دور آ گئے تو سارے بھائیوں نے مل کر یوسفؑ کو گھیرا چاروں طرف سے دائرہ بنا کے بیچ میں یوسفؑ اور چاروں طرف سارے بھائی اور ایک بھائی نے اپنی قمیص کے نیچے سے ایک بڑا سا خنجر ایک چاقو نکالا اور نکال کے کہا تجھے معلوم ہے ہم تجھے یہاں کیوں لائے ہیں آج ہم تجھے جان سے مار دیں گے صرف اس لیے کہ ہمارا باپ تجھے بہت چاہتا ہے، سورہ یوسف میں ہے إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (آیت ۸) یعقوبؑ تم سے محبت کرتے ہیں اور وہ یقیناً غلطی پر ہیں، آج ہم تجھے قتل کریں گے ماریں گے تجھے قتل کریں گے منافقین نے کہا رسول اللہ علیؑ کی محبت میں (معاذ اللہ) بہک گئے ہیں، قرآن نے جواب دیا مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ (سورہ نجم آیت ۲) تمہارا صاحب نہیں بہکا، اتنی دیر میں ایک بھائی نے کہا ارے دیکھو تو نماز کا وقت آ گیا پہلے نماز پڑھ لو پھر اسے قتل کرنا، سارے بھائیوں نے نماز ادا کی اور اس کے بعد پھر ایک بھائی چاقو نکال کے اب چاہتا ہے کہ یوسفؑ کی گردن کاٹے کہ ایک بھائی یہودا جس کا نام تھا وہ بولا اس نے یہ کہا قتل نہ کرو یہ چاقو رکھ لو

اور ہم سب اس کو قتل نہ کریں بلکہ یہ سامنے جو کنواں ہے اس کے اندر پھینک دیں سب راضی ہو گئے ادھر گیارہ میں کے ایک یہود نے کہا کہ قتل نہ کریں بلکہ کنویں میں پھینک دیں اور ادھر قدرت نے فیصلہ کیا کہ اب جو نبوت چلے گی وہ یہود کی نسل میں چلے گی اس لیے کہ معصوم کو بچا لیا قیمت تو دیکھو، یہود کی نسل میں آئے عمرانؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ اور یہودی پوری قوم اور پھر ایک انبیاء کا سلسلہ عیسیٰؑ تک چلا سب حضرت یہودہ کی نسل میں، مار نہیں کنویں میں پھینک دو، اب سوال یہ ہے جب طے کر لیا تھا کہ قتل کریں گے تو قتل کیوں نہ کر سکے، دربار کل آپ سن چکے یزید کا یہ سمجھئے گا میں مصائب پر آگیا خطبہ ہو چکا سید سجادؑ کا، خطبہ ہو چکا شہزادی کا اور ایک بار حکم دیا یزید نے کہ سید سجادؑ کو قتل کر دو جیسے ہی اس نے حکم دیا کہ ایک بار جمعے میں سے ایک چھوٹے سے بچے کی آواز آئی ہلکی سی آواز، یزید سن! ذرا سن جیسے ہی آواز آئی اتنے بڑے سنائے میں ایک چھوٹے سے بچے کی آواز آئی کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا۔

اللہ نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو حکم دیا جاؤ تبلیغ کرو بڑا سرکش ہوا ہے فرعون تو دونوں گئے اور جب اکیلے آئے موسیٰؑ اور ہارونؑ تو ایک بار فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا گھیر لو دونوں کو آج موقع ہے یہیں مل کے قتل کر دو، ان دونوں کو یہ ہماری خدائی کے خلاف کام کر رہے ہیں، لیکن نہ فرعون قتل کر سکا موسیٰؑ اور ہارونؑ کو نہ فرعون کے درباری قتل کر سکے۔ اے یزید تجھے معلوم ہے کہ موسیٰؑ اور ہارونؑ اس دن دربار میں قتل کیوں نہ ہو سکے اب یزید سنائے میں، کہا سن اے یزید! تجھے معلوم ہے قرآن تو تو نے پڑھا ہے ابھی ابھی آیتیں پڑھی ہیں قرآن تو نے پڑھا ہوگا، تو نے سورہ یوسفؑ پڑھا، گیارہ بھائیوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ ہم یوسفؑ کو قتل کر دیں مگر گیارہ بھائی یوسفؑ کو قتل نہ کر سکے اے یزید تجھے معلوم ہے کیوں نہ



قتل کر سکے اب تو سوال دو ہو گئے تو یزید پوچھے گا کیوں نہ قتل کر سکے، تو اب پانچواں امام پانچ برس کی عمر میں لاکار کے بولا کہ معصوم کو، اولاد انبیاء کو وہی قتل کر سکتا ہے جو حرام زادہ ہو، سن لے یزید! ارے یزید کے لیے کتنے گڑ جانے کی بات تھی کہ امام یہ کہے کہ فرعون حلال زادہ تھا، اس کے درباری حلال زادے تھے اور یعقوبؑ کے بیٹے تو پاک تھے ہی اولاد انبیاء کو کیسے قتل کریں کچھ سمجھے بھی کیا کہہ گئے امام پھر جملہ سن لو، جب کر بلا چل رہے تھے حسینؑ تو ابن عباسؓ نے کہا اگر آپ جارہے ہیں تو بچوں کو نہ لے جائیں حسینؑ کو معلوم تھا کہ یہ بچے کیا کارنامہ کریں گے امام کی موجودگی ہے پانچ برس کا تو کام کیا ہے کون بتائے اب ایک امام کو تو قتل کا حکم ہو چکا ہے تو یہ کون بتائے کارنامہ دیکھا آپ نے پانچ برس کے بچے کا، باپ کو بچا بھی لیا جلا دیکھ دیا یزید نے کہ واپس بلاؤ اگر قتل کر دے تو عالم بیٹھے تھے توریت کے انجیل کے سب سورہ یوسفؑ پڑھے ہوئے تھے اگر قتل کر دیتا تو ابھی ابھی بلیم (blame) لگ جاتا کہ یہ حلال زادہ یزید نہیں ہے لیکن امام باپ کو بچا بھی گئے اور یہ بتا بھی گئے کہ حسینؑ کے وارث ایسے ہوتے ہیں وہ دادا حسینؑ دادا عابدؑ بیٹے اور یہ پوتا وارث دیکھے کیسے ہوتے ہیں انبیاء کے انبیاء کے وارث ایسے ہوتے ہیں کہ نبوتوں کا واسطہ دے کر وارث بتاتے ہیں کہ ہمارا کردار کیا ہے تین نبیوں کا چار نبیوں کا نام لیا ہے نا امام نے موسیٰؑ، ہارونؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ اور دیکھے باپ کو بچا لیا اور تاریخ میں الزام یہ رہ گیا اب سمجھ میں آیا احسن القصص کیا ہے۔ یوسفؑ کے گرتے پر جھوٹ موٹ بھیڑ کا خون لگالائے وَجَاءُ وَ عَلٰی قَمِيصِهِ بَدْمٌ كَذِبٌ (سورہ یوسفؑ آیت ۱۸) بہترین قصہ کیا ہے چلو چلو کنویں میں پھینک دو یوسفؑ کی قمیص اتاری یوسفؑ کو برہنہ کیا اور کنویں میں گرا گئے، واپس ہوئے قمیص لائے قمیص کو زمین پر بچھایا ایک بکری کا بچہ پکڑا اسی چا تو



سے یوسفؑ کی قمیص پر بکری کا بچہ حلال کیا خوب خون لگا لیا کرتے میں اور اب چلے کرتے کو ہاتھ میں لیے ہوئے روتے ہوئے اور چیختے ہوئے ہائے یوسفؑ، ہائے یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا، اب روتے ہوئے جو آئے تو جب گیارہ بھائی چیخ چیخ کے روئے تو آفت ہو گئی کنعان میں، چھوٹا سا تو گاؤں تھا کوئی بڑی آبادی تھوڑی تھی، شور و شر سے آوازیں گونجنے لگیں رونے کی کہاں شام میں شام میں وہی سمجھیں گے جو مسلسل مجلس سنتے ہیں ہر ایک نہیں سمجھے گا اب یہ باتیں تو اشارے کی ہوتی ہیں کہ کسی کا کرتا دینے سے چلا معاویہ کے پاس شام آیا ڈنڈے پر لٹکایا گیا خون دکھایا گیا لیکن نقلی کرتے پہ عزاداری نہیں ہوتی ہے، نہیں ہو سکتی بناوٹی عزاداری نہیں ہو سکتی، کبھی بھی نہیں ہو سکتی، روتے ہوئے آئے کیا ہوا یعقوبؑ نکلے کیا ہوا کہا بابا ہم لوگ کھیل میں لگ گئے بھیڑیا آیا یوسفؑ کو کھا گیا سب سے پہلا کام یعقوبؑ نے یہ کیا کرتے کو اٹھایا اور اٹھا کے دیکھا کیسا بھیڑیا تھا کہ میرے یوسفؑ کو کھا گیا اور کرتا کہیں سے پہنا بھی نہیں، یہ کیسا بھیڑیا تھا کہ کرتا پہنا نہیں، یوسفؑ کو کھا گیا تم نے کید کیا تم نے عیاری کی ہے تم نے میرے یوسفؑ کے ساتھ کوئی مکاری کی ہے۔ تم نے کوئی سازش کی ہے یہ کہہ کے یعقوبؑ چپ اور ایک بار دوڑتے چلے اس درخت کی طرف جہاں سے پہنچا کے واپس آئے تھے اور اب جو واپس آئے تو اب یعقوبؑ پہچانے نہیں جا رہے تھے تھوڑی سی دیر میں یعقوبؑ پہچانے نہیں جا رہے تھے، طائر شور مچا رہے تھے رُک کے کہا طائر و تم نے کہیں میرے یوسفؑ کو دیکھا، اڑتا ہوا پرندہ جائے تو روک کے پوچھتے تم نے میرے یوسفؑ کو کہیں دیکھا، کوئی جانور سامنے سے جائے تو تم نے میرے یوسفؑ کو کہیں دیکھا، کوئی مسافر سامنے سے جائے تم نے میرے یوسفؑ کو کہیں دیکھا۔ اب جو رونا شروع کیا اور یہ کہہ کہہ کے میرا یوسفؑ میرا یوسفؑ یہاں تک کہ پورا دن گزر



گیا رات گزر گئی یہاں تک کہ برسوں گزر گئے گھر سے نکلے شاہراہ پہ بیٹھے رونا شروع کر دیا۔ اب جو بھی جائے ادھر سے رُک رُک کے لوگ پوچھتے کیا ہوا کیوں روتے ہو چلتے ہوئے قدم رُک جاتے ابھی آپ سڑک پر جائیں اور ایک ٹھٹھا لگائیے کوئی آپ سے نہیں پوچھے گا کیوں ہنس رہے ہو، بھی ہنس کیوں رہے ہو اور ابھی چیخ چیخ کے جا کے کوئی رونے لگے سڑک کے اوپر چار پانچ آدمی روکیں گے، کیا ہوا کیا ہوا کیوں رو رہے ہیں۔ ہنسنا نہیں روکتا رونے والوں کی آوازیں قدم روکتی ہیں، چار آئے پانچ آئے دس آئے مجمع بڑھنے لگا یوسف کو پکارتے ہوئے یعقوب آگے بڑھتے جاتے ہیں۔ شاہراہ پر آگئے جیسے جیسے آگے بڑھتے جاتے ہیں لوگ ان کے پیچھے پیچھے گویا ایک عزا کا جلوس بن گیا اب تو گھبرانے لگے یعقوب کے سب بیٹے جمع ہوئے شور مچائی کمیٹی بنائی میٹنگ (meeting) کی اور کہنے لگے کہ بھی بات سمجھ میں نہیں آتی یہ تو بہت رونے لگے یہ تو باہر بھی جانے لگے لوگ جمع ہونے لگے جانے والے رُکنے لگے کیا کریں کہا اب ان کو گھر سے باہر نہ نکلنے دو شاہراہ پہ نہ آنے دو ان کو رونے نہ دو انہیں چیخنے نہ دو، انہیں نوحہ نہ کرنے دو انہیں فریاد نہ کرنے دو احسن القصص انہیں رونے نہ دو انہیں باہر نہ جانے دو یہ سڑک پہ نہ آنے پائیں، یہ شاہراہ پہ نہ آنے پائیں، کیوں نہ آئیں کہا ارے یہ اگر روئیں گے اس طرح چیخ چیخ کے تو لوگ باہر کے جو آتے ہیں وہ سب شامل ہو ہو کے پوچھیں گے ہوا کیا تو یہ بتائیں گے میرا بیٹا یوسف تھا اس کے بھائی اسے جنگل میں لے گئے وہ واپس نہیں آیا ہوتے ہوتے بات اگر پورے ملک میں پھیل گئی راز کھل جائے گا ایک دن کہیں یہ پتہ نہ چل جائے کہ یوسف کے ساتھ کیا ہوا تو قاتلوں کے چہرے سامنے آ جائیں گے رو کو رو نارو کو رو نہ پائیں ورنہ ہمارے نام سامنے آ جائیں گے، قاتل پکڑے جائیں گے اس لیے



ان کو رونے نہ دو یعقوب کہاں مانتے ہیں اور رونے والے کو کون روک سکتا ہے، بھی اگلا جملہ سن لو اگر رونے والے کو حجرے میں بند کر دو قید میں بند کر دو، پابندی لگا دو آنکھیں نہیں مانتیں، ارے یعقوبؑ نے کہا کہاں تک رو کو گے دیکھو میری آنکھیں دیدے بہہ گئے روتے روتے بینائی ختم ہوئی اتاروئے کہ بینائی ختم ہو گئی ارے کس کو رو رہے ہو یعقوبؑ تم نبی ہو، علم نبوت سے یہ نہیں جانتے کہ زندہ ہے بیٹا۔ یعقوبؑ نے بتایا رو کر تو اور کیا زندہ ہی کا تو ماتم ہوتا ہے مردہ کو نہیں رویا جاتا جو مر گئے وہ مر گئے وہ تاریخ میں بھی مر گئے وہ دنیا میں بھی مر گئے آؤ کہاں ہے وہ مصرعہ ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے پڑھو یعقوبؑ کے سامنے یہ مصرعہ تو ہم جانیں پڑھو سورہ یوسفؑ کے سامنے یہ مصرعہ تو سورہ یوسفؑ کہے گا زندہ ہی کو تو رویا گیا اور یوں رویا گیا کہ اگر جسم کو ضرر پہنچا لیا جائے تو سنست نبی ہے کوئی پوچھے تو یعقوبؑ تم نے اپنی آنکھیں بہاؤ الیں نبی کی آنکھیں بہہ جائیں اور زندہ کے لیے ہمارا لہو نہ بہے جب تک یہ لہو نہ بہے گا تب تک یہ لہو بتائے گا کہ یہ زندہ کا لہو ہے مردہ کے لیے لہو نہیں بہایا جاتا لہو زندگی کی علامت ہے.....

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قاتل

جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

غالب سورہ یوسفؑ دیکھ رہے تھے کیا غالب قرآن پڑھتے تھے، ہاں قرآن پڑھتے تھے ورنہ یہ شعر نہیں کہہ سکتے، رونے سے خود کو روک نہ سکے، قاتل بچتے نہیں زمانے سے بچ جائیں دنیا کی عدالت سے بچ جائیں اللہ کی عدالت سے نہیں بچتے حالانکہ قتل نہیں کیا پھر بھی تاریخ میں قاتل ہو گئے عجیب قاتل ہیں یہ کہ صرف کنویں میں پھینکا آج تک قاتل مشہور ہیں، یہ کیسی بات ہے، کیوں کہ اقدام قتل پر بھی سزا ہے اب بھئی وکیل کوئی بیٹھا ہو وہی بتائے گا اقدام تو کر چکے



اور پھر ایک نبی کو تکلیف پہنچا چکے ایک نبی کے دل کو اذیت پہنچا چکے مجرم تو ہو گئے
 بھی اب سزا تو وہ دے گا نا۔ اچانک کنعان میں قحط پڑا نہ گیہوں نہ پانی جہاں قحط
 پڑ جائے سمجھ لو سادات کے قاتل ہیں جہاں گیہوں نہ ملے۔ اب کس سے مانگیں
 کنعان میں گیہوں نہیں، بیٹے جمع ہوئے کہا اب تو جانا پڑے گا مصر فرعون کے
 پاس گیہوں لینے، جاؤ بھی جاؤ یعقوبؑ نے کہا اچھا جاتے ہو تو یوں جانا ایک
 دروازے سے داخل نہ ہونا لیجئے قصہ یہاں رُک گیا۔ آپ تو پریشان ہو گئے
 سات سال کا بچہ کنویں میں گرا ادھر کنویں میں جبریلؑ سے رسول اللہ نے پوچھا
 کبھی تیز پرواز بھی کی کبھی بہت تیز پرواز بھی کی ہے کہا صرف تین بار، کہا کہاں
 کہاں کہا جب ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا گیا تو اللہ نے کہا جبریلؑ اتنی جلدی
 جاؤ کہ ابراہیمؑ آگ تک نہ پہنچیں میں نے پرواز کی اور میں ابراہیمؑ کے قریب پہنچ
 گیا دوسری بار جب کنویں میں یوسفؑ کو پھینکا گیا تو اللہ نے کہا سطح آب تک قدم
 نہ پہنچے کہ یوسفؑ کو اپنے پروں پہ لے لو اور کہا تیسری مرتبہ کہا تیسری مرتبہ زہراؑ
 نے اپنا گلو بند توڑ اسات موتی تھے تین حسینؑ نے اٹھائے تین حسنؑ نے چھ ہو گئے
 ساتواں بیچ میں تھا ادھر سے حسنؑ کا ہاتھ بڑھ رہا تھا ادھر سے حسینؑ کا اللہ نے کہا
 جبریلؑ اتنی جلدی جاؤ کہ ہاتھ بڑھنے سے پہلے موتی دو ٹکڑوں میں ہو جائے، تو
 بس وہ یوسفؑ تھے حسنؑ اور حسینؑ فخر یوسفؑ ہیں، جبریلؑ آئے اور یوسفؑ کو پروں
 پہ لے لیا اور یوسفؑ کنویں میں تھم گئے۔ ادھر سے مصر جانے والا سودا گروں کا
 ایک قافلہ جو گزرا تو پانی کے لیے سودا گروں نے کنویں میں ڈول ڈالا جب ڈول اُپر
 آیا تو یوسفؑ ڈول میں لٹک گئے اس نے ڈول کھینچا اب جو ڈول کھینچا تو بجائے
 پانی کے اس میں ایک خوبصورت سا بچہ وہیں سے چیخا ایک ایک لفظ سُرے کا ہے
 میں کچھ بھی تاریخ سے نہیں پڑھ رہا ہوں پورا ترجمہ سنار ہا ہوں، آپ کو بس

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَكُوعًا قَالَ يُبَشِّرُ هَذَا غُلَامٌ ۝ وَأَسْرُودٌ بَضَاعَةٌ ۝ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ وَشَرُودٌ بَشَمٍ ۝ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ (سورہ یوسف.. آیت ۲۰)

بیچ بیچ میں فائلیں جو کھل رہی ہیں وہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے لیکن جہاں یوسفؑ ہیں تو میں سورہ یوسفؑ کی آیتوں کا ترجمہ پیش کر رہا ہوں۔ ایک بار سوداگر وہیں سے چلا یا کہ ارے جلدی آؤ قافلے والو جلدی آؤ تماشا دیکھو قافلے والے دوڑے کہا تم نے دیکھا کتنا حسین بچہ ہے، کتنا خوبصورت بچہ ہے، سب جمع ہو گئے، دیکھنے لگے، کہا اتنا حسین اتنا خوبصورت بچہ تو ہم نے دیکھا ہی نہیں، چلو چلو بھی مصر جا رہے ہیں، وہاں غلام بکتے ہیں، وہاں یہ بچہ بیچیں گے، بڑی رقم ملے گی، سوداگر نے کہا ہاں بالکل یوسفؑ کو پکڑ لیا، اپنے ساتھ لیا اور کہا مصر چل کے بیچیں گے، قافلہ چلا ایک جگہ چلتے چلتے قافلہ ٹھہر گیا قافلہ جو ٹھہرا تو سوداگر نے دیکھا یوسفؑ غائب ہیں، یوسفؑ نظر نہ آئے، ڈھونڈتا رہا کہاں چلے گئے سامنے ایک قبرستان تھا اس نے نظر دوڑائی دیکھا ایک قبر پر یوسفؑ جو ہیں وہ لپٹے ہوئے رو رہے ہیں غصے میں تو تھا ہی کہ کہاں غائب ہو گئے، جب ملے تو سوداگر نے یوسفؑ کے رخسار پہ طمانچہ مارا جیسے ہی طمانچہ معصوم بچے کے رخسار پر پڑا ویسے ہی زمین ہل اُندھیاں اُٹھیں اور ایسا لگا کہ قیامت آجائے گی اور حدیث میں یہ ہے کہ اگر یوسفؑ اسی وقت بد دعا کر دیتے تو عذاب آجاتا ایک چاہنے والے نے خط لکھ دیا امام زمانہؑ کو اور کہا کہ نبیؑ محبوبِ الہی تھے اور حسینؑ محبوبِ رسولؐ تھے اللہ نبیؑ کو چاہتا تھا، نبیؑ حسینؑ کو چاہتے تھے، اتنے مقبول بندے حسینؑ پر کربلا میں ظلم پہ ظلم ہو رہا تھا اور عذاب نہیں لایا اللہ، امامؑ نے جواب میں لکھا اللہ کے عظیم بندے جب تک عذاب طلب نہ کریں عذاب نہیں آتا، آثارِ عذاب آجاتے ہیں اگر



بندہ خود ٹال دے تو عذاب واپس ہو جاتا ہے، جیسے یوسفؑ کی وجہ سے آنے والا عذاب واپس ہوا، ایسے ہی آتا عذاب کر بلا میں، حسینؑ نے واپس کر دیا، روکا ہوا ہے عذاب انبیاءؑ کے مانگے ہوئے سارے عذاب رُکے ہیں سمٹ کے کر بلا میں آگئے ہیں، وارث کے پاس حقوق ہیں۔ قافلہ چلامصر کے بازار میں آیا بازار میں غلام بکتے تھے۔ ایک بلندی پر چبوترے پر یوسفؑ کو لایا گیا اور سودا گروں نے بولی لگائی یہاں تک کہ شور ہوا کہ ایک خوبصورت بچہ آیا ہے مجمع ہو گیا بادشاہ کے آدمی بھی پہنچے بادشاہ فرعون ہے اس کا جو وزیر خزانہ ہے اس کا خطاب عزیز مصر ہے اس زمانے میں وزیر خزانہ کو عزیز کہتے تھے۔ شاہی خزانہ اس کے ہاتھ میں بادشاہ نے کہا تم بھی جانا اور جا کر شاہی بولی لگانا سودا گروں نے دیکھا کہ شاہی لوگ بھی آئے مجمع بھی آ گیا اس نے کہا موقوف ہوگئی بولی، یوسفؑ کل بکس گے، اب یوسفؑ کل بکس گے، کہتے ہیں اس رات مصر میں کوئی سویا ہی نہیں، سب رات بھر اس انتظار میں جاگے کہ یوسفؑ کو ہم خریدیں، یوسفؑ کو ہم خریدیں، سب اپنے اپنے حساب کتاب میں لگ گئے، کتنی رقم ہمارے پاس ہے کہ ہم یوسفؑ کو خریدیں جب صبح ہوئی تو شاہی نمائندہ بھی تیاری کے ساتھ حد یہ ہے کہ مصر کی ایک بوڑھی چرخہ کا تنے والی اپنا چرخہ بھی لے آئی سوت بھی لے آئی لوگوں نے کہا کہ دیکھ تو بادشاہ کا خزانہ کھلا ہوا ہے یہ تیرے چرخے سے یوسفؑ کیسے خریدا جائے گا، کہا خریدنے نہیں آئی ہوں مجھے تو معلوم ہے کہ یوسفؑ پک کے کہاں جائیں گے، لیکن تاریخ میں یوسفؑ کے خریداروں میں میرا نام تو آ جائے گا رے سمجھے کبھی یہ نہ سوچنا کہ حسینؑ کے لیے دولت چاہئے، عزاء میں آؤ تا کہ حسینیؑ کے خریداروں میں نام لکھاؤ، ایک آنسو سے لکھاؤ، ماتم سے لکھاؤ، صلوة سے لکھاؤ ضرور کسی طرح نام لکھاؤ، بولیاں لگنے لگیں، اب قرآن کہتا ہے کہ اب ہم کیا بتائیں کہ یوسفؑ کی کیا

قیمت تھی، کم بھی تھی اور زیادہ بھی میں نے درمیان سے ایک چیز چھوڑی پہلے کم قیمت میں بکے پھر زیادہ قیمت میں قرآن نے کہا پہلے کم میں بکے پھر زیادہ میں، میں نے کم والی قیمت چھوڑی زیادہ کی طرف آیا، اب جو بولی گئی بادشاہ کو بار بار پیغام جاتا ہے کہ بولیاں بڑھ رہی ہیں، کہا خزانہ بھیجتے ہیں، ہم خزانوں کے منہ کھول دو جواہرات سونا، چاندی جو کچھ چاہئے کہا فیصلہ یہ ہوا ہے سودا گروں نے یہ کہا ہے کہ ترازو لگاؤ ایک ترازو کے پلے میں یوسفؑ کو بٹھایا جائے گا اور دوسرے پلے میں قیمت رکھی جائے گی، سونا، چاندی جواہرات ہیرے سب رکھا گیا مگر واہ رے نبوت کا پلہ نبوت دولت سے نہیں بکتی، اب ایک ترازو کے پلے میں یوسفؑ جھول رہے ہیں اور دوسرے پلے میں دولت جھول رہی ہے اور پلا ہے کہ دولت کا ہلکا نبوت کا بھاری پوری قوم پریشان کیا ہوا، سودا گرنے کہا کیا ہوا کہا خزانہ خالی ہو گیا، ارے مصر کا خزانہ فرعون کا خزانہ خالی ہو گیا جب یوسفؑ نے سن لیا کہ دولت ختم ہوئی کہا اے قوم والو ادھر تو آؤ نبیؑ نے آواز دی قوم کو، ادھر آؤ جیسے ہی لوگ آگے بڑھے کہا کیا بات ہے کہا ذرا قلم اور کاغذ لاؤ، نہ دیں تو کیا ہو؟ ارے انہیں معلوم ہے کہ کوئی فائدے کی بات لکھے گا جو ہمارے مطلب کی ہے دوڑے گئے نہ معلوم کتنے قلم اور کاغذ آئے یوسفؑ نے کاغذ لیا اور قلم لیا اور کاغذ پہ لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا یہ کاغذ ترازو کے اُس پلے میں رکھ دو جیسے ہی رکھا گیا ترازو کے دونوں پلے برابر ہو گئے، عزیز مصر خرید کر لے گیا قیمت یوسفؑ نے بتائی نبوت نے بتائی کہا دولت میں نہیں تلے ہم قرآن کی آیت میں تلے ہیں، لیکن قرآن کی ایک آیت میں یوسفؑ کی پوری نبوت ٹل گئی، زہراؑ نے پندرہ روٹیاں پکائیں پانچ ایک دن پانچ ایک دن پانچ ایک دن، جب پندرہ روٹیاں زہراؑ کے ہاتھ کی وہاں گئیں تو سورہ دہر تیس آیتوں کا نازل ہوا، پڑھ چکا ہوں دوہرا ہا ہوں تاکہ بات

۱۔ اے نبیؐ! کہ جس نے ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اسے چار گنا عطا فرماؤ۔
 ۲۔ اور جس نے ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اسے چار گنا عطا فرماؤ۔
 ۳۔ اور جس نے ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اسے چار گنا عطا فرماؤ۔
 ۴۔ اور جس نے ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اسے چار گنا عطا فرماؤ۔
 ۵۔ اور جس نے ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اسے چار گنا عطا فرماؤ۔
 ۶۔ اور جس نے ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اسے چار گنا عطا فرماؤ۔
 ۷۔ اور جس نے ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اسے چار گنا عطا فرماؤ۔
 ۸۔ اور جس نے ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اسے چار گنا عطا فرماؤ۔
 ۹۔ اور جس نے ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اسے چار گنا عطا فرماؤ۔
 ۱۰۔ اور جس نے ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اسے چار گنا عطا فرماؤ۔



پڑھ لے ہاتھ لنگن کو آرسی کیا اور پڑھے لکھے کو فارسی کیا، سورہ یوسفؑ تو ہے قرآن مسجد میں بھی رکھا ہے ابھی جا کے پڑھ لینا میں ہی کیوں سب کچھ بتاؤں تلاوت کر لینا بھی میں تو کچھ بھی نہیں پڑھوں گا، وہ آیتیں تو میں چھوڑ جاؤں گا، ترجمہ بھی چھوڑ جاؤں گا اب ادھر یوسفؑ ادھر یوسفؑ کسی کی نگاہیں تعاقب کر رہی ہیں، اب یوسفؑ باغ میں ہیں، اچھا اب یوسفؑ حجرے میں ہیں، اچھا کسی کے دل کو چلن ہی نہیں، کل ہی نہیں اور وہ باحیانی نگاہیں نیچے اس کو نہیں پتہ کسی کی نگاہیں میرا تعاقب کر رہی ہیں اس کو کیا خبر نبوت کو یہ سب جعل سازیاں کیا معلوم، نبوت کیا جانے وہ تو عصمت ہے عصمت، وہ تو طہارت ہے طہارت وہ تو پاکیزگی ہے پاکیزگی، وہ تو بزرگی ہے بزرگی، وہ تورب کے عشق میں ڈوبا ہوا ہے اس دنیا کے عشق کا پتہ ہی نہیں بہت احتیاط سے پڑھ رہا ہوں۔ نگاہیں تعاقب میں محل بہت بڑا خواب گاہ کے ساتھ دروازے بڑے بڑے بلند دروازے عزیز مصر کا محل ہے صاحب بچہ گھر میں نہیں اس لیے سناٹا جس گھر میں بچہ نہیں ہوتا رے ایک نبی بھی گھر میں ہے جب بھی سناٹا، بچہ نہیں ہے نا اللہ کو اچھا نہیں لگا میرے حبیبؑ کے گھر سناٹا رہے، دو کھیلے ہوئے بچے اللہ کو اچھے لگے، سونا گھر نہیں اچھا لگتا خدا کی قسم آج بھی مسجد نبویؐ میں جائیے اور جا کے صحن خانہ میں کھڑے ہوئیے، ماہر القادری نے لکھا ہے جب میں گیا صحن میں رک گیا اس لیے کہ میری نگاہوں میں ایسا لگ رہا تھا رسولؐ ناقہ بنے ہیں اور بچے کھیل رہے ہیں، یہ تو اہل سنت کے جذبات ہیں تو پھر آپؐ کے کیا ہونے چاہئیں، جائیے گا کبھی مسجد نبویؐ میں تو آپؐ کو خود مناظر نظر آئیں گے، صحن مسجد میں تو گھر سناٹا، بچہ تو تھا نہیں، کوئی میاں اور بیوی اور تعاقب جانے کیا ہوا، کہیں سے شادی کا پیغام آیا رشتہ ہوا کسی کا آپس میں مصر کے کسی رئیس زادے کی بیٹی یا بیٹے کا تو دعوت نامہ آیا و زیروں کا بھی تو بیگم



کا بھی آیا، بیگم تیار ہوئی شادی میں جانا ہے آج تو خوب سچی زلیخا نے اپنے کو خوب سجا یا مشطاً نے آراستہ کیا بھی زیورات سے منسٹر (minister) کی بیوی تھی کی کیا تھی لباس اور زیورات کی تیار ہو کے جونگی باہر یوسفؑ کو کیا پتہ کون کہاں کیا، ارے جو خود حسن ہو وہ ادھر ادھر کیا دیکھے کہ ایک بار زلیخا نے آواز دی یوسفؑ ذرا میری بات تو سنو سر کو جھکائے ہوئے آئے کہا میں نے سارے زیور پہن لیے گلو بند میرا سنگار میز پر رہ گیا یوسفؑ ذرا جلدی جاؤ میرا گلو بند تو اٹھا کے لاؤ میں پہننا بھول گئی، بھی عادت تو پڑی ہوئی تھی کام کی گھر میں دوڑتے ہوئے گئے، جگہ معلوم تھی گلو بند اٹھایا بس بھی پڑھ چکے ہم یہاں پہ گلو بند لے کے اب جو مڑے تو دیکھا سامنے ہاتھ گلو بند، یوسفؑ حیران ایک آواز آئی یوسفؑ کے کان میں بس اتنی آیت کا ترجمہ ہے اس لیے ادا کر رہا ہوں، یوسفؑ آؤ دیکھئے یہ مصائب ہیں یوسفؑ کے اسے فضائل نہ سمجھے گا، یہی اس نبی کے مصائب ہیں، قیامت ہے بس یہاں پر اور یہاں پر دیکھئے بس اب میں فضائل روک رہا ہوں بس اب بس دو چار لمحوں کی بات ہے بس بہت ہوشیاری سے سنئے گا۔ یوسفؑ آؤ کب سے ہم خیال میں تھے یوسفؑ نے ایک بار دیکھا زلیخا کو یہاں پر آیت یہ ہے

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهُ رَبِّيْٓ اَحْسَنُ مِّثْوَاىِٕ ط اِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ ط كَذٰلِكَ لِنُصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَآءَ ط اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (سورہ یوسفؑ.... آیت ۲۳، ۲۴)

ترجمہ پڑھتا ہوں پھر دوسری آیت پڑھتا ہوں میں جو آیت مجھے پڑھنی ہے وہ آیت میں پڑھوں گا اس سے پہلے کی آیت یہ ہے سورہ یوسفؑ دیکھئے گا عنقریب وہ لمحہ آپہنچا تھا کہ ایک کام ہوتا اور یوسفؑ کے ہاتھ ایک قتل ہوتا، ہم نے



یوسفؑ کو بچانا چاہا دونوں کاموں سے دو قتل ہونے والے تھے ہم چاہتے تھے کہ اپنے نبیؑ کو بچائیں اب آیت یہ ہے کہ ہم نے یوسفؑ کو دکھایا اپنی نشانی کہ یوسفؑ کی نظر ایک بار سامنے گئی تو یوسفؑ کو کوئی نظر آیا یوسفؑ نے آئینہ دیکھا، یوسفؑ حیران ہوئے مجھ سے خوبصورت کون ہم عمر جوان ہے جو یہ کہہ رہا تھا یوسفؑ سے، ارے یہ قرآن ہے میں نے اشارے میں بتا دیا یعنی اللہ کی نشانی نے بس یوسفؑ سے اشارے میں یہ کہا بس جیسے ہی اللہ کی نشانی نے پکار کے کہا یوسفؑ بچو و لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ (سورہ یوسفؑ، آیت ۲۴) یوسفؑ بھاگے امام رضاؑ سے پوچھا گیا اللہ کی نشانی کیا تھی کہا میرے دادا علیؑ وارث انبیاء نے یوسفؑ کو بچایا، علیؑ وارث انبیاء نے بچایا علیؑ وارث انبیاء ہیں، یوسفؑ بھاگے، یوسفؑ دوڑے مگر جب زلیخا آئی تھی تو سات دروازوں میں ہر دروازے پر تالا بند کرتی گئی اور کنجیاں اس کے پاس اب یوسفؑ بھاگے پہلا دروازہ بند، دوسرا بند، تیسرا بند، لیکن اللہ کی نشانی موجود تو اب کیا ہوا جیسے ہی یوسفؑ تالے کے سامنے بڑھے تالا ٹوٹا دروازہ کھلا آگے بڑھے دوسرا دروازہ تالا ٹوٹا، دروازہ کھلا سات دروازے کھلتے گئے، یوسفؑ نکلتے گئے ارے وہ آگیا جس کے سامنے کعبے کی دیوار میں دروازہ بنے، خیر کار نہیں رُکا تو زلیخا کے محل کے دروازے کیا رکتے اب یوسفؑ کو کیا کھٹکا تھا بلا کھٹکے دوڑتے چلے گئے تالے ٹوٹتے گئے، دروازے کھلتے گئے وہ آگیا دروازوں کو کھولنے والا، جملہ کہا ہے تو اس کو دلیل تک تو پہنچا دوں دروازوں کو کھولنے والا آگیا، سنیں گے ابھی آپ کے لیے بھی دروازے کھلیں گے، سن لیجئے کیسے کھلیں گے، یہ سن لیجئے پھر آگے بڑھوں:-

دوزخ سے جو آزاد کیا حُر کو خدا نے

کھلوا دیے مغروروں کے در عقدہ کشاء نے



سمجھے میرا نیس نے دیکھو علیؑ کا اسٹیس کیا رکھا، یہ نہیں کہا کہ علیؑ نے بڑھ کر دروازہ کھول دیا اب سورۃ یوسفؑ دیکھو،

اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ یوسفؑ مخلص بندوں میں تھا، دوزخ سے جو آزاد کیا کٹر کو خدا نے کھلوا دیئے یعنی یوسفؑ جا رہے ہیں علیؑ نے فرشتوں کو حکم دیا دروازے کھول دو بس علیؑ والے جب درجّت پر پہنچیں گے تو حکم ہوگا دروازے کھولتے جاؤ، اللہ کی نشانی اللہ کی بُراں کو دیکھ لیا کون ہے اللہ کی نشانی کون ہے برہان وہی ہے اللہ کی برہان وہی ہے میزان وہی ہے اذان وہی ہے اسلام کی جان وہی ہے نبوتوں کی شان، وہی امامتوں کی آن، ہمارا علیؑ آپ کا علیؑ، یوسفؑ دوڑے اور آخری دروازے پر پہنچے، اس نے تعاقب کیا اور آخری دروازے پر یوسفؑ کو پالیا، یوسفؑ چاہتے تھے کہ دروازے سے پار ہوں کہ زلیخا کا ہاتھ یوسفؑ کے دامن پر پڑ گیا اب جو دامن کو کھینچا تو وہ آگے بڑھتے ہیں یہ دامن کو کھینچتی ہے کہ قمیص کا دامن پھٹا دامن زلیخا کے ہاتھ میں یوسفؑ دروازے کے باہر اور جیسے ہی دروازے کے باہر آئے ویسے ہی عزیز مصر کی سواری سامنے آئی اور اس کے مصاحبین آئے تماشا عجیب دیکھا اس سے پہلے کہ یوسفؑ کچھ بولتے یا یوسفؑ سے پوچھتا زلیخا آگے بڑھی کہا یہ کون سا غلام تولے آیا تھا شوہر سے کہا زلیخا نے، تو نے دیکھا یہ میرے کپڑے پھٹ گئے یہ دیکھ میرے ساتھ اس نے کیا کیا، اس نے تو مجھ پر حملہ کیا یوسفؑ سر جھکائے خاموش، آیت یہ ہے عزیز مصر نے کہا قَالَ اِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ط اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝ (سورۃ یوسف آیت ۲۸) عورتوں کی مکاری اور عیاری بہت بڑا کید ہے کہ نبوت بھی نہ فحسکی، عورتوں کی مکاریوں سے ”اُس میں شک نہیں کہ عورتوں کے چلتے بڑے غضب کے ہوتے ہیں۔“ ترجمہ دیکھ لو سب نے ایک ہی ترجمہ کیا ہے اب کیا کروں ایسی منزلوں سے گزرنا

مشکل ہو جاتا ہے جیسے ہی علیؑ جنگِ جمل کے لئے روانہ ہوئے مدینہ خالی ہو گیا مدینہ خالی ہوا تو کچھ عورتوں نے علیؑ کے خلاف علیؑ پہ تہرا کے لیے گیت گائے دف بجا کے اب مرد تھے نہیں مدینے میں ایک بار علیؑ کی بہادر بیٹی زینبؑ نے چادر اوڑھی اور اس محلے میں جا کے داخل ہوئیں جہاں علیؑ کے خلاف باتیں ہو رہی تھیں، اب جوزینبؑ پہنچیں تو عورتوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے علیؑ کی بہادر بیٹی آگئی اور ایک بار سب سناٹے میں آگئیں، اور ایک بار زینبؑ نے دو جملے کہے کہا تم وہ عورتیں ہو جس طرح یوسفؑ کو مصر کی عورتوں نے عاجز کیا تھا تم جب تک میرے نانا زندہ رہے تم زلیخا کی طرح میرے نانا کو پریشان کرتی رہیں اور اب میرے بابا علیؑ کے پیچھے پڑی ہو، پورے مدینے کو زینبؑ نے سنبھالا ہے جب علیؑ یمن لڑنے کو گئے ہیں، یہ ہے علیؑ کی بہادر بیٹی کی سوانحِ حیات، علیؑ کی بہادر بیٹی، کر بلا کی شیر دل خاتون سوانحِ حیات مصر سے لکھی گئی ہے واقعہ اس میں پڑھ لیجئے اللہ اکبر جو زلیخا نے کیا اب کیا کرے یوسفؑ، عصمت پر جب یہ منزل آ جائے، کہیں پر ایک مجلس پڑھی تھی بہت کم لوگ اس میں تھے جب عیسیٰؑ کا ذکر ہوگا تو پھر تفصیل سے ذکر آئے گا لیکن پڑھ دوں مریمؑ داخل ہوئیں بیت المقدس میں لوگوں نے کہا بچہ کہاں سے لائیں اللہ نے کہا چپ کا روزہ رکھو تین دن کا، بولنا نہیں اس قوم سے بات نہیں کرنا، معصومہؑ منہ نہیں لگاتی قوم کے لوگوں کو، نہیں تم بولنا نہیں، اشارہ کرو سورہٗ مریمؑ نے کہا بچہ بولا عیسیٰؑ بولے، ابھی ابھی تو پیدا ہوئے ہیں، قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ط اَتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا (سورہٗ مریم)...

آیت ۳۰) کہا میں اللہ کا بندہ ہوں، کتاب لے کے آیا ہوں، اللہ نے مجھے نبی بنایا، گواہی کس نے دی بچے نے تو جب عصمت کی گواہی کوئی دینے والا نہ ہو تو اللہ کو پروا نہیں ہوتی معصوم کا گواہ وہ معصوم لاتا ہے یوسفؑ تو اکیلے تھے یوسفؑ

تو معصوم تھے یوسفؑ تو نبی تھے عزیزِ مصر نے کہا جواب دو یوسفؑ نے کہا میں کیا جواب دوں وہ سامنے جھولے میں جو بچہ پڑا ہے اُس سے پوچھ لے زلیخا کے رشتے کے بھائی کے یہاں دو دن پہلے بچہ پیدا ہوا تھا، سامنے جھولا پڑا تھا اس میں وہ دو دن کا بچہ لیٹا ہوا تھا، یوسفؑ کی جو ایک دم نظر گئی تو جھولے پہ گئی یوسفؑ نے جھولا دیکھا بس بے اختیار کہا اے عزیزِ مصر اس بچے سے پوچھ لے، عزیزِ مصر پلٹا کہا یہ جھولے کا بچہ کیسے بولے گا ابھی اس نے یہ کہا تھا کہ یہ جھولے کا بچہ گویا ہوا، جھولے سے آواز آئی عزیزِ مصر بس یہ دیکھوا اگر دامن آگے سے پھٹا ہے تو یوسفؑ خطا وار، اگر دامن پیچھے سے پھٹا ہے تو تیری بیوی خطا وار، بھی جھولے کی گواہی بھی ہوتی ہے اب جھولے کی گواہی تو ایسی ہوتی ہے کہ کلمہ اثر در چیر دیں، تو اب علیؑ ہی گواہی دیں کون حلال زادہ ہے اور اسی دن سے علیؑ کی گواہی چل رہی ہے جھولے والے کی گواہی، بچہ بولا عزیزِ مصر نے دیکھا فیصلہ تو ہو گیا نادامن تو پیچھے سے پھٹا تھا لیکن عزیزِ مصر نے شرما کے کہا بات عام ہوگی اس لیے ڈال دو یوسفؑ کو قید خانے میں یوسفؑ قید میں گئے اٹھارہ برس قید خانے میں رہے اٹھارہ برس کے بعد قید سے چھوٹے،

مصر کے بادشاہ کے خواب کی تعبیر یوسفؑ نے بتائی تو انعام میں مصر کی حکومت یوسفؑ کو مل گئی، بادشاہ نے کہا اب سلطنت آپ سنبھال لیجئے آپ ہی چلا سکتے ہیں یوسفؑ نے کہا اس شرط پہ کہ جو الزامات پہلے لگے تھے وہ صاف ہوں نبوت یہ چاہتی ہے جو الزامات لگے ہیں یعنی بند فائل پھر کھولی جائے باتیں ہوئیں مسئلہ طے ہوا تو بہ کی زلیخا نے کہ غلطی میری تھی، یوسفؑ بے خطا تھے، تخت پہ بیٹھے یوسفؑ تاج لگا سر پر، یوسفؑ کے سب بھائی کنعان سے چل کے مصر آئے، یوسفؑ کے چہرے پر نقاب ہے، سب بھائی یوسفؑ کو پہچان نہ سکے وہ تو مصر کے بادشاہ کی

خدمت میں آئے تھے، لیکن یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کی پہچان لیا مگر نام ظاہر نہ کیا، کہا اب جو جانا تو میرا یہ کرتا لے جانا اور یہ اپنے باپ کی آنکھوں پر ڈال دینا ادھر بھائی گرتا لے کر چلے مصر سے شام ادھر یعقوبؑ اٹھ کر کھڑے ہو گئے بھی میں یوسفؑ کی خوشبو پاتا ہوں، لوگوں نے کہا تم تو یہ کب سے کہہ رہے ہو، کہا دیوانہ سمجھو یا کچھ میں تو یوسفؑ کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں کرتا آ گیا قرآن کہتا ہے کہ آنے والے نے پیغام پہنچایا اور یوسفؑ کا کرتا یعقوبؑ کے چہرے پر ڈالا جیسے ہی گرتا آنکھوں سے مس ہوا روشنی واپس آئی۔ دیکھو میں نہ کہتا تھا یہ میرے یوسفؑ کا گرتا ہے بھائیوں سے پوچھا کہا وہ بادشاہ ہے کہا چلو مصر اب یعقوبؑ بھی چلے گیا رہ بھائی بھی چلے، یعقوبؑ کی زوجہ بھی چلیں یوسفؑ کا دربار سجا فوجیں پرچم لیے تمام شاہراہوں پر بادشاہ وقت کا باپ آ رہا ہے۔ مصر کے بادشاہ کا باپ آ رہا ہے تو طریقہ یہ تھا مصر کا جو بھی بادشاہ ہوا اسے سجدہ ہوتا تھا اب یوسفؑ تھے بادشاہ تخت پہ تھے یوسفؑ اور کئی منزلہ تخت تھا اور اس پہ یوسفؑ تھے کہ ایک بار محل میں یعقوبؑ داخل ہوئے مع زوجہ کے اور گیارہ بیٹوں کے جیسے ہی دیکھا بچپن کا کھویا ہوا بیٹا آج بادشاہ بنا ہوا ہے ایک بار یعقوبؑ سجدے میں گرے تو راحیل بھی سجدے میں گریں زوجہ یعقوبؑ سجدے میں اور گیارہ بھائی سجدے میں یعقوبؑ نے جب سجدے سے سر اٹھایا اور کہا بیٹا یہ ہے تیرے خواب کی تعبیر وہ گیارہ ستارے آفتاب و مہتاب اور یہ تیری سلطنت ہے، اور وہ وقت آیا کہ اب یوسفؑ اپنا نائب کا انتخاب کریں گے، دو بیٹے ایک بیٹی یوسفؑ کے دو بیٹے بڑا بیٹا افرایم بیٹی رحیمہ جناب ایوبؑ کی زوجہ چاہا کہ بیٹے کو اپنا وارث اپنا نائب بنائیں اور اعلان کریں کہ میرے بعد یہ ہے مالک، اعلان کرنا چاہتے تھے کہ جبریلؑ میں آئے کہا یوسفؑ ذرا اپنے ہاتھ کو بلند کرو یوسفؑ نے ہاتھ کو بلند کیا نور تھا ایک جو

پانچوں انگلیوں سے نکلا کانپ گئے یوسفؑ کہا جبریلؑ! میں یہ کیا تھا کہا نور نبوت چھین لیا گیا، کہا کیوں؟ اس لیے کہ باپ آیاتِ تعظیم کے لیے باپ کی نہیں اُٹھے، یہ ہے سورہ یوسفؑ باپ کی تعظیم نہ ہو تو نبوت چھن جاتی ہے، اللہ اللہ اور پھر وحی ہوئی کہا پھر وارث کس کو بناؤں کہا یوسفؑ وارث تم نہیں بنا سکتے وارث اللہ بناتا ہے میرا موضوع مکمل ہو رہا ہے، بھئی وارث اللہ بناتا ہے یوسفؑ نے کہا کس کو بناؤں اللہ نے کہا جاؤ جنگل میں جاؤ، ایک لکڑہارا ملے گا جو ان خوبصورت عمر ہے اس کی ستائیں اٹھائیں برس بڑا حسین جوان ہے، لیکن جنگل میں وہ لکڑیاں کاٹتا ملے گا، اونی لباس پہنے ہوگا اس کو لاؤ اس کو خلعت پہناؤ اس کو بناؤ وارث یوسفؑ گئے دیکھا اس جوان کو لکڑی کاٹ رہا ہے لے کے آئے نہلایا دھلایا کہا بھئی خلعت پہنا دیا گیا یوسفؑ نے کہا تم ہو وارث میرے، تخت بھی تمہارا، تاج بھی تمہارا، وہ حیران ہے پریشان ہے اس سے زیادہ یوسفؑ حیران اور پریشان ہیں، کہا پروردگار بتا تو دے بیٹے کو وارث نہ بنو یا تو نے اور جنگل سے بلا کے میں لایا تو اس کو وارث بنا رہا ہے، نبوتوں کا وارث اللہ نے وحی کی کیوں یوسفؑ بھول گئے امتحان کا وقت تھا جب زلیخا نے دامن پکڑا تو جھولے سے ایک بچہ بولا گواہی کس نے دی تھی، نبوت کی گواہی جو دیتا ہے وہ وارث بنتا ہے جو نبوت کی گواہی بچپن میں دے وارث بنے اب جو دعوتِ ذوالعشرہ میں پہلے بولا ہے وہ غدیر میں مولاً بنا ہے، علیؑ وارثِ انبیاءؑ کیا خُسن تھا یوسفؑ کا، میں کیا بتاؤں کہ جب زلیخا کو دربار میں بلایا گیا تو یوسفؑ نے پوچھا بوڑھی ہو گئی صورت پہچانی نہیں جاتی ہال سفید ہو گئے کمر جھک گئی، اندھی ہو گئی یہ کیا عالم ہوا تیرا، کہا کیا بتائیں تمہارے عشق میں یہ عالم ہوا ہے، کہا کیوں کیا مجھ سے عشق، کیوں کی مجھ سے محبت، کہا یوسفؑ میں یہ سمجھتی تھی دنیا میں مردوں میں تم سے زیادہ کوئی خوبصورت نہیں اور عورتوں

میں مجھ سے زیادہ کوئی خوب صورت نہیں تو میں نے تمہیں پسند کیا، ایک بار یوسفؑ نے آواز دی کہا مجھے دیکھ کہ تو نے اپنا یہ عالم کر لیا کہ اندھی ہو گئی، کمر جھک گئی، بال سفید ہو گئے، دیوانوں کی طرح سڑک پہ نکل آئی، میرے عشق میں تیرا یہ حال ہے، اگر تو نبی آخر الزماں محمدؐ کو دیکھتی تو تیرا کیا عالم ہوتا، اس وقت علامہ مجلسیؒ نے حیات القلوب میں واقعہ لکھا ہے میر مونس نے حضرت علی اکبرؑ کے مرثیے میں نظم کیا ہے اور مجھے یہ واقعہ بہت پسند ہے اس لیے کہ میرے نبی کا واقعہ ہے میرے نبی کی عظمت ہے یوسفؑ نے کہا اگر نبی آخر محمدؐ کو دیکھتی تو تیرا کیا عالم ہو جاتا، مجھے دیکھ کر تو اتنی دیوانی ہو گئی، زلیخا نے کہا تو نے کیسا نام لیا ادھر تو نے نام لیا دل میں محبت آگئی زلیخا اب یوسفؑ یوسفؑ بھول گئی، اب کیا کہتی ہے محمدؐ ادھر اس نے نام لیا جبریلؑ سے اللہ نے کہا جوانی کو پلٹا دو، یوں پلٹی ہے زلیخا کی جوانی، جو آپ شاعری میں سنتے ہیں مگر جملہ سن لیجئے زلیخا کی جوانی پلٹی یوسفؑ سے شادی ہوئی بچے ہوئے بیٹے ہوئے کہوں کہ نہ کہوں جملہ جس کے دل میں نبی کی محبت ہوتی ہے وہ نبی کی اولاد کی ماں بنتی ہے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا یوسفؑ کے حُسن میں اور نبی آخر کے حُسن میں کیا فرق تھا، کہا بس یہ فرق ہے یوسفؑ صبح تھے اور میرے جدلیح تھے کہا صباحت میں نمک نہیں، ملاحت میں نمک ہے اور ایک محمدؐ، حسینؑ تو پانچ صورتیں اللہ نے محمدؐ کی شبیہ بنائیں ایک حسنؑ ایک حسینؑ اور پھر جو محمدؐ کی تصویریں آئیں کر بلا میں، اٹھارہ یوسفؑ تھے کر بلا میں اور میرا نیس نے کہا:

یوسفؑ تھے ایک مصر میں اور مشتری ہزار کیف و کم ثمن ہے کتابوں سے آشکار
یوسفؑ سے کر بلا میں تھے اٹھارہ گلزار عالم کی جان فخر حسینانِ روزگار
یاں منزلت بھی قدر بھی قیمت بھی فوت تھی
زہرا کے یوسفوں کی خریدار موت تھی



تغ و ترنج اگر بنیں ہلال اور آفتاب سر کاؤں چہرہ علی اکبر سے پھر نقاب
 حوریں گلوں کو کاٹ کے تڑپیں رہے نہ تاب گر دیکھتیں یہ حُسنِ ملیح اور یہ شباب
 پریاں تو ان کے سائے کا پیچھا نہ چھوڑتیں
 دامنِ کبھی جناب زلیخا نہ چھوڑتیں

لاریب فی حُسن میں یوسفؑ تھے بے مثال گستاخیاں معاف ادب کا بھی ہے خیال
 مثلِ نبیؐ ملیح تھے یہ سب نلو خصال لیکن نہ تھی ملاحِ محبوبِ ذوالجلال
 شہرہ ہے آج تک، خوبیِ یوسفؑ میں شک نہیں
 پھیکا ہے پردہ حُسن کہ جس میں نمک نہیں

ایک شور کا عالم نیشاپور میں یہ تھا کہ مجمعِ چیخ رہا تھا پردہ ہٹاؤ، پردہ عماری کا ہٹاؤ،
 کیا بات ہے کیوں ہٹے پردہ عماری کا، مجمعے نے کہا، ہم امام رضاؑ کو دیکھنا چاہتے
 ہیں، عماری کے پردے پڑے ہوئے تھے اور نیشاپور کا راستہ تھا مدینے کا مسافر
 نیشاپور تک آچکا تھا اور پچیس ہزار آدمی پکار رہے تھے پردہ ہٹائیں اب جو پردہ ہٹا
 تو روشنی چاروں طرف پھیل گئی کیا چہرہ تھا کیا حُسن ایسا لگتا تھا کہ دونوں طرف کی
 زلفیں جو کاندھے پر بل کھائے پڑی تھیں اور بیچ میں لگتا تھا کہ چاند طلوع ہو رہا
 ہے، عماری کے سیاہ پردے سیاہ ابر کی مانند تھے، ریش مبارک خوب صورت وہ
 ستواں ناک اور وہ سیدھے رخسار پر تل وہ چوڑی پیشانی وہ چوڑے شانے، وہ
 بھرے بازو وہ لمبا قد وہ کتابی چہرہ اور پھر وہ خوشبوئیں کہ راستوں کو مہکائے ہوئے
 آپ کو پتہ ہے کیا ہوا جب پردہ ہٹا مورخین کہتے ہیں جو گھوڑوں پر سوار تھے انہوں
 نے اپنے کمر سے خنجر نکالے اپنی رکابوں کو کاٹ کے پھینک دیا اور گھوڑے سے
 اپنے آپ کو گرا دیا اور سب پیادہ پاسواری کے ساتھ چلے ہر ایک زبان پر تھا آج
 دیکھا رسولؐ کا چہرہ آج دیکھا پردہ بند نہ ہواے فرزندِ رسولؐ چہرہ دکھاتے رہیں

تاکہ ہم یہ زیارت کرتے رہیں یوں امام رضا مامون کے دربار تک پہنچے کیوں بلایا ہے، ہم آپ کو ولی عہد بنانا چاہتے ہیں اب سکتے آپ کے چلیں گے ملک میں، عرب اور عجم کے آپ وارث ہیں اور یہ عہدہ میں نہ قبول کروں تو ایک بار تلوار کی طرف مامون نے دیکھا کہ اگر آپ اس منصب کو نہیں لیں گے تو آپ کو قتل کر دیا جائے گا کہابات قتل تک آگئی، جو تو کہتا ہے وہی سہی کل شاہی چھین رہے تھے کل عہدے چھین رہے تھے کل منصب لے رہے تھے آج منصب قدموں میں ڈال رہے تھے، واہ رے میرے امام رضا، امام کا لقب ہی راضی ہو گیا کہ اللہ کی مرضی یہ ہے کہ جاؤ شاہی اور منصب نہ رہے گا لیکن ایران میں تمہارا روضہ رہے گا اور اُس شان سے تم ایران میں رہو گے کہ دنیا دیکھے گی۔ دنیا کی ہر خوب صورت عمارت امام کے مشہد مقدس پر صدقے کر دی جائے، مورخین نے لکھا ہے کہ تاج محل کی کوئی حقیقت نہیں امام رضا کے روضے کے حسن کے آگے یہ تو تعصب ہے دنیا والوں کا کہ اس عمارت کو تاریخی عمارتوں کی فہرست میں نہیں پیش کرتے، کتنی پُر وقار ہے یہ عمارت جا کے تو دیکھو روئے زمین پر اس سے بڑا روضہ کسی کے پاس نہیں ہے، اُٹھ تو صحن ہیں اور وہ جگ جگ کرتے دروازے سونے اور چاندی کے جواہرات جڑے ہوئے اور اوپر نظر دوڑاؤ گے تو ضریح کے چاروں طرف زیورات دنیا کے قیمتی ترین جواہرات کے زیورات لگے ہیں دنیا کے بادشاہوں کے پاس بھی ایسے قیمتی ہیرے نہیں ہیں جو امام رضا کی ضریح کے چاروں طرف لگے ہیں جانا ہو تو ذرا غور سے چیزیں دیکھا کرو جو لوگ نہیں دیکھ کے آئے ہیں دوبارہ جائیں اور دیکھیں چاروں طرف زیورات لگے ہیں گلے کے زیور ہاتھ کے زیور یہ سب کیا ہے یہ سب کوئی بادشاہ اور شہزادیاں اور ملکائیں آتیں امام رضا کے روضے پر جب پہلی بار ضریح کو چھوتیں تو جو پاس ہوتا توڑ توڑ

[illegible]



نوبت میرے امام کی شاہی ہے آپ کو پتہ ہے پورا صوبہ امام کا ہے، پورا صوبہ امام کے نام ہے اور روئے سے تنخواہ لی جاتی ہے تنخواہ امام رضا دیتے ہیں اور رپورٹر (reporter) اخبار کا گیا انٹرویو (interview) میں کہتا ہے یہ جو چڑھاوے ضریح میں چڑھتے ہیں ان کا آپ کیا کرتے ہیں، کہا یہ سب لگے ہیں میوزیم میں کہا کیا کیا نکلتا ہے ضریح سے، کہا لاکھوں روپے کے نوٹ ہر ملک کے ہوتے ہیں سونا، چاندی، جواہرات، ہیرا کہا اور کیا ہوتا ہے کہا کچھ غریبوں کے بٹن ہوتے ہیں غریبوں کے قلم ہوتے ہیں گلے کی زنجیریں ہوتی ہیں پیتل کے تانبے کے سیپ کے سینکڑوں بٹن نکلتے ہیں ارے جس کے پاس جو ہے وہ دے رہا ہے کہا آپ اس کا کیا کرتے ہیں کہا وہ بٹن سیپ کے جو لوگ اپنے بٹن بے قرار ہو کے توڑ کے ڈال دیتے ہیں وہ سب دفن کر دیئے جاتے ہیں، روئے کے اندر تو کہا کیا اس کا ثبوت ہے کہ یہ بھی قبول ہو رہا ہے، کہا اب ہم آپ کو کیا بتائیں اگر آپ سمجھنا چاہتے ہیں کراچی کے اخبار کارپورٹر لکھ رہا ہے تو آپ سمجھ لیجئے کہ ایک دن ہم سب یہاں بڑا بہت بڑا ڈپارٹمنٹ (department) ہے امام رضا کا کوئی سو آدمی کام کرتے ہیں رجسٹر (register) ہیں، اکاؤنٹس (accounts) ہیں حساب کتاب ہے، ایک دن بوڑھی عورت آئی ہمارے آفس (office) میں ایک چھوٹا سا مٹی کے تیل کا لیمپ (lamp) لیے ہوئے اور کہنے لگی یہ میری طرف سے امام کو دے دو، تو ہم لوگ ہنسنے لگے ہم نے کہا تجھے پتہ ہے لاکھوں روپے تو ہمارے یہاں بجلی پر خرچ ہوتے ہیں، امام کے روئے پر جو بلب لگے ہوئے ہیں، یہ تیرامٹی کے تیل کا لیمپ امام کیا کریں گے کہا بس میں دے رہی ہوں تم دے دو تمہیں اس سے کیا مطلب میرے پاس جو تھا میں دے رہی ہوں نذرانہ تم دے دو امام کو، کہا اس سے تین دن پہلے شاہ ایران کا آرڈر (order)



یہ تھا کہ اس رات اکاونٹ پورا ہونا چاہیے اور صبح ہمارے سامنے پیش کر دیا جائے بادشاہ کا آرڈر لیکن رات کو لائٹ (light) چلی گئی اور پوری رات لائٹ نہ آئی اب ہم پریشان کہ رات بھر میں حساب کیسے کریں تو وہی بوڑھی کالیپ جلا کر رات بھرا کاونٹ کا حساب لکھا گیا، صبح کو حساب اس لیمپ کی روشنی میں پورا ہو گیا اب یوں سمجھ لیجئے امام یوں قبول کرتے ہیں، ہو گئی ناقص رہی اُسی امام کی شہادت کا روز ہے اسی امام کی شہادت کی تاریخ ہے اس کو کہتے ہیں امام ضامن امام ثامن ضمانت انہی کی ہے یہ ہاتھ پر امام ضامن بندھتا ہے ابھی تقسیم ہوگا تابوت کے بعد سفر پر لوگ جاتے ہیں کیا شیعہ کیا سنی کس کے ہاں نہیں بندھتا امام ضامن؟ یوں ہمارے امام تاریخوں میں زندہ رہتے ہیں بازوؤں کی طاقت میں امام کا نام ہے میرے آٹھویں امام راستے سے جاتے ہیں ہرنی دوڑ کے آتی ہے دامن پکڑ لیتی ہے صحابی سے کہتے ہیں پتہ ہے کیا کہتی ہے اس کے بچے کو صیاد نے پکڑ لیا ہے، مجھ سے کہتی ہے میرا بچہ بھوکا تھا صیاد سے کہیے دودھ پلا کے واپس کر دوں گی ہرنی پیچھے پیچھے اس لیے کہتے ہیں ضامن۔ صیاد کے گھر آئے کہا بھائی بچہ اس کا چھوڑ دے دودھ سے بلک رہا تھا ماں ہے ناماں کا دل ہے بچے کو دودھ پلا لے اس نے بچے کو چھوڑ دیا کہا آپ کون ہیں صحابی نے کہا ارے امام وقت ہیں قدموں میں گر پڑا بچہ دوڑ کر گیا ہرنی سے لپٹ گیا دودھ پینے لگا جب بچے نے دودھ پی لیا ہرنی خود آئی امام نے کہا پتہ ہے کیا کہہ رہی ہے کہ صیاد سے کہیے اب بچے کو لے جائے، اللہ اللہ ماں کا دل ایران میں جاؤ گے ہر جگہ دیکھو گے دیواروں پر ہرنی کی تصویریں بنی ہیں، یہ امام کا معجزہ مشہور ہے ایران میں، کیا کہنا ہمارے آئمہ کا ایسا امام عظیم الشان امام اور مامون یہ چاہتا ہے کہ ان کا وجود ہمارے لیے قیامت ہے ان کی مقبولیت بڑھ گئی اب ہمیں کون پوچھ رہا ہے فیصلہ یہی ہوا زہر دے کر مار ڈالو

کی دھار راہ راہ میں نہ جان سکے تھے یہاں تک کہ ان کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک شخص نے ان کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہاں ایک شخص ہے جو تم کو بتا دے گا کہ تم کو کیا کرنا چاہیے۔ ان کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک شخص نے ان کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہاں ایک شخص ہے جو تم کو بتا دے گا کہ تم کو کیا کرنا چاہیے۔ ان کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک شخص نے ان کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہاں ایک شخص ہے جو تم کو بتا دے گا کہ تم کو کیا کرنا چاہیے۔



صورت دیکھتیں تو بھائی یہی کہتا ہم جلدی واپس آ جائیں گے بہن گھبرانا نہیں ابوصلت کہتارات میرے امام نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جسم سے روح پرواز کر گئی محل سے باہر ایک خیمہ لگایا گیا امام کے جنازے کو وہاں رکھا گیا اعلان ہوا کہ امام نے شہادت پائی لوگ آئے نماز جنازہ پڑھنے کے لیے مامون نے چاہا کہ آگے بڑھے اور نماز پڑھائے کہ خیمہ کا پردہ الٹ کر ایک سات برس کا بچہ سیاہ زلفیں کاندھے پر چاند سا چہرہ آگے بڑھ کر نماز پڑھانا شروع کی اور تکبیر کہی جب نماز پڑھا چکے ابوصلت کو اشارہ کیا کہ جنازہ خیمے میں لاؤ، جنازہ خیمے میں لایا گیا اور امام نے کہا اب کوئی خیمہ کے قریب نہ آئے، ابوصلت نے کہا کیوں مولا کہا اس لیے کہ اب جنازہ یہاں نہیں ہے تقریر ختم ہو گئی آخری دو جملے ہیں امام نے کہا پردہ اٹھا کے خیمہ کا کوئی نہ دیکھے کہا جنازہ یہاں نہیں ہے ابوصلت کہتا ہے واقعی جنازہ خیمے میں نہیں تھا۔ میں نے شہزادے سے پوچھا کہ جنازہ کہاں ہے کہا جنازہ مدینے میں ہے بس ہو گئی تقریر وقت ظہر کا تھا اٹھا رہنوں نے یہ دیکھا کہ مدینے میں علی کے گھر میں صحن میں ایک جنازہ آیا اٹھا رہنوں نے بال کھول کر بھائی کے جنازے پر ماتم شروع کیا ہائے امام رضا ہائے امام رضا اٹھا رہنیں تھیں تو ماتم ہوا ارے بہنیں کر بلا میں بھی تھیں بھائی کالا شہ ہائے حسین ہائے حسین!



آٹھویں مجلس علی وارثِ موسیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے

چودہ سو بائیس ہجری کے عشرہ چہلم کی آٹھویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، ”علی وارثِ انبیاء“ کے موضوع پر، ذکر تھا کل حضرت یوسفؑ نبی کا خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر حکومت کی شکل میں آئی چند نبی وہ ہیں کہ جو بادشاہ ہوئے ایک حضرت یوسفؑ ایک حضرت داؤدؑ ایک حضرت سلیمانؑ یوسفؑ پہلے نبی ہیں کہ جنہوں نے بادشاہی پائی تخت پر جلوہ افروز تھے کہ برسوں کا بچھڑا ہوا باپ دربار میں داخل ہوا بیٹے کو تخت پر دیکھ کر یعقوبؑ نے سجدہ کیا، سب بھائی بھی سجدے میں جھکے یوسفؑ کی ماں بھی سجدے میں جھکی، سجدہ کر کے اٹھے نہیں بلکہ زانوں کے بل چلتے ہوئے تخت تک آئے اور بیٹے کے پیروں سے لپٹ گئے، بچھڑا ہوا بیٹا جس کی یاد میں تا عمر روئے تھے یوسفؑ بھی رورہے تھے یعقوبؑ بھی رورہے تھے دربار برخواست ہوا، جبریلؑ امین نے کہا یا نبی اللہ ذرا ہاتھ کو بلند کیجئے ایک نور تھا جو پانچوں انگلیوں سے نکلا اور چلا گیا کل یہاں تک تقریر پہنچی تھی یوسفؑ حیران ہوئے کہا جبریلؑ یہ کیا ہے کہا باپ آیا تعظیم کے لیے نہیں اٹھے سورہ یوسفؑ وہ سورہ ہے کہ جس میں ایک ایک لفظ آپ پڑھیں تو آنسو جاری ہو جائیں اس



لیئے اس سورے کو ”سورۃ الحسین“ کہتے ہیں یہ سورہ رُلّاتا ہے کہا اب آپ کے بیٹوں کو نبوت نہیں ملے گی آپ کے بیٹے نبوت نہیں پائیں گے، آپ نبی ہیں لیکن اپنے بعد کسی بیٹے کو نبی نہیں پائیں گے، حضرت یوسفؑ کے بیٹے ابراہیمؑ کو نبوت نہیں ملی لیکن ابراہیمؑ کی بیٹی نون تھے اور نون کے بیٹے یوشع تھے یعنی ابراہیمؑ کے پوتے یوشعؑ کو حضرت موسیٰؑ نے اپنا نائب بنایا اس لیے کہ موسیٰؑ کے کوئی بیٹا نہیں تھا اور حضرت ہارونؑ جو حضرت موسیٰؑ کے بڑے بھائی تھے حضرت موسیٰؑ کی زندگی میں انتقال کر گئے تھے اس لیے موسیٰؑ کے بعد یوشع بن نون بن ابراہیم بن یوسفؑ نبی ہوئے، حضرت موسیٰؑ بیٹے تھے حضرت عمران کے، عمران بیٹے تھے قاہات کے قاہات بیٹے تھے لاوی کے، لاوی بیٹے تھے جناب یعقوبؑ کے یعنی حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یوسفؑ کے بھائی کے پوتے تھے حضرت موسیٰؑ، حضرت یوسفؑ کو مصر کی شاہی ملی تو یعقوبؑ کے گیارہ بیٹے یوسفؑ کے گیارہ بھائی خود یوسفؑ اور یوسفؑ کے گیارہ بھائیوں کی اولاد صدیوں مصر میں پروان چڑھی شاہی تھی بھائی کی تو اولاد نے مصر میں آرام کی زندگی گزاری۔ یہاں تک کہ صدیوں صدیوں پانچ پشتیں گزریں تو مصر میں یعقوبؑ کی اولاد آباد ہو گئی۔ یعقوبؑ کا لقب تھا اسرائیل تو بارہ بیٹوں کی اولاد آباد ہو گئی اور اولاد کھلاتی تھی بنی اسرائیل چونکہ سب سے بڑے کا نام یہودہ تھا اس لیے بعد میں سب لوگوں نے اپنا نام یہودی رکھ لیا۔ اُن کو یہودی کہا جانے لگا یعقوبؑ کا لقب اسرائیل تھا، یہودی جو ہیں وہی بنی اسرائیل ہیں۔ اُس وقت تک سب حق پر تھے لیکن دیکھتے ہی دیکھتے جب حضرت یوسفؑ کی وفات ہوئی اور اُن کو حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور اُن کے بیٹے یعقوبؑ اور اُن کے بیٹے یوسفؑ اُن کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ الخلیل بیت المقدس کا وہ علاقہ ہے کہ جہاں ابراہیمؑ کا روضہ ہے۔ اُن کے پہلو میں جناب اسحقؑ کی قبر ہے جناب



اسحقؑ کے پہلو میں جناب یعقوبؑ کی قبر ہے۔ جناب یعقوبؑ کے پہلو میں جناب یوسفؑ کی قبر ہے اور قبر میں اس طرح رکھا گیا ان چاروں کو کہ تہہ خانے میں صرف لاشیں رکھ دی گئیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے پہلو میں حضرت اسحقؑ کی لاش رکھ دی گئی بیٹے کی اُن کے پہلو میں اُن کے بیٹے حضرت یعقوبؑ کی لاش رکھ دی گئی، اُن کے پہلو میں یوسفؑ کی لاش رکھ دی گئی تو یوسفؑ کے عہد کے بعد تک جو لوگ زیارت کرنے جاتے تھے وہ تہہ خانے میں وہ بس یہ سمجھتے تھے کہ یہ ابراہیمؑ سور ہے ہیں یہ اسحقؑ سور ہے ہیں یہ یعقوبؑ سور ہے ہیں یہ یوسفؑ سور ہے ہیں چہرے سب کے کھلے ہوئے تھے اور جب تہہ خانے میں تیز ہوا آتی تو ان لوگوں کی ریش کے بال ہلتے ہوئے محسوس ہوتے صدیوں لوگوں نے دیکھا کہ یہ زندہ لوگ تہہ خانے میں لیٹے ہوئے ہیں کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے کہ انبیاءؑ اور انبیاء کے گھرانے والے قبر میں زندہ ہیں اب یہ تاریخ نے لکھا ہے انبیاء کے واقعات ہیں ان سے کون کجمنت انکار کرے گا۔ اب ظاہر ہے کہ تہہ خانے بند ہو گئے اندر کوئی جان نہیں سکتا۔ اگر آج بھی کھل جائے اور اتنا شعور پیدا ہو جائے تو اللہ آج بھی یہ معجزہ دکھا دے کیوں چھپا دیا گیا قبروں کو؟ اب کسی نبی اور کسی امام کی قبر کھلی ہوئی نہیں ہے بلکہ سب کی قبریں تہہ خانے میں ہیں اور اوپر سے صرف تابوت کی زیارت ہوتی ہے اس لیے کہ انسان نے تو ترقی کی لیکن شعور انسانی ترقی نہ کر سکا، شعور گھٹا، فکر میں کمی آئی شعور میں کمی آئی جب اعتقاد میں کمی آ جاتی ہے انبیاءؑ اور انبیاء کے گھرانے والے غیب میں چلے جاتے ہیں اب ہم تمہیں نہیں دکھائی دیں گے۔ اب تم پہلے اپنے ایمان کو پختہ کرو۔ جو کامل ہو گیا ایمان میں اُس پہ ظاہر ہو گئے جس کا عقیدہ پختہ ہے تو رسولؐ بھی زیارت کراتے ہیں، اور آئمہ بھی زیارت کرا دیتے ہیں۔ دل سے لو تو لگاؤ دل میں تمنا تو ہو دیکھنے کی وہاں یہ عالم کہ وہی



گستاخی کا کلمہ نکالیں تو یہ ڈریں کہ کب ان کی اولاد کسی ظالم کی غلامی میں چلی جائے۔ دیکھئے غلامی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو ظاہری غلامی ہے ایک یہ فکر شعور، حکومت، دولت، پیسہ، اختیار، اقتدار کسی کے ہاتھ میں چلا جائے چھوٹے ملکوں کا اختیار اب یہودیوں کے ہاتھ میں ہے کل یہودی جھاڑو دے رہے تھے آج مسلمان یہودیوں کے دیس میں جا کے جھاڑو دے رہے ہیں یہ ہے ایک غلامی اور یہ غلامی بڑھتی چلی جائے گی اگر انبیاء کی اولاد کی نافرمانی ہوتی رہی۔ اس لیے ہر مسلمان بچے کو سوچنا ہے کہ ہمارا حشر ان یہودیوں جیسا نہ ہو کہ جن کے رہنے کو زمین نہ رہی جن پہ زمین تنگ ہو گئی جب یہودیوں پر بنی اسرائیل پر زمین تنگ ہو گئی تو اللہ نے مصر میں حضرت موسیٰ کو مبعوث کیا۔ صرف اس لیے تاکہ موسیٰ کی طرف اس قوم کو بلا کر اور ان کے عقائد کو درست کر کے انہیں غلامی سے آزاد کر سکیں۔ تو ہر قوم کے لیے جب قوم نافرمان ہو جاتی ہے تو اللہ کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے سے ایک ہادی کو رکھتا ہے کہ وہ غلامی سے نکالنے کے لیے آئے جیسے جیسے مسلمان غلامی کی طرف بڑھ رہا ہے، کفر کی اور شرک کی غلامی میں ویسے ویسے ظہور قریب آتا جائے گا، نافرمانیاں بڑھ رہی ہیں۔ موسیٰ کو مقرر کیا اللہ نے یہ واحد پیغمبر ہیں حضرت موسیٰ جن کا ذکر قرآن میں سب سے زیادہ ہے ہر نبی کا ذکر تھوڑا تھوڑا موسیٰ کا ذکر تین سو مقامات پر ہے قرآن میں اور جو حالات لکھے ہیں مختصر وہ یہ کہ انتہائی حسین و جمیل تھے گھونگر یا لے سیاہ بال تھے چاند جیسا چہرہ بڑی بڑی آنکھیں اور اسرائیلی بدن یعنی یعقوبؑ اور یوسفؑ کا سراپا لیے ہوئے موسیٰؑ اور اتنا چوڑا سینہ تھا کہ جب آتے تھے اپنے بلند قامت کے ساتھ ہر آدمی پر تھر تھری پیدا ہوتی تھی۔ ہیبت طاری ہو جاتی تھی اس لیے اصطلاح مشہور ہو گئی ہیبت موسیٰؑ یعنی ایک تنہا آدمی لاکھوں دشمنوں پر ورتھا، بھاری تھا، اب یہ ور کا لفظ ہم نے میرا نیس

کا استعمال کیا اب اُردو آئی ضروری ہے اور وہ بھی میر انیس والی وِز اب اس کا کوئی ترجمہ نہیں ہے یعنی اپنی ہیبت سے تنہا چھا جائے اور کسی کی مجال نہ ہو کہ موسیٰؑ کے سامنے زبان کھول سکے یہ ہے سراپا۔ اس لیے ہیبت موسیٰؑ مشہور ہوئی۔ حضرت موسیٰؑ کے نام سے بہت سی چیزیں اتنی مشہور ہوئیں کہ تاریخ سے نکل کے ادب میں آ گئیں موسیٰؑ کلیم اللہ اس لیے کہ کوہ طور پہ باتیں کرتے تھے کوہ طور پہاڑ نہ رہا موسیٰؑ کی وجہ سے وہ پہاڑ بھی مشہور ہو گیا یعنی ایک سَمبل (symbol) بن گیا کوہ طور، ڈھونڈو تو آنکھ سے لگانے کو نہ ملے سرمہ کوہ طور کا، سرمہ کیسے بنا، آپ کو معلوم ہے جب کوہ طور پس گیا، پتھر کالا ہو گیا لوگ اُس سے سرمہ بنانے لگے، تواب تو صرف آنکھ میں لگانے کو بھی نہیں ملتا، ادب میں ذکر ہے کوہ طور کا۔ موسیٰؑ کی وجہ سے ید بیضا مشہور ہوا ایک ہتھیلی کا روشن چراغ، ہتھیلی بند کریں تو اندھیرا کھولیں تو روشنی، موسیٰؑ کا عصا مشہور ہوا عصائے موسیٰؑ تجلی کوہ طور، یہ وہ اصطلاحیں ہیں جب آپ غالب کو پڑھیں، میر تقی میر کو پڑھیں، میر انیس کو پڑھیں تو ہر غزل میں منقبت میں ہر سلام میں ہر مرثیے میں یہ الفاظ ضرور پائیں گے تو اگر آج کی تقریر بچے یاد رکھیں گے تو جب ان چیزوں کا تذکرہ شعر میں پڑھیں گے شعر خود بخود سمجھ میں آ جائے گا۔ تاریخ پڑھیں گے قرآن میں پڑھیں گے توبات آپ سے آپ سمجھ میں آ جائے گی یہ ہے اس عنوان کے بہت سے فائدوں میں سے ایک فائدہ آٹھویں تقریر تک ہم پہنچ گئے اور حضرت موسیٰؑ تک آ گئے، اللہ نے چاہا کہ ایک نبی کو بھیجے فرعون کے ظلم کو جبر کو ختم کیا جائے اس لیے کہ وہ مغرور ہو گیا ہے، سارے الفاظ قرآن کے ہیں بہت مغرور ہو گیا تھا اپنی شاہی پہ نازاں تھا یہاں تک کہ یہ کہہ بیٹھا کہ میں خدا ہوں فرعون نے کیا کہا؟ میں خدا ہوں اور دنیا اُسے سجدہ کرنے لگی اُسے خدا کہنے لگی، سب اُس کو خدا ماننے لگے۔ لیکن اُس کے نجومیوں



نے بتایا کہ ستارے یہ بتاتے ہیں کہ تیری سلطنت میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کو الٹ پلٹ کر رکھ دے گا کہا تو جن عورتوں کے شکم میں بچے ہوں اُن عورتوں کے پیٹ چاک کر دو۔ بہت ظلم کیا کہ مصر میں ہزاروں لاکھوں انسانوں کو قتل کیا۔ لیکن اللہ کی قدرت کہ مادرِ موسیٰ اُشکم میں نبوت لیئے ہوئے، لیکن آثار نہیں نظر آ رہے یہ ہے اللہ کی قدرت کہ جب وہ اپنی ہدایت کو پیدا کرنا چاہے دایاں مقرر ہو گئیں کہ گھر گھر جائیں دورے روز کریں اور جہاں یہ پتہ چلے کہ ولادت ہے اُس ماں کو قتل کریں اور کسی گھر میں دودھ پیتا بچہ ہو تو اُسے قتل کر دو۔ ایک دن میں نوے ہزار بچے قتل کئے گئے مصر میں یہ فرعون کا ظلم تھا تو جاتی ہیں خواتین عمران کے گھر میں بھی لیکن مادرِ موسیٰ دیکھا کچھ بھی نہیں یہ تاریخ میں صرف دوبار ہوا۔ فرعون یا ثانی فرعون ہوا اور یہ وقت ہے کہ ہیبت، عسکریت کا دور ہے اور یہ مشہور ہے کہ اب جو بیٹا ہوگا وہ مہدی ہوگا اور وہ دنیا کو بدل کے رکھ دے گا تو بار بار عورتوں کو گھر میں بھیجا جا رہا ہے امامِ حسن عسکریؑ کے لیے زرجس خاتون کے سراپا میں کسی کو آثار ولادت نہ ملے، یا مادرِ موسیٰ یا مادرِ ولی عصرؑ زرجس خاتون۔ رات آئی امام نے اپنی پھوپھی حکیمہ خاتون سے کہا اُکے گھر نہ جائیں آپ نے کہا کیوں؟ کہا آج اللہ کی حجت میرے گھر میں ظہور کرنے والی ہے تو کہا کہ کس سے ہے ولادت کہا زرجس سے کہنے لگیں میں آثار تو نہیں پاتی کہا کیوں؟ آپ نے قرآن میں موسیٰ کی ماں کا ذکر نہیں پڑھا۔ حکیمہ کہتی ہیں میں رُک گئی بار بار زرجس کو دیکھا، آثار نہ تھے لیکن جب صبح کی نماز کا وقت آیا تو وہ سب آثار پائے جو ایک ماں میں ہوتے ہیں لیکن میں زرجس کے قریب گئی تو میرے اور زرجس کے درمیان ایک پردہ حائل ہو گیا پردہ ہٹا تو بس یہ دیکھا ایک بچہ سجدہ کر رہا تھا، تقریر مہدی پر ختم ہو گئی، جب امامت ختم ہو گئی تو اب تقریر میں کیا رہ گیا۔ جناب یوشعٰ نون کے بیٹے

اور نوں کس کے بیٹے افرایم کے افرایم یوسفؑ کے بیٹے جناب یوشعؑ کی شادی ہوئی تھی حضرت موسیٰؑ کی بہن حضرت اُم کلثومؑ خطاب مریمؑ، عمران کے دو بیٹے تھے ہارونؑ بڑے موسیٰؑ چھوٹے اور ایک بہن جن کا خطاب مریمؑ ہے نام اُم کلثومؑ ہے عبرانی زبان میں کلثم ہے عربی میں کلثوم ہے یعنی ”و“ نہیں ہے عبرانی میں عربی میں ”و“ ہے کلثوم سب سے بڑی ہیں بھائی چھوٹے اب موسیٰؑ سب سے چھوٹے عمران کی کل اولاد، عمران گزرے ہیں تاریخ میں تین ایک موسیٰؑ اور ہارونؑ کے والد ایک حضرت مریمؑ کے والد یعنی عیسیٰؑ کے نانا اور تیسرے عمران ابوطالبؑ، تینوں عمرانون کو یہ شرف ملا کہ تینوں کی اولاد نے جب باطل بہت بڑھ گیا باطل کو تباہ کرنے کے لیے کبھی موسیٰؑ حق بن کے آئے، کبھی عیسیٰؑ حق بن کے آئے، کبھی ابوطالبؑ کی گود میں علیؑ حق بن کر آئے تو پہلے عمران موسیٰؑ کے والد موسیٰؑ کی ماں کے اٹھارہ نام ہیں، اصل نام نہیں بتایا گیا کیوں؟ اس لیے کہ اگر اصل نام معلوم ہو جائے اور تالے پر پڑھ کر پھونک دیا جائے تو تالا ٹوٹ جاتا ہے یہ ہے مادرِ موسیٰؑ کے نام میں معجزہ، جب کوئی نام اسمِ اعظم ہوتا ہے تو ایک نام نہیں ہوتا، اُس کے بہت سے نام رکھ کے اللہ چھپا دیتا ہے، علیؑ کے نو سونانوے نام ہیں کون سا نام اسمِ اعظم ہے چھپا دیا ایک نام اللہ کا اسمِ اعظم ایک نام محمدؐ کا اسمِ اعظم ایک نام علیؑ کا اسمِ اعظم ایک نام فاطمہؑ کا اسمِ اعظم لیکن نو سونانوے ناموں میں ایک نام چھپا دیا، اب وہ تلاش کرے جو نو سونانوے ناموں کا ورد کرے چالیس چالیس دن تو آپ سے آپ پتہ چل جائے گا کہ اسمِ اعظم کون سا نام ہے۔ علماء نے کہا کہ موسیٰؑ کی ماں کے اٹھارہ ناموں میں سے یونگند اصل نام ہے اگر تالا ٹوٹ کے گر جائے تو سمجھ لیجئے گا کہ یہی ہے اصل نام اب یہ عجیب بات ہے کہ تالا ان کے نام سے کیوں ٹوٹ کے گر جاتا ہے، اس لیے کہ موسیٰؑ پیدا ہوئے۔ اب سورہ قصص اور



سورہ انبیاء قرآن میں پڑھ ڈالیے، شروع ہی یہاں سے بات ہوتی ہے کہ موسیٰ پیدا ہوئے چند انبیاء کی اولاد کا بھی قرآن میں اللہ نے پورا منظر نامہ محفوظ کیا ہے، ایک موسیٰ ایک عیسیٰ پوری پیدائش کو محفوظ کر دیا ماں کے ذکر کے ساتھ موسیٰ پیدا ہوئے تو اللہ کہتا ہے ”ہم نے مادرِ موسیٰ پر وحی کی، کیا پتہ چلا قرآن میں صرف نبی پر وحی نہیں ہوتی صرف رسول پر وحی نہیں ہوتی بلکہ نبی کی ماں پر بھی ہادی کی ماں پر بھی وحی ہوتی ہے۔ اللہ کہتا ہے ہم نے مادرِ موسیٰ پر بھی وحی کی مادرِ عیسیٰ مریم پر بھی وحی کی اور جو وحی کی دونوں قرآن میں موجود تو اگر اُس عہد میں کوئی نبی نہ ہو تو کیا اللہ بندے سے بات ہی نہیں کرے گا؟ تو جب نبی نہیں ہوتا تو اللہ کسی کی ماں سے بات کرتا ہے اب جو بات کرنے کے قابل ماں ہوگی اللہ اُسی ماں سے بات کرے گا ہم نے وحی کی ہم نے مادرِ موسیٰ سے باتیں کیں۔ باتیں آپ سن نہیں سکتے کہ اللہ کس سے کیا بات کرتا ہے کہہ رہا ہے قرآن میں باتیں کیں تو یقیناً کی ہوں گی۔ بات کی اللہ نے آپ اُس وقت سن سکتے ہیں کہ جب اللہ کسی عمل کو انجام دینے کا حکم دے رہا ہو۔ اللہ نے موسیٰ کی ماں پر وحی کی، جب موسیٰ جو چاہیں اور ماں وہ کام کرے تو دیکھنے والا سمجھے گا کہ جو کام یہ کر رہی ہے یہ حکم ملا ہوگا تو سمجھ میں آیا کہ وحی ہوئی تو عرب والے کیا سمجھیں گے کہ وحی ہوئی۔ عمل ہو عمل تو سمجھ میں آیا کہ جیسے موسیٰ کی ماں پر وحی ہوئی جیسے عیسیٰ کی ماں پر وحی ہوئی اب فاطمہ بنتِ اسد کعبے کے پاس پہنچیں اب یہ کیسے پتہ چلے کہ اللہ نے وحی کی ہے تو آپ نہیں سن سکتے، دیکھنے والوں نے دیکھا، دیوار پھٹی اور وہ اُس میں چلی گئیں تو اللہ نے کیا کہا اے مادرِ علیؑ اندر آؤ عمل سے پتہ چلا کہ وحی ہوئی کیوں؟ اس لیے کہ آپ کسی کے گھر بغیر بلائے نہیں جاتے تو علیؑ کی ماں کیوں جاتیں؟ ہم نے مادرِ موسیٰ پر وحی کی کہ اس بچے کو صندوق میں بند کر کے نیل نندی میں بہا دو۔ بڑھی

سے ایک صندوق بنوایا اُس صندوق میں ماں نے بچے کو رکھ دیا اور اوپر سے کنڈی بند کر کے تالا لگا دیا تھا مادرِ موسیٰؑ نے اب کھلے تو اُنہی کے نام کے حوالے سے کھلے۔ اللہ نے ہماری کتاب میں موسیٰؑ کا تین سو جگہ ذکر کیا اور ایک جگہ تو یہ بھی کہا اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُولًا (سورہ مزمل... آیت ۱۵) اے میرے حبیب اے میرے محمدؐ آپ موسیٰؑ جیسے نبی ہیں۔ ہمارے نبی کو موسیٰؑ سے تشبیہ دی گئی ہے جب اللہ نے کہہ دیا آپ موسیٰؑ جیسے نبی ہیں تب جنگِ تبوک میں جاتے ہوئے رسولؐ نے اعلان کیا۔ کیا اعلان کیا؟ علیؑ تم مدینے میں رہو واحد لڑائی جس میں علیؑ کو نہیں لے گئے مدینے والوں نے طعنہ دیا۔ بھائی سے بھائی ناراض ہے ساتھ میں نہیں لے گئے علیؑ گھوڑے پر بیٹھے تیز گھوڑے کو دوڑایا راہ میں رسولؐ تھے آگے مڑ کے کہا علیؑ تم کیسے آگے کہا یہ طعنہ دیئے جا رہے ہیں، اگر محبت ہوتی تو جنگِ تبوک میں لے جاتے کہا یا علیؑ واپس جاؤ۔ مجھ کو تم سے وہی نسبت ہے جو موسیٰؑ کو ہارونؑ سے تھی، میں موسیٰؑ ہوں تم ہارونؑ ہو بس بات یہ ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں۔ بات ہو گئی ختم فائل ہے کھلی ہوئی موسیٰؑ بھی نبی ہارونؑ بھی نبی۔ موسیٰؑ جیسے نبی ہارونؑ جیسے علیؑ، تشبیہ دی تو نبی سے دی یعنی اگر نبوت ہوتی تو میرے بعد یا علیؑ تم نبی ہوتے کوئی اور نہیں ہارونؑ جیسا ہو تو بتاؤ یہ حدیث بنیاد ہے ختم نبوت کی۔ اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو آج مسلمانوں کو لوہے کے چنے چبانے پڑتے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ نبوت ختم ہو گئی محمدؐ پر یہ حدیث یعنی اگر علیؑ نہ ہوں ختم نبوت ثابت نہیں۔ سارے فرقے مل گئے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے لیے۔ کورٹ میں مقدمہ ہوا، جج نے کہا ثابت تو کرو کہ ختم نبوت ہے تو کوئی نہ ملا اسماعیل دیوبندی بلائے گئے، یہی حدیث پڑھی کہا نبوت تو ختم ہو گئی حدیث یہ ہے سنیوں نے بھی لکھی شیعوں نے

بھی واپس آئے تو ہم سے اُڑادیئے گئے، کیوں؟ اس لیے کہ نبوت کا ختم ہونا تو ثابت ہو گیا لیکن یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نبی کے بعد اگر کوئی خلیفہ بنے گا تو وہ علیؑ ہیں صندوق میں موسیٰؑ کو رکھا اور تالا ڈال دیا ماں نے اور نیل ندی میں بہا دیا۔ اب اللہ کہتا ہے کہ موسیٰؑ کو بچے کو صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دو یہ اللہ نے مادرِ موسیٰؑ پر وحی کی قریب تھا کہ ماں کا کلیجہ پھٹ جاتا بچے کی جدائی میں تو ہم نے ماں کا دل تھام لیا اور فوراً ہم نے کہا گھبراؤ نہ مادرِ موسیٰؑ جلدی بچے کو ملائیں گے یہ ہے ممتا کی تڑپ سو اللہ کے کوئی اس تڑپ کو نہیں جانتا کہ ابھی ابھی بچے نے تو دودھ بھی نہیں پیا اور جدا ہو رہا ہے تو ماں کا دل پھٹنے والا تھا کلیجہ پھٹنا تو تھا ہی اللہ نے کہا ہم ابھی ملائیں گے گھبراؤ نہیں بس ابھی بہاؤ ابھی نیل ندی میں بہا دو اور ماں سے کہہ دیا کہ اطمینان سے گھر میں بیٹھو ماں گھر سے باہر نہیں جاتی بغیر میرے حکم کے میں حکم دوں تو جاؤ میرے حکم کے خلاف نہ جانا ٹھہر جاؤ، نیل ندی میں بہا دیا تیز بہاؤ تھا صندوق بہتا ہوا چلا لکڑی تو بہتی ہی ہے پانی پہ گویا ایک کشتی تھی جس پر موسیٰؑ سوار تھے، ایک چھوٹی سی کشتی نجات تھی جس میں نبوت جا رہی تھی، ایک معصوم نبیؑ اس کشتی کو چلا رہا تھا ضروری نہیں ہے کہ باہوش جوان ہو وہی کشتی چلائے معصوم بچے بھی کشتی چلاتے ہیں دین کی کشتی معصوم بچے بھی چلاتے ہیں ماں تھی اللہ نے روک دیا بہن کو منع نہیں کیا تھا موسیٰؑ بہتے چلے تو بہن دریا کے کنارے کنارے چلی اور صندوق پہ نظر رکھی چلتی گئیں چلتی گئیں جہاں تک صندوق بہتا جا رہا ہے بہن دیکھتی جا رہی ہے اور صندوق بڑھتا جا رہا ہے وہ ماں کی محبت یہ بہن کی محبت کہ بہن باہر آ گئی یعنی اللہ کی طرف سے بہن کو اجازت ہے کہ بہن باہر آ جائے بھائی کی محبت میں قرآن ہے اذن ہے منع نہیں کیا بہن کو بہن جا رہی ہے بھائی کی محبت میں۔ صندوق چلا۔ موسیٰؑ تو جب صندوق میں بند

[illegible]

بڑھایا تو صندوق خود بڑھ آیا اور صندوق کو اٹھالیا اور اٹھا کے لیے آئیں فرعون حیران اب اُس کو جلدی پڑی کہ تالا توڑ رہا ہے مروڑ رہا ہے کہ کسی طرح صندوق کھلے، آسیہؑ نے کہا ہٹ جاؤ میں دیکھتی ہوں فرعون کو ہٹا دیا آسیہؑ نے جیسے ہی تالے میں ہاتھ لگا یا کھٹ سے ٹوٹا اگر اب یہ کھولنا چاہا ہے جلدی کھل ہی نہیں رہا دروازہ آسیہؑ آگے بڑھیں دروازہ کھولا اب جو کھولا صندوق آ رہا ہے غور نہیں کیا آپ نے فرعون ہاتھ بڑھا رہا ہے اللہ کیا کہہ رہا ہے؟ ارے عصمت کی طرف کفر کا ہاتھ کیسے بڑھے تالے کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے جو صاحب ایمان ہو وہ تالا کھولے، صاحب ایمان کے سامنے تالے ٹوٹ کے گر جاتے ہیں دروازہ وہ کھولے جو صاحب ایمان ہو نہیں بلکہ کل ایمان ہو آسیہؑ تھیں صاحب ایمان پٹ کھل گیا اب جو دیکھا فرعون نے بچہ اور خوبصورت تو آسیہؑ بچے کو اٹھاتی ہیں اور اٹھاتے اٹھاتے کہتی ہیں موشا، مو کے معنی عبرانی زبان میں پانی، شا کے معنی درخت، شا سے عربی میں سی بنا، اٹھاتے اٹھاتے کہا بچہ تو مجھے ملا پانی اور درخت کے درمیان یہ ہے موسیٰؑ، موسیٰ کا نام کس سے رکھوایا جو صاحب ایمان ہے نام اُس سے رکھوایا۔ اب تاریخ سے پوچھو محمدؐ کا نام محمدؐ اگر دادا عبدالمطلبؑ نے رکھایا چچا ابوطالبؑ نے رکھا، کیا کافر نبی کا نام رکھ سکتا ہے؟ یہ ہے موسیٰؑ اچھا ایمان کی زبان سے جو نکل جائے اللہ کو وہی پسند ہے آسیہؑ نے کہا موسیٰؑ تو اللہ نے کہا ہاں موسیٰؑ حالانکہ پانی اور درخت نام کیا تھا مگر آسیہؑ کے لب ایمان سے لفظ نکلے تھے تو آج تک توریت میں انجیل میں قرآن میں موسیٰؑ موسیٰؑ ہر ایک کی زبان پہ جتنی بار آیا موسیٰؑ کہیں اتنی بار آسیہؑ کے نامہ اعمال میں کتنے درود لکھے جائیں گے نہیں ارے جتنی بار عالم اسلام محمدؐ کہے گا اتنی بار ابوطالبؑ کے نامہ اعمال میں محمدؐ محمدؐ محمدؐ یہ سارے درود ابوطالبؑ کے پاس جا رہے ہیں آج فائلیں کھولنے اور بند کرنے کا



کام نہیں ہے آپ کو سنتے رہنا ہے ابھی کیس ختم نہیں ہو رہا۔ موسیٰ کا کیس چھوٹا سا نہیں ہے جو جلدی سے ختم ہو جائے تین سو جگہ پر ہے قرآن میں ذکر، آسیہؑ نے کہا کہ ہم اس بچے کو پالیں گے، فرعون کیا بولے آسیہؑ گود میں بچے کو چمٹائے ہیں اور بچے کو لیے ہیں اور خوش خوش محل میں آگئیں تھوڑی دیر موسیٰؑ آسیہؑ کی گود میں رہے جھولے بنے چاندی سونے کے اب آسیہؑ جو حکم دے دیں حاکم ہیں مصر کی، غلام کنیزیں قیامت آگئی، پسند کر لیا آسیہؑ نے بچے کو کھلانے کے لیے لائیں اب تھوڑی دیر جو گزری تو موسیٰؑ نے رونا شروع کیا اب آسیہؑ کیا کریں ممتا تو تھی ماں نہیں تھیں ماں ہی سمجھ سکتی ہے کہ بچہ کیوں رویا ممتا تو ہے پیارا تو ہے ماں نہیں ہیں لا ولد ہیں موسیٰؑ روئے اب جو مائیں تھیں کنیزیں انہوں نے کہا بی بی بھوکا ہے بچہ آسیہؑ نے کہا تو پھر کیا دیر ہے بلاؤ دایوں کو بلاؤ دودھ پلانے والیوں کو بلاؤ محل سے لے کے باہر تک کئی سو دودھ پلانے والیاں سب کے بچے کو مار ڈالے گئے تھے، ماؤں کی ممتا سینے میں دفن تھی، ہر ماں یہ چاہتی ہے کہ آسیہؑ کے بچے کو میں دودھ پلا دوں، مائیں تڑپ رہی ہیں اعلان ہوا ہے کہ ایک بچے کو دودھ پلانا ہے ہر ماں آگئی قطاریں لگ گئیں ایک ماں آئی دوڑ کے بچے کو اٹھایا گویا ممتا کو کیا سکون ملا ہوگا جب ایک دائی نے اٹھایا ہوگا موسیٰؑ نے انکار کر دیا منہ پھیر کے دائی کی طرف سے دیکھا بھی نہیں دوسری بڑھی تیسری بڑھی چوتھی پانچویں ہر ایک اٹھاتی ہے اور ہر ایک چاہتی ہے کہ موسیٰؑ کو دودھ پلائے اب قطار چھوٹی ہوتی جا رہی ہے دن جو ہے ڈھلتا جاتا ہے اُم کلثوم موسیٰؑ کی بہن نیل ندی سے گھوم کے وہاں تک آگئیں کہ پتہ لگائیں محل میں میرا بھائی گیا ہے دروازے پہ کیا ہو رہا ہے یہاں آئیں تو پتہ چلا اُس بچے کو دودھ پلانے والی دایوں کی قطار ہے بہن دوڑی گھر آئی اور کہا اماں جلدی چلو اعلان ہوا ہے وہ بچہ محل میں پہنچ گیا تمہارا بیٹا میرا

بھائی بھوکا ہے اور قطار لگی ہے دودھ پلانے والیوں کی، مادرِ موسیٰ چادر ڈوڑھ کے بیٹی کے ساتھ چلیں آ کے قطار میں خاموشی سے کھڑی ہو گئیں دائیاں ہنسی جاتی ہیں موسیٰ منع کرتے جاتے ہیں اشارے سے ہم دودھ نہیں پیئیں گے، موسیٰ کی نہیں کوئی نہیں تھوڑی تھی، بچے کا اشارہ تو ماں اور متا سمجھ گئی کہ بچہ کہہ رہا ہے ہم نہیں پیئیں گے ورنہ بچہ تو دودھ کو دیکھ کے ہنستا ہے اور یہ کیسا بچہ ہے کہ دودھ سے موسیٰ منہ بھی موڑے ہیں اور دودھ چاہتے بھی ہیں کہ ایسے میں مادرِ موسیٰ آگے بڑھیں اور بڑھ کے جھولے سے بچے کو اٹھایا بچہ ماں کے سینے سے لپٹا اور دودھ پینے لگا۔ موسیٰ نے بتایا نبی غیر عورت کا دودھ نہیں پیتا۔ نعتوں میں بعض شعرا کہتے ہیں محمدؐ نے حلیمہ بی بی کا دودھ پیا۔ ارے میرا محمدؐ تو موسیٰ سے افضل ہے، موسیٰ تو اپنی ماں کے سوا کسی کا دودھ نہ پیئیں اور آپ دائیوں کا دودھ پلاتے ہیں میرے محمدؐ کو کہ جو پاکیزہ آدمؑ سے یہاں تک آیا ہے وہ غیر معصوم کا دودھ پی لے یہ تک مورخین کو نہیں معلوم کہ بچہ دودھ کتنے دن پیتا ہے، ڈھائی سال، ڈھائی سال کے بعد دودھ چھوڑ دیتا ہے آ منہ بیٹے کو دودھ پلا رہی ہیں اور حلیمہ کب آرہی ہیں جب محمدؐ ڈھائی سال کے ہو گئے دودھ تو چھوٹ چکا اب حلیمہ نے کیا پلایا؟ یہ کہو ہاں گود میں کھلایا، دائیاں اس گھر کے بچوں کو گود میں کھلائیں لیکن دودھ نہ پلائیں۔ معصوم کسی غیر معصوم کا دودھ نہیں پیتا۔ جب موسیٰ نے نہیں پیا تو ہمارا نبیؐ حلیمہ کا دودھ کیوں پئے؟ یہ بالکل غلط ہے کوئی نہ کہے نہ لکھے یہ قرآن کے خلاف بات ہے۔ موسیٰ نے صرف اپنی ماں کا دودھ پیا یہاں تک کہ یہ دودھ پلانے آتی ہیں موسیٰ پروان چڑھے کافر کے محل میں جو ان ہوئے اللہ نے کہاں بھیجا موسیٰؑ کو؟ کہاں پلے موسیٰؑ؟ ایمان کی گود میں لیکن کفر کے اندھیرے کے درمیان۔ حضورؐ نے فرمایا چار عورتیں افضل ہیں آسیہؓ، مریمؓ، خدیجہؓ، فاطمہؓ اور ان چاروں میں



شہزادی فاطمہ سب سے افضل ہیں، یہ نبی کی وہ حدیث ہے جو ہر فرقہ لکھتا ہے، تو آسیہ چار افضل عورتوں میں شامل اب وہ پالیں موسیٰ کو اب آسیہ موسیٰ کو گود میں لیے لیے گھومتی ہیں فرعون جلتا ہے، ایک دن فرعون کہنے لگا کبھی میری گود میں بھی دو ابھی تک فرعون کی گود میں بچہ نہیں آیا۔ ابھی تک کفر کی گود میں موسیٰ نہیں آئے اور کفر تڑپ رہا ہے۔ فرعون کی داڑھی تھی اور ایک ایک بال میں بچے موتی پر دئے ہوئے تھے اب ذرا سوچئے کہ اگر پچیس ہزار بال ہو گئے تو پچیس ہزار موتیوں کی لڑیاں داڑھی میں لٹکی ہوئی تھیں موتی بیچ بیچ میں ایک یا قوت عجیب داڑھی رہی ہوگی ایک دن فرعون نے کہا آسیہ کبھی تو بچے کو میری گود میں دے دو، بڑی حسرت ہے تجھے گود میں لینے کی، نہیں آئیں گے موسیٰ تیری گود میں کہا دو تو مجھے اگر رونے لگے تو تم گود میں لے لینا آسیہ نے کہا اچھا لے، فرعون نے ہاتھ بڑھائے آسیہ نے ہاتھوں پر موسیٰ کو رکھا اب فرعون چاہتا ہے کہ موسیٰ کو لے کے گود میں بیٹھے جیسے ہی موسیٰ فرعون کی گود میں گئے غور سے فرعون کو دیکھا چہرہ بدل گیا۔ گود بدل گئی پہلے موسیٰ کی نظر پڑی داڑھی پر موسیٰ نے فرعون کی داڑھی پکڑ کے نوچ لی سارے موتی بکھر گئے داڑھی کے سارے موتی بکھر گئے کیسے تو سجائی گئی ہوگی ساری داڑھی اُجڑ گئی، غصہ میں کہا لے جاؤ اُس کے بعد فرعون نے حسرت نہیں کی موسیٰ کو گود میں لینے کی اور غصہ میں ٹہل رہا ہے کہا آسیہ میں تم سے کہتا ہوں یہ عام بچہ نہیں ہے بچہ کہیں داڑھی نوچتا ہے۔ تاریخ میں ایک ہی بچہ ہے جس نے داڑھی نوچی ہے۔ موسیٰ کو فرعون کی داڑھی پسند نہیں۔ فرعون نے کہا آسیہ میں اس بچے کا امتحان لوں گا، آسیہ نے کہا بچہ کا بھی کہیں امتحان ہوتا ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ عام بچہ ہے یا خاص بچہ اب ایک طرف آگ جلا دی گئی، انگارے بڑے بڑے سرخ اُسی رنگ کے یا قوت ایک بڑے سے تھال میں لال رنگ کے ایک



طرف رکھ دیئے گئے، سفید رنگ کی چاندنی ہے، تخت کے ایک طرف انگارے ایک طرف یا قوت شکلیں دونوں کی ایک جیسی، سائز برابر ادھر یا قوت ادھر انگارے، یعنی آدمی اگر دُور سے دیکھے تو لگے یا دونوں یا قوت یا دونوں انگارے رکھے ہیں۔ ایسے نقشہ بنایا گیا بیچ میں موسیٰ کو تخت پر چھوڑ دیا گیا، اب فرعون دیکھ رہا ہے اگر یہ بچہ یا قوت کی طرف جائے تو یہ کوئی خاص بچہ ہے اور اگر آگ کی طرف جائے تو عام بچہ ہے موسیٰ چلے یا قوت کی طرف کوئی عام بچے نہیں ہیں، موسیٰ چلے یا قوت کی طرف، چاہتے تھے کہ یا قوت پر ہاتھ رکھیں۔ اللہ کا تقیہ ہے جب کفر اکثریت میں ہو اور قاتل بنا ہو تو ایمان کو چھپانا پڑتا ہے تو جب موسیٰ جیسے نبی کا ایمان جب اللہ کفرستان میں چھپاتا ہے تو علیٰ کے باپ ابو طالب کا ایمان کیوں نہ چھپایا جائے، موسیٰ نے انگارا اٹھالیا۔ فرعون کو اطمینان ہو گیا یہ عام بچہ ہے اس کو آگ اور یا قوت کی پہچان نہیں ہے۔ مٹھی بند کر لی انگارے کو اٹھا کے اب جو آسیہ نے ہاتھ کھولا تو چھالا پڑ گیا ہاتھ جل گیا۔ وہ چھالا تھوڑی تھا وہ لعل شب چراغ تھا وہ شب کی روشنی تھی اللہ نے کہا موسیٰ ہاتھ جلا نہیں ہم اس کو ید بیضاء بنائیں گے جب کھولو گے تو روشنی ہوگی، دیکھئے کفر قاتل یہ سمجھتا ہے میں نے قتل کر دیا اور اللہ روکتا نہیں تم اپنا کام کرو۔ تم غلط فہمی میں رہو کہ تم نے نقصان پہنچا دیا ہم اُس نقصان کو فائدہ بنا دیتے ہیں آپ کو یہ پتہ ہے اسلام سے پہلے یہ اعلان نہیں ہوا تھا جو اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے وہ زندہ ہے تم نے قتل کر دیا ہم نے زندہ کر دیا تم نے موسیٰ کو جلا دیا ہم نے اسے چراغ بنا دیا۔

وَاضْمُمُ يَدَكَ اِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجُ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ اَيَّةٌ
اُخْرٰی (سورہ طہ: آیت ۲۲) موسیٰ جوان ہو گئے جوان ہوئے فرعون ہی کے گھر میں موسیٰ سے ہی اللہ نے کہا جاؤ بھی موسیٰ جاؤ بہت اکڑا ہوا ہے فرعون اس سے جا



کے کہو یہ باز آجائے خدا بننے سے انکار کر دے اور تمہارے رب کو مانے اِذْهَبْ
إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ (سورہ طہ... آیت ۲۴) موسیٰ نے کہا میں اکیلے اس کے
سامنے جاؤں، ہیبت ہے سب کچھ ہے میں اکیلے نہیں جاؤں گا، اللہ نے کہا پھر کیا
کہا میری کمر کو مضبوط کر تو موسیٰ کیا تمہاری کمر کمزور ہے، لمبا قد ہے ابھی تو بچپن
سال کے جوان ہیں، تم چاہتے کیا ہو،

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي (۲۵) وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي (۲۶) وَأَحْلِلْ
عُقْدَتِي مِنْ لِسَانِي (۲۷) يَفْقَهُوا قَوْلِي (۲۸) وَأَجْعَلْ لِّي زَيْرًا مِّنْ
أَهْلِي (۲۹) هَرُونَ أَخِي (۳۰) اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي (۳۱) وَأَشْرِكْهُ فِي
أَمْرِي (۳۲) كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا (۳۳) وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا (۳۴) إِنَّكَ
كُنْتَ بِنَابَصِيرًا (۳۵) قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَمُوسَىٰ
(سورہ طہ... آیت ۲۵-۳۶)

کہا میں ایک وزیر چاہتا ہوں، وزیر کے معنی معلوم ہیں۔ یہ کمر کے ساتھ
وزارت کا ذکر کیوں ہوا ”وزر“ کہتے ہیں بوجھ کو قرآن میں لفظ آیا ہے وزر کا بوجھ
اٹھانا، ایک بوجھ سر پر اٹھایا جاتا ہے ایک بوجھ کاندھے پر اٹھایا جاتا ہے، ایک
بوجھ ہاتھ میں اٹھایا جاتا ہے مگر جو بوجھ سر پر، کاندھے پر اور ہاتھ میں اٹھایا جاتا ہے
اُس سے کئی گنا بوجھ کمر پر اٹھایا جاتا ہے، کمر پر بوجھ کیوں زیادہ اٹھایا جاتا ہے؟
آپ نے مزدوروں کو دیکھا ہوگا، وہ جھکے، جھکنے کی ”لیور“ (lever) یعنی جب کمر
جھکی تو نیچے کے حصے اور اوپر کے حصے نے بوجھ کو برابر تقسیم کر لیا بیلنس (balance)
کیا تو اب دامن کی بوری بھی کمر پر اٹھ سکتی ہے تو بوجھ سب سے زیادہ کمر پر ہوتا
ہے اور جب نبوت کا بوجھ ہو تو کمر کا کیا عالم ہوگا ایسا آدی چاہیے جو کمر کے بوجھ کو
میرے ساتھ لے کے چلے تو وزیر کا کام ہے نبی کے بوجھ کو کمر پر لا دے ساتھ



چلے۔ نبی اکڑ کے چلے وزیر بوجھ کو کمر پر لاد کے چلے اُسے کہتے ہیں وزیرِ اعظم یعنی ملک کا بار صدر پر نہیں ہوتا سارا وزیر پر ہوتا ہے۔ اب بھی نہیں سمجھے آپ صدر تو داڑھی بڑھائے دورے کرتا رہتا ہے گالیاں کھاتا ہے وزیرِ اعظم تو نبوت کا بوجھ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبوتوں کا بوجھ ہمارے نبی پر۔ موسیٰؑ تو ابھی آدھ و آدھ پہ پہنچی ہے نبوت اور پھر ہارونؑ کو یہاں اللہ نے یہ بھی بتا دیا کہ نبی کا وزیر صرف بھائی بنتا ہے، ہارونؑ وزیر ہارونؑ بھی نبی بعض نے اختلاف کیا کہ نبی نہیں تھے ولی تھے، چلو ولی ہی سہی تاکہ مان تو لو کہ نبی کے بعد ولی ہی آتا ہے، ولی ہی کے معنی تو ہیں علیؑ جاؤ موسیٰؑ اور ہارونؑ کو لے جاؤ۔ دونوں گرم کبل کا کرتا پہنے ہوئے آستینیں چوڑی چوڑی موسیٰؑ کے ہاتھ میں عصا ساتھ میں بڑے بھائی ہارونؑ یہ وزیر یہ نبی دربار میں داخل ہوئے کہا فرعون اب ذرا موسیٰؑ کی آواز دیکھئے یہیں پلے ہیں ابھی تک بولے نہیں بڑے بھائی جو ساتھ ہیں تو آج دیکھئے کیسے اکڑے ہوئے ہیں فرعون باز آ جا خدائی کے دعوے سے ہمارے رب کو مان، اللہ ایک ہے۔ فرعون نے کہا ہمارے گھر میں پلے ہم سے ایسی باتیں کرتے ہو یہیں پلے یہ آج موسیٰؑ اُتتھیں ہو کیا گیا ہے۔ کہا بس اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم تمہاری سرکشی ختم کریں۔ فرعون نے کہا دیکھو صرف میں خدا ہوں اور اگر تم بہت دعوے دار ہو تو کل مقابلہ ہو گا کل آنا وقت مقرر ہو گیا موسیٰؑ نے پھر کہا ہارونؑ چلو اب جا ہی نہیں رہے ہیں اکیلے اکیلے کیسے جائیں حکم الہی ہے اکیلے نہ جانا ہم اکیلے نہیں نبی کو جانے دیتے چالیس برس گھر میں بیٹھے رہو۔ جب تک وزیر نہیں آئے گا دعوتِ ذوالعشرہ نہیں ہوگی۔ فرعون نے تمام معرکے کے جادو گروں کو بلوایا کہا بھئی دیکھو! ہماری سلطنت میں دو جادو گر پیدا ہو گئے ہیں، جادو اُن کے پاس ہے بڑا کوئی ایسا جادو دکھاؤ کہ تمہارے جادو کا جواب وہ جادو گر نہ دے سکیں۔ جادو گروں



نے کہا ایسا جادو دکھائیں گے کہ آپ حیران رہ جائیں گے کہا اگر تم نے جادو کا اثر اُن پر کر دیا تو ہم تمہیں وزارت میں لے لیں گے گویا وزیر جو بنتے ہیں بادشاہوں کے وہ مداری بھی ہوتے ہیں کرشمے ہوتے ہیں اُن کے پاس جو وہ دکھاتے ہیں اور عوام کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ حاکم کو بھی اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ کہا ہم تمہیں مقرب بارگاہ کر لیں گے سارے جادوگر دربار میں موسیٰ کے آنے سے پہلے تیار ہو کے بیٹھ گئے ایک بار موسیٰ عصا لیئے ہوئے دربار میں حاضر ہوئے ساتھ میں ہارونؑ آتے ہی للکارا بیت موسیٰؑ تو مشہور ہے کہا باز آ جا تو اب دعوے سے کہ تُو خدا ہے اور ہمارے رُب کو مان لے۔ فرعون نے کہا پہلے تو تم یہ ہمارے آدمی بیٹھے ہیں ان سے مقابلہ کرو اگر تم جیت گئے تو ہم تمہاری بات مانیں گے اور اگر تم ہار گئے تو تم کو بھی ہمیں خدا تسلیم کرنا ہوگا جادوگر آگے بڑھے موسیٰؑ اور ہارونؑ نے پوری پلٹن کو دیکھا تو جادوگر ادھر سے بولے کہا موسیٰؑ اور ہارونؑ بتاؤ پہلے ہم جادو ڈالیں کہ پہلے تم جادو ڈالو گے، یہی ہیں قرآن کے الفاظ کیا ڈالیں؟

قَالُوا يَمُوسَىٰ اِمَّا اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّا اَنْ نَّكُونَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقَىٰ

(سورہ طہ... آیت ۶۵)

جادو یہ لفظ میں نے بڑھا دیا تاکہ بات سمجھ میں آجائے، یعنی زمین پہ جادو ڈالنا ہے۔ موسیٰؑ للکارے کہا پہلے تم۔ اللہ کا جو نمائندہ ہوتا ہے وہ میدان میں کہتا ہے پہلا وار تیرا تو ساری زندگی علیؑ نے اپنے مقابل سے کہا پہلے تو مرحب، عمر، عمتز، حارث کہا پہلا وار تیرا، دوسرا وار علیؑ کا۔ موسیٰؑ نے کہا جادو گروں سے پہلے تم جادو دکھاؤ، جادو گروں نے رستی کے ٹکڑے محل میں پھینکنا شروع کئے۔ وہ رسیاں سانپ بننے لگیں لاکھوں سانپ ریگلتے ہوئے موسیٰؑ اور ہارونؑ کی طرف بڑھ رہے تھے اور فرعون حیران یعنی اُسے بھی پتہ نہیں تھا کہ یہ جادوگر کیا جادو

دکھائیں گے کہ محل کا پورا محن لہراتے ہوئے سانپوں سے بھر گیا۔ لہریں کھاتے ہوئے سانپ تھے رُخ موسیٰؑ اور ہارونؑ کی طرف اب بڑھتے آرہے ہیں سانپ بڑھتے آرہے ہیں ایک بار وحی ہوئی کہا موسیٰؑ ہاتھ میں کیا ہے کہا عصا ہے کہا پھینکو، زمین پر ڈال دو جلدی، موسیٰؑ نے عصا پھینکا ایک بار عصا پلٹا ایک اڑدھا ہاتھی کے برابر اور اب چلا تو اُن سانپوں کو نکلنے لگا۔ سانپ بڑھتے جاتے ہیں اڑدھا نکلتا جاتا ہے۔ جب سارے سانپ کھا گیا فرعون کی طرف بڑھا فرعون بھاگا محل میں چھپا۔ آسیہؑ نے کہا کیا ہوا سانپ سے ڈر گیا اڑدھے سے ڈر گیا، پتہ چلا کفر سانپ سے ڈر جاتا ہے۔ فرعون بھاگا گیا ادھر کیا ہوا؟ جادوگر سجدے میں گر پڑے، قرآن نے کیا کہا؟

فَالْقِيَ السَّحَرَةُ سَجْدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَى

(سورہ طہ... آیت ۷۰)

جادوگروں نے کہا ہم موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر ایمان لائے۔ صرف موسیٰؑ کا نہیں رب صرف محمدؐ کا نہیں ہے بادشاہ اور وزیر کا رب ہے اس لیے اللہ کو انتظار تھا کہ محمدؐ اکیلے نہ جائیں گواہ ساتھ ہو اور اس طرح میری توحید پر دو گواہ ہوں وہاں موسیٰؑ اور ہارونؑ مکے میں محمدؐ اور علیؑ ہیں، جادوگر سجدے میں جھک گئے موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر ایمان لائے اب ڈنڈا پڑا ہوا ہے اللہ نے کہا اٹھاؤ موسیٰؑ آگے ہی نہیں بڑھے۔ ڈنڈے کی طرف نہیں دیکھ رہے اللہ نے کہا اٹھا لو، جب اللہ نے دوبارہ وحی کی کہ اٹھا لو تو آگے بڑھے کُرتے کا دامن یوں سمیٹا ابھی تو اڑدھا دیکھا تھا تڑپ کے عصا اڑدھا بنا تھا تو عبا کے دامن کو ہاتھ پر رکھ کے عصا کو اٹھا لیا۔ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ موسیٰؑ عصا کو اٹھاتے ہوئے کیوں خوف زدہ تھے؟ امام مسکرائے کہا چونکہ ہمارے جد رسولؐ خدا کا نور موسیٰؑ کے پیشانی میں نہیں



تھا۔ یہ اسمٰعیلؑ کی نسل میں ہیں وہ اسحقؑ کی نسل میں ہیں، یہ ہے نورِ نبوت کا اثر۔ صلبِ موسیٰؑ میں ہمارا نبی نہیں تھا جہاں یہ نور ہو وہاں کیا ہو وہاں کیا ہو؟ وہاں اثر دھا آئے اثر در آئے فاطمہ بنت اسدؑ کا لعلِ کلہ اثر در کو چیر دیتا ہے جھولے میں۔ ایک آیت ہے، اے قومِ موسیٰؑ! تابوت آنے والا ہے اُس کا نام تابوتِ سکینے ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُمْ مُّؤْمِنِينَ (سورۃ بقرہ.... آیت ۲۴۸)

قرآن میں لفظِ سکینے چھ مرتبہ آیا ہے اور یہاں ایک جگہ تابوت کے ساتھ سکینے آیا ہے۔ اسے ملائکہ اٹھائے ہوئے ہوں گے اُس تابوت میں آلِ موسیٰؑ اور آلِ ہارونؑ کے تبرکات رکھے ہوں گے یہ اُن کے لیے ہے کہ سمجھنے والی بات جو تم میں سے مومنین ہوں گے وہ اس تابوت کی تعظیم کریں گے قسم کھا کر بتاؤ آیت اُتری تھی بنی اسرائیل، یہودیوں پر۔ اب یہودیوں میں مومنین ہوتے ہیں آیت تو ہے مسلمانوں کے پاس اب بتائیں مسلمان جہاں مومنین ہوں گے وہاں تابوت ہوگا یا نہیں ہوگا کتنا صاف ذکر ہے قرآن میں تابوت کا اور اُس کا احترام واجب ہے مومنین پر۔ ملائکہ اُسے کاندھے پر اٹھائے ہوئے ہونگے تو یہ تابوت جو ہے وہ طالوت کی حکمرانی کی نشانی ہوگا اور تم اس تابوت سے فتح پاؤ گے۔ اگر تم نے تابوت کا احترام نہ کیا تو تم قیامت تک کے لیے ذلیل و رسوا اور خوار ہو جاؤ گے جس قوم کے پاس تابوت ہوتا ہے وہ ہوتی ہے عزت دار یہ قرآن بتا رہا ہے۔ تو تابوت ہمیشہ مومنین کے پاس ہوتا ہے کیوں اس تابوت کا نام رکھا تابوتِ سکینے۔ سکینے کے معنی ہیں قرآن میں جو سکون عطا کرے، تو تابوت کا کام ہے دل کو سکون دینا۔ اب یہ ایک مسئلہ ہے لوگ کہتے ہیں سکینے غلط ہے سکینے کے معنی ہیں

جانور، صحیح نام کیا ہے سکیئہ سکون، کیا کہا حسینؑ نے، مجھے سکون ملتا ہے جب میں ربابؑ اور سکیئہؑ کو دیکھتا ہوں، یہ بچی وہ ہے کہ جسے دیکھ کر مجھے سکون آتا ہے، میں نے نمازِ شب میں دعا کی تھی۔ اللہ مجھے ایک بچی عطا کرے۔ چہلمِ قریب آ گیا ایک رات درمیان میں ہے۔ قیدی کیوں قید سے چھوٹے پتہ ہے بچی نے چھڑائے، قیدی یزیدؑ کبھی نہ چھوڑتا سکیئہؑ نے مر کے پھوپھی اور بھائی کو آزاد کر دیا۔ اس لیے کہ بچی کے مرتے ہی قیامت آگئی ملکِ شام میں ایک بچی کی شہادت انقلاب بن گئی اور بچی بھی وہ بچی کہ جسے حسینؑ اتنا چاہیں کہ نمازِ شب میں دعا کریں کہ اللہ مجھے ایک بیٹی عطا کر جسے میں چاہوں جو مجھے چاہے اور اگر تو اُس بیٹی کے ذریعے میرا امتحان لے تو پروردگار میں اُس امتحان میں کامیاب اتروں۔ تو سکیئہؑ کو یہ سنا کر کہا سکیئہؑ تمہیں تو مانگا اس لیے کہ تمہارے ذریعے اللہ ہمارا امتحان لے۔ اے سکیئہؑ ہم جا رہے ہیں صبر کرو، بی بی۔ کہا اچھا بابا بچا گئے واپس نہیں آئے بھیا علی اکبرؑ گئے واپس نہیں آئے آپ بھی جا رہے ہیں آپ نے ایسی بات کہہ دی کہ مالک کی رضا سے آپ نے ہم کو مانگا تو اب سکیئہؑ کچھ نہیں کہتی بابا سکیئہؑ کی ایک خواہش ہے، بابا جب سے پیدا ہوئی آپ کے سینے پر سوئی بابا جاتے جاتے ایک بار مجھے اپنے سینے پر ملاو۔ سینے پہ لٹاؤ۔ حسینؑ خیمے میں وہیں خاک پہ لیٹ گئے کہا آؤ سکیئہؑ میرے سینے سے لگ جاؤ۔ آخری بار سکیئہؑ باپ کے سینے سے لپٹیں۔ پھر اُس کے بعد تو باپ کے سینے کو ترس گئیں۔ سونے کا مقام کہاں ملا۔ بس راستے بھر طمانچہ کھائے کبھی اس رخسار پر کبھی اس رخسار پر۔ بس یہ آپ کو بتا دوں کہ سکیئہؑ نے کام کیا کیا۔ پھوپھی نے خطبہ دیا بھائی نے خطبہ دیا زمانے کو ہلا دیا بچی کیا کرتی بچی نے بھی اتنا ہی بڑا کام کیا۔ جیسا سید سجادؑ نے کیا جیسے شہزادی زینبؑ نے کیا۔ بس سکیئہؑ قید خانے کی سلاخوں کو پکڑ کے صبح کو کھڑی ہو جاتیں پھر

قید خانے کے دروازے سے ہنسی نہیں تھیں۔ دربار بھرا ہوا تھا تو سب نے سیکینہ کو دیکھا تھا، پورے شام کے گھروں میں یہ بات پھیل گئی کہ قیدیوں میں ایک چھوٹی بچی بھی تھی جب یہ حال شام کی عورتوں نے سنا تو جن کی عورتوں کی گود میں چھوٹے چھوٹے بچے تھے وہ محل گئیں کہا ایسی بھی بچی ہے جو گود کی بچی ہے، قیدیوں میں اُس کا گلہ بندھا ہوا ہے ماؤں کو ترس آ گیا ممتا جو تھی وہ لرز گئی مادرِ موسیٰ کا حال سن لیا دنیا کی ہر ماں جس کی گود میں بچہ ہوتا ہے اُس کے پاس ممتا ہوتی ہے ساری شام کی مائیں وہ عورتیں جن کی گود میں بچے تھے وہ صبح ہوتے ہی اپنے اپنے بچوں کو گود میں لے کر قید خانے کا رخ کرتیں اور جا کے قید خانے کے دروازے پر کھڑی ہو جاتیں اور اگر سیکینہ نہ آتیں تو پکار پکار کر کہتیں بی بی آؤ ہم آ گئے۔ ہم تمہاری باتیں سننا چاہتے ہیں سیکینہ دوڑتی ہوئی آتیں اور جب آ جاتیں تو ڈھارس ہو جاتی تو ایک ایک عورت کہتی ہاں سیکینہ ہمیں اپنی کہانی سناؤ سیکینہ شروع کرتیں ہمارا باپ مدینے میں رہتا تھا۔ ہمارا ایک چچا تھا اُس کا نام عباس تھا وہ ہمیں چاہتا تھا ہم جب کہتے تھے پانی تو چچا جام آب بھر کے ہمیں فوراً پلاتا تھا۔ ہمارا ایک بھائی تھا بہت خوبصورت اٹھارہ برس کا وہ ہمیں بہت چاہتا تھا ہم اُس کے دامن سے لپٹ جاتے ہم اُس کے دامن سے لپٹ جاتے ہمارا ایک بھائی تھا چچا زاد قاسم وہ بھی ہمیں بہت چاہتا تھا۔ ہمارے دو بھائی تھے عون اور محمد وہ بھی ہمیں بہت چاہتے تھے اور اُس کے بعد کہتی ہمارا ایک چھوٹا بھائی تھا ہم اُس کا جھولا جھلاتے مگر میرا بھائی قاتل سے واپس نہیں آیا۔ جزاک اللہ کیا رونے کی شان ہے آپ کی۔ سیکینہ بی بی کہانی سناتے سناتے ایک بار کہتی تھیں اے شام کے رہنے والیو! تمہیں معلوم ہے میری ایک بہن بیمار مدینے میں ہے وہ بہت دن سے مجھ سے جدا ہے۔ دعا کرو کہ ہم جلدی قید خانے سے جا کر اپنی بہن صغرا سے مل جائیں وہ بہن میرا انتظار کر



رہی ہے۔ روز آتیں شام والیاں اور آ کے شام کی عورتیں مدینے والی کی کہانی سنئیں۔ ایک دن ساری عورتیں قید خانے کے دروازے پر آئیں اور آ کے کھڑی ہو گئیں جب بہت دیر ہو گئی بچی نہ آئی تو سب عورتوں نے چیخا شروع کیا رونا شروع کیا۔ کہا سیکنہ کیا ناراض ہو؟ آؤ آج کہانی ہمیں کر بلا کی پھر سناؤ، آؤ سیکنہ آؤ ہم آ گئے۔ جواب نہ ملا سنا تھا ایک بار زنجیر کی جھنکاروں کی آواز آئی ایک قیدی دیوار کا سہارا لے کر دروازے کے پاس آیا کہا شام کی رہنے والیو! جو کر بلا کی کہانی سناتی تھی کل رات مر گئی وہ دیکھو بھائی نے لاشہ اٹھایا قبر بنائی وہ سیکنہ کی قبر ہے۔

ما تم حسین حسین حسین!



نویں مجلس علی وارثِ سلیمان و داؤدؑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے

چودہ سو بائیس ہجری کے عشرہ چہلم کی نویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، ”علی وارثِ انبیاء“ کے موضوع پر شبِ چہلم ہے اور کل آخری مجلس ہوگی اس عز خانے میں کل کی مجلس کے بعد تابوتِ سید الشہداء برآمد ہوگا اور آج کی مجلس کے بعد ذوالجناح برآمد ہوگا اس کے بعد نذرِ امام ہے کل چہلم ہے اس لیے آج اس فریضے کو ادا کیا جا رہا ہے کہ ہم آپ سب کا شکریہ ادا کریں بانی مجلس رضا برادران اور خصوصاً ناصر رضا صاحب رضوی کی طرف سے کہ مسلسل پورے عشرے میں آپ حضرات پابندی وقت کے ساتھ تشریف لائے۔ بزرگ حضرات نوجوان بچے خواتین سب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جزا تو آپ کو مادرِ حسین عطا کریں گی۔ صلہ اس کا کون دے سکتا ہے، سوا شہزادی کو نین کے۔ ناصر رضا صاحب کی جانب سے تمام اسکاؤٹ اور وہ حضرات جو ہر طریقے سے انتظام میں شریک رہے خصوصاً سید علی غضنفر صاحب رضوی سابق کونسلر رضویہ سوسائٹی جو کہ تبرکات کی تقسیم کے سلسلے میں اپنے احباب کے ساتھ خدمتِ امام کرتے رہے ان کا بھی شکریہ اور بہت ہی خصوصی شکریہ، ناصر رضا صاحب کی

جانب سے جانب اسد جہاں صاحب کا کہ وہ اپنے والد مرحوم کے بعد اب تک مسلسل اس عشرے میں تشریف لا رہے ہیں اور مجلس سے پہلے سلام اور نوے پیش کرتے ہیں کل کی آخری مجلس میں وہ سلام آخر پیش کریں گے اور نوحہ پیش کریں گے آپ حضرات سماعت فرمائیں گے۔ آپ حضرات ظاہر ہے کہ آخری مجلس تک زیارت تک تشریف فرما ہوتے ہیں اس کا بھی شکریہ کسی کا اگر شکریہ رہ گیا ہو تو ہو سکتا ہے میرے ذہن سے محو ہو گیا ہو ان سب کا بھی شکریہ۔ موضوع تھا ”علیؑ وارث انبیاء“ ظاہر ہے کہ دس دن میں کس کس کا ذکر ہم کرتے، ایک لاکھ چوبیس ہزار کے نام کے معلوم ہیں لیکن جو نام قرآن میں آئے ان میں جو خاص خاص انبیاء تھے جو بہت مشہور ہیں ہم نے ان کا ذکر کیا اور وراثت علیؑ ہم نے ذیل میں آپ کے سامنے ثابت کی۔ موضوع بہت وسیع ہے ہو سکتا ہے کہ اگر آپ سننا چاہیں تو یہ موضوع ہم رضویہ سوسائٹی کے عشرے میں قصر مسیب میں وہیں سے شروع کریں جہاں سے یہاں ختم کیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انچولی کی مجلسوں میں یہ موضوع آئے اس لیے کہ ایک جگہ مختار پر عشرہ ضرور ہوگا اور الوداعی عشرے میں ہم جناب مختار کا تفصیلی ذکر ضرور کریں گے لیکن شرط یہی ہے کہ ایک سفر ہے رضویہ سے انچولی کا نوے دس ہم رضویہ میں پڑھیں گے اور پھر وہاں سے سیدھے انچولی کے امام باڑے میں آ کر روز پڑھا کریں گے اب جو آسانی سے وہاں سے یہاں تک کا سفر طے کرے گا وہ دونوں عشرے آرام سے سن سکتا ہے۔ یہاں کی حد تک آج کی مجلس میں ذکر کریں گے ہم بنی اسرائیل کے پیغمبر حضرت داؤدؑ کا اور ان کے بیٹے حضرت سلیمانؑ کا۔ آج کا موضوع حضرت سلیمانؑ اور فخر سلیمانؑ اس لیے کہ داؤدؑ بھی بادشاہ تھے اور سلیمانؑ بھی بادشاہ تھے اور حضرت داؤدؑ کو شاہی اس طرح ملی تھی کہ جناب طاووتؑ بادشاہ تھے اور ان کے مقابلے میں



ایک ظالم اور جابر جالوت لڑنے کے لیے آیا اس کا لشکر بڑا وسیع تھا اور وہ خود بہت بہادر تھا تو طالوت بھی نبی تھے اور بادشاہ بھی تھے انہوں نے یہ اعلان کیا کہ جو جالوت کو قتل کر دے گا میں اس کو اپنے بعد بادشاہ بھی بنادوں گا اور اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کر دوں گا، یہ اعلان حضرت داؤدؑ نے سنا اس وقت حضرت داؤدؑ کی عمر تیس برس تھی اور حضرت داؤدؑ جناب یعقوبؑ کے سب سے بڑے بیٹے یہودا کی نسل میں تھے یعنی انبیاء کے خاندان سے تھے خوبصورت تو تھے ہی آواز بھی بہت خوب صورت پائی تھی انہی پر زبور نازل ہوئی اور جب زبور پڑھتے تھے تو لحن سے یعنی جسے آپ آج کل طرز کہتے ہیں تو جب وہ لحن سے پڑھتے تو جنگل کے سارے جانور پرندے اڑ کے ان کے پاس آ جاتے جانور دوڑ کے آ جاتے اور سب بیٹھ کر زبور کی تلاوت سننے لگتے یعنی ان کے لحن میں ایک ایسا اثر تھا کہ ہر شے داؤدؑ کی طرف متوجہ ہو جاتی اس لیے لحن داؤدؑ مشہور ہوا جنگل میں رہتے تھے اعلان سنا اور ان کے پاس ایک معجزہ بہت عظیم تھا کہ لوہے کو یہ چھولیں تو موم بن جائے تو یہ کام کرتے تھے زرہ بنانے کا بادشاہوں کے لشکر کے سپاہیوں کے لیے زرہیں بناتے تھے۔ تو ان کے لیے کوئی مشکل نہیں تھا، لوہا توڑ اس کا تار بنایا اس کی کڑیاں بنائیں کڑیوں میں کڑیاں پہناتے جارہے ہیں لوہا موم ہوتا جا رہا ہے اور جلدی جلدی زرہ بناتے کئی سوزرہیں بنا کے دے دیا کرتے تھے بادشاہوں کو، یہ معجزہ تھا ان کے پاس اور ایک ان کے پاس ہنر تھا، یہ تو معجزہ تھا مع ہنر کے، ہنر یہ تھا کہ ان کے پاس ایک غلیل تھی غلیل سمجھتے ہیں کیونکہ ہمارے عشرے میں نوجوانوں اور بچوں نے زیادہ تعداد میں شرکت کی اسے گوپھن کہتے ہیں اُردو میں اور عام زبان میں غلیل کہتے ہیں یعنی اس میں ایک چھوٹا سا پتھر رکھ کر کھینچا اسی کی ایک قسم ہے کہ ایک زنجیری ہوتی ہے اور اس میں ایک پتھر رکھ کر اسے گھمایا جاتا



ہے اور گھما کے اسپید (speed) زیادہ ہو جاتی ہے تو اس پتھر کو چھوڑ دیا جاتا ہے تو آج کی بندوق کی گولی بھی اتنی بھٹوٹ نہیں لگتی کسی کے سر پر جا کے جیسے وہ پتھر لگتا تھا اسی سے پھر بنوٹ نکلی اور اس میں رومال میں ایک چٹوٹی باندھ کے گھمایا اور جھٹکے سے جو مارتو آدمی مر گیا، سر پر اگر لگ جائے کپٹی پر لگ جائے فوراً مرجاتا تھا، یہ بھی ایک فن تھا تو اسے گوپھن کہتے تھے جب داؤدؑ نے اعلان سنا جناب طالوت کا تو یہ بھی میدان جنگ میں پہنچ گئے اور کہا میں جالوت کو قتل کروں گا، پورا لاکھوں کا لشکر حیران ہو گیا کہ یہ صحرا میں رہنے والے داؤدؑ بھلا کیسے اتنے بہادر آدمی کو ماریں گے، لیکن وہ پہنچے اور پہنچ کر انہوں نے گوپھن کو حرکت دی بس وہ ایک پتھر چھوٹا سا جو جالوت کے سر پر جا کے لگا تو وہ وہیں ڈھیر ہو گیا مر گیا اتنی جلدی ایک بہادر آدمی آنا فانا اب جو مارتو لاکھوں کا لشکر بھاگا اس لیے کہ اس کی لہیک پر آیا تھا اسی کی پشت پہ آیا تھا اسی کی وجہ سے آیا تھا جب وہی مارا گیا جالوت تو اب لشکر وہاں ٹھہر کر کیا کرتا تو کبھی کبھی لاکھوں کے لشکر کی شکست ایک کے مرنے سے ہو جاتی ہے، جناب طالوتؑ نے اپنی بیٹی کی شادی بھی کر دی حضرت داؤدؑ سے اور شاہی بھی دے دی تو داؤدؑ بادشاہ ہو گئے ایک ملک کے اور بیٹا جو پیدا ہوا وہ حضرت سلیمانؑ تو تیار ملک حضرت سلیمانؑ کو مل گیا اور حضرت سلیمانؑ بھی بادشاہ ہو گئے۔ کبھی کبھی اللہ اپنے دین کی نصرت کرنے پر کسی ایک کے مرنے پر حق کی فتح کا دار و مدار ہوا کرتا ہے یہ ہے انبیاءؑ کی سیرت میں تو اگر وارث کو تلاش کرنا ہے تو یہ بہت آسان ہے کہ جالوت ایک کافر ہے بڑا سا لشکر لے کر آیا ہے لشکر اس کے بل بوتے پر آیا ہے نبی پریشان ہے اس بہادر کو دیکھ کر کہ اس کو کیسے مارا جائے وہ اعلان کرتا ہے کون اس کے مقابل جائے گا یعنی جناب طالوتؑ نبی ہیں جالوت کے مقابلے پر چلے جائیے، یعنی حکم الہی یہ نہیں ہے

ہی ہوں یہ جو تین بار علیؑ نے کہا اس کے لیے میں ہوں جب تیسری بار رسولؐ کہہ چکے کون جائے گا تب حضرت عمر بن خطابؓ کی آواز آئی یا رسول اللہؐ آپ کس کے مقابل ہم لوگوں کو بھیجنا چاہتے ہیں۔ ارے یہ بہت بہادر ہے اتنا بہادر ہے کہ ایک بار ہمارے قافلے میں ساتھ چل رہا تھا، راستے میں ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا تو سب ڈر گئے تنہا اس نے ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا تو اس کی سپر لڑتے لڑتے گر گئی تو اس نے ایک ہاتھ سے اونٹ کا بچہ اٹھالیا اور اس کو سپر بنا لیا، اتنا تو بہادر ہے یہ ایک ہاتھ سے اونٹ کا بچہ اٹھا لیتا ہے اس کے مقابلہ کون جائے اور علیؑ کیا کہہ رہے ہیں انا لہو ادھر تعریف ہو رہی ہے کفر کی ادھر علیؑ کہہ رہے ہیں میں اس کے لیے ہوں اب سمجھے آپ کہ اعلان کیا ہوتا ہے کہ کون جائے وہاں طالوتؑ نے اعلان کیا یہاں آخری نبیؑ نے اعلان کیا وہاں جالوت بھی سارے کفر کو سمیٹے آیا تھا یہاں عمر ابن عبدودؓ سارے کفر کو سمیٹے آیا تھا بھی تو نبیؑ نے کل کفر یعنی کل کفر ایک آدمی میں جمع ہو گیا تو نبیؑ نے پورے دو عالم کا ایمان سمیٹا اور سمیٹ کر مختصر کیا کہا کل ایمان ہے۔ یہ کل ایمان ہے، وہ کل کفر ہے یہ کل ایمان آج کل ایمان کل کفر کے مقابل جا رہا ہے، علیؑ نے جا کے اسے قتل کر دیا جو یہاں داؤدؑ نے جالوت کا حشر کیا، وہی علیؑ نے اس کا حشر کیا چند لمحے لگے سر کاٹنے میں، سر کاٹا تو کوئی لڑائی بھی نہیں ہوئی لشکر بھاگ گیا آیا ہی اس کے بل بوتے پر تھا تو نبی کا وارث کون ہوگا ارے بھئی داؤدؑ کا وارث کون بنے ابھی تو سلیمانؑ بن رہے ہیں آخر میں کون وارث بنے گا، داؤدؑ اور سلیمانؑ کا جس کے پاس داؤدؑ جیسی شاہی ہو داؤدؑ جیسی شجاعت ہو سلیمانؑ جیسا ملک ہو وہ داؤدؑ کا بھی وارث اور سلیمانؑ کا بھی وارث ایک عرب کی حکومت لے لی تو کیا آپ انبیاءؑ کے وارث بن جائیں گے، اگر ایک ایک ملک پہ انبیاءؑ کا وارث بنتا ہے تو اس وقت چھیالیس سلامی ممالک ہیں یہ



سب کہیں ہم انبیاء کے وارث علیؑ کے پاس تو اس وقت کوئی ملک نہیں ہے زمین تو نہیں ہے لیکن علیؑ انبیاء کے وارث ہیں اس لیے کہ انبیاء کے پاس صرف زمین نہیں ہوتی انبیاء کہیں ہوں حکومت کرتے ہیں ارے ان کی حکومت یہی کیا کم ہے کہ سارے مسلمانوں کو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا اقرار کرنا پڑتا ہے ورنہ دین سے خارج یہ ان کی ڈکٹیٹر شپ (dictatorship) ہے اور کیا ہے یہ اپنے کو منوالیتے ہیں تو جب ایک لاکھ چوبیس ہزار مل کر آپ سے اپنے آپ کو منوا رہے ہیں تو ایک لاکھ چوبیس ہزار کا وارث اپنے کو اکیلے منوا رہا ہے ارے انبیاء کو بھی اس طرح نہ مانا جس طرح علیؑ کو مانا مجبوری یہ آگئی چاہے چوتھا مانو یا پہلا، ماننا پڑے گا بس جناب حضرت داؤدؑ کو حکومت کی چار کتابوں میں ایک کتاب حضرت داؤدؑ کو ملی یعنی زبور۔ موسیٰؑ پر توریت اتری داؤدؑ پر زبور حضرت عیسیٰؑ پر انجیل ہمارے سرکار دو عالم پر قرآن اب اتفاق سے زبور اور توریت سب انجیل میں شامل ہو گئیں زیادہ موٹی موٹی کتابیں نہیں تھیں چھوٹی چھوٹی مختصری کتابیں تھیں۔ توریت بھی مختصری کتاب تھی، زبور بھی مختصر وہ سب انجیل میں شامل ہیں انجیل پڑھ لیجئے اب اس کا نام انگریزوں نے تفسیر کر کے بائبل رکھ دیا کافی اس میں چینجز (changes) کر دیں بدل دیا کتاب کو اپنے مطلب کے اعتبار سے لیکن بہر حال اصل کتاب توریت، اصل زبور، اصل انجیل اور اصل قرآن وارث کے پاس ہے جو وارث ہو چاروں کتابوں کا اس میں پریشانی کیا ہے بھی دیکھئے قرآن اصل اور نقل کی کوئی بات نہیں ہے لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ شیعوں کا بارہواں امام اصل قرآن لے کر چلا گیا۔ اصل کے معنی ہی نہیں معلوم آپ کو ارے اصل اور نقل میں فرق تھوڑی ہوتا ہے اصل تو اصل ہے نقل تو نقل ہے بس یہ فرق ہوتا ہے بھی آپ کے پاس جو قرآن ہے یہ وہی ہے جو حضورؐ پر اترا تھا یہ وہ ہے جو



تاج کمپنی کا چھاپا ہوا ہے کاغذ کہاں کا ہے کتابت کس کی ہے کہیں کی بھی ہو کسی نہ کسی پریس میں چھپا ہو گا یا ہاتھ کا لکھا ہوا ہو گا تو یہ کسی قرآن سے نقل ہوا ہے نا تو جس سے نقل ہے وہ اصل ہے یعنی اصل تو کسی کے پاس بھی نہیں ہے کوئی عالم اسلام میں عرب میں عراق میں شام میں کوئی اسلامی ملک یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اصلی والا نسخہ ہمارے پاس ہے میوزیم (museum) میں جو رکھے ہیں وہ بھی اصلی نہیں ہیں سب نقلی ہیں تو اصل جس سے نقل ہوئے یہ قرآن وہ علیؑ کے پاس تھا اس لیے کہ وہ وارث نبی ہیں تو اب وہ قرآن کہاں چلے گا وارث کے پاس حسنؑ کے پاس حسینؑ کے پاس اصل والا ادھر چل رہا ہے نقلی ادھر چل رہا ہے نقلی کا کمال یہ ہے کہ نقلی کئی لاکھ ہو سکتے ہیں اصلی ایک ہی ہوتا ہے یہ ہے اصل اور نقل میں فرق۔ فرق کوئی نہیں ہے فرق ایک ہی ہے اصل اور نقل کا بس فرق کوئی بھی نہیں ہے وہی لفظ وہی آیات وہی سورے سب کچھ وہی کوئی فرق نہیں ہے گھٹا دیا، بڑھا دیا سب بے کار باتیں ہیں گپیں ہیں ایسے ہی فضول باتیں ہیں چوہا نے والی جلانے والی، تپانے والی، تپانے پر آئے تو ایسے ایسے جملے کہیں کہ دن میں ستر بار سب خاک ہوں ہم سے اچھے جملے کوئی بول نہیں سکتا تپائے بھی اُسے جس میں تپنے کی حس بھی ہو تو وہ جو بے حس ہو گا نہ تو تپے گا وہ نہ خوش ہو گا مسئلہ یہ ہے کہ جلنے والوں کو جلنا بھی نہیں آتا یہ جلنا بھی کوئی جلنا ہے کہ رہ گئے دھواں ہو کر، دھواں فضا میں بکھر گیا لیجئے ختم ارے بھی لکڑی کے بعد انگارہ بنتے چنگاری بنتے شعلہ بنتے تو بات تھی کہ ہم دیکھتے کہ جل کے جو شعلہ روشن ہو رہا ہے دھواں دھواں تو جلنے والے اگر دھواں ہو گئے تو ہمیں کیا مزہ آیا اور پھر ایک بات اور بھی ہے کہ زہریلی بات کا جواب ضروری نہیں ہے کہ جملے سے ہی دیا جائے اس کا ایک طریقہ اور بھی ہے ابھی یگانہ کا شعر پڑھا تھا پھر پڑھ رہا ہوں، یگانہ کا شعر کہ زہریلی



بات کا جواب کیسے دیا جاتا ہے:

جواب اہلِ حسد زہرِ خندِ مردانہ
حسد کرنے والوں کے جواب میں صرف ایک ہنسی کافی ہے خدا کی قسم ہمارے
سامعین کے فضائلِ علیؑ پر مسکراہٹ یہ جواب ہے آپ اب پورا شعر سنئے دوسرا
مصرع نہیں سنایا تھا:

جواب اہلِ حسد زہرِ خندِ مردانہ
ہنسی میں بھی مردانہ پن۔

جواب اہلِ حسد زہرِ خندِ مردانہ
ہنسی ہنسی میں ان موزیوں کو ڈستا جا

ہنسی ہنسی میں ان موزیوں کو ڈسا جاسکتا ہے، اصطلاحیں زہر، ڈسنا، موزی
تینوں چیزیں ایک ہی کا نام ہے موزی بھی اُسی کو کہتے ہیں آپ دیکھئے کیا صنعت
ہے شعر میں کیسی، صنعت ہے یہ تو مجلسِ خود ہی دشمنی اہلِ بیتؑ کا جواب ہیں، نہ
کسی کتاب کی ضرورت ہے، نہ کسی پمفلٹ کے جواب کی ضرورت ہے، بس
جہاں مجلس ہو، آپ پہنچ جائیے یہی جواب ہے۔ کوشش یہ کیجئے جہاں مجلس ہو پہنچ
جائیے محفلِ سخی بس جواب ہے یہ اہلِ حسد کو کہ اے حسد کرنے والو! آلِ محمدؐ سے
جلنے والو! ایک محفلِ ایسی سجادہ اور ایسے فضائل کسی کے بیان کرو فضائل ہوں گے
جب ہی تو بیان ہوں گے نا دشمنِ اہلِ بیتؑ کے کیا فضائل، فضائلِ انبیاءؑ کے ہوتے
ہیں۔ فضائلِ وارثانِ انبیاءؑ کے ہوتے ہیں بس اس کے علاوہ کسی کے فضائل نہیں
ہوتے صفات میں قدرت نے انہیں کائنات سے افضل قرار دیا اور انسانوں پہ
واجب کر دیا کہ جب تک جینا ان کی تعریف کرنا، میری تعریف کے بعد اگر کسی کی
تعریف ہوگی تو ان کی ہوگی تو جناب چاروں کتابوں میں خوب دل کھول کر اپنے

انبیاء کی اللہ نے تعریف کی، توریت میں زبور میں انجیل میں، قرآن میں اور قرآن تو آخری کتاب تھی تو اس کے بعد نبی بھی نہیں آنے والا تھا تو جتنے نبی گزر چکے تھے سب کی تعریفوں میں سورے اتار دیئے جگہ جگہ حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کا قرآن میں ذکر ہے، اللہ فرماتا ہے کہ ہم سے سلیمانؑ نے کہا کہ ہم کو ملک عظیم دے دے، ہم نے دے دیا بادشاہی تھی حکومت تھی، بادشاہ بنے تھے اس پر بھی یہ چاہا کہ ایک ملک عظیم دے دیں تو یہ مطلب نہیں ہے کہ جو ملک میرے پاس ہے اس کی وسعتیں بڑھا دیں میں دنیا میں قتل عام کرتا پھروں زمینیں چھینتا پھروں، نہیں بلکہ ملک عظیم عظیم کے معنی یہ ہیں ایسا ملک دے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے، یہ بھی وعدہ لے لیا اللہ سے کہ میرے بعد پھر کسی کو نہ ملے تو کیا چاہتے ہو کہا جو تیری بنائی چیزیں ہیں ان سب کا حاکم میں بن جاؤں یعنی زمین تیری ہے اس کا حاکم میں بن جاؤں ہوا تیری ہے اس کا حاکم میں بن جاؤں پانی تیرا ہے اس کا حاکم میں بن جاؤں آگ تیری ہے اس کا حاکم میں بن جاؤں، مٹی تیری ہے اس کا حاکم میں بن جاؤں، جانور تیرے ہیں ان کا حاکم میں بن جاؤں، پرندے تیرے بنائے ہوئے ہیں ان کا حاکم میں بن جاؤں، حشرات الارض پر میں حاکم بن جاؤں تو جناب بھیڑیں تو چرا سکتے تھے انبیاء جانوروں پر پہلی بار سلیمانؑ کو حکومت ملی اب حکومت کریں کیسے دیکھئے حکومت کرنے میں ایک مسئلہ ہے انسانوں پر تو سب کر لیتے ہیں حکومت کیوں کر لیتے ہیں اس لیے کہ انسان انسان کی زبان جانتا ہے اب شیر پر کہا جائے آپ سے کہ جاؤ کئی لاکھ شیر جنگل میں ہیں اس کا بادشاہ تمہیں بنا دیا گیا ہے تو آپ کیا کریں گے زیادہ سے زیادہ گولیوں سے شیروں کو مار دیں گے جب وہ آپ کے اوپر حملہ کریں گے تو یہ حکومت تو نہ ہوئی یہ تو بے انصافی ہوئی تو حاکم وہ بنے شیر کا جو شیر کی زبان جانتا ہو



تو بھی حکومت کے لیے زبان جاننا ضروری ہے تو سلیمانؑ نے کہا حاکم بناسب پر
 تو اللہ نے کہا ہم تمہیں جانوروں اور پرندوں کی بولیاں سیکھائیں گے، قرآن میں
 کہا بھی جیسی تو حاکم بنیں گے ابھی ان کو کیا پتہ کہ چڑیا نے اُن کو کیا کہہ دیا طوطے
 نے کیا کہہ دیا کوئے نے کیا کہہ دیا مرغیا کیا کہہ کے چلا گیا، ارے حکومت کرنے
 کے لیے بولیاں سمجھیں کون کیا بول رہا ہے اور ان کو جواب بھی دے سکیں، اچھا
 میں مثال دے دوں نا آپ کو، گھبرا رہے ہوں گے کہ آپ کے گھر میں چڑیا
 چڑے آتے ہیں بیٹھ جاتے ہیں گھونسے لگا لیتے ہیں پیڑوں میں درختوں میں
 چھتوں میں چھوٹی سی چڑیا ہوتی ہے گوریا اس کا جوڑ ہوتا ہے اسے کیا کہتے ہیں چڑا
 چھوٹا سا پرندہ ہے، اُڑتے پھرتے ہیں اور وہ سلیمانؑ کے محل میں چڑیا اور چڑا پتہ
 نہیں لڑائی ہوگئی چڑیا اور چڑے میں، چڑیا جو تھی وہ جل کے کہنے لگی بس جاؤ میں تم
 سے بات نہیں کرتی، چڑے نے کہا تم راضی نہ ہوئیں میری بات پر تو میں سلیمانؑ کا
 پورا محل اُلٹ دوں گا، اچھا اب یہ جو چڑیا اور چڑے میں بات ہوئی اگر یہ سلیمانؑ
 نہ جانیں بولی چڑیا چڑے کی تو سلیمانؑ کو کیسے پتہ چلتا، یہ ہے حکومت یہ ہے جناب
 حکومت سلیمانؑ کی انہوں نے سن لیا چڑے کو بلایا، کہا کیا بات کرتا ہے تو یعنی تو میرا
 محل اُلٹ دے گا، اگر تیری جو رو ناراض ہوگئی، چڑے نے کہا حضرت سلیمانؑ
 آپ کیسی بات کرتے ہیں، ایک تو کسی کے گھریلو مسائل میں آپ کو بولنا نہیں
 چاہیے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے ہماری پرائیویٹ (private) بات
 سنی کیوں؟ اور تیسری بات یہ ہے کہ کبھی کبھی ناراض بیوی کو منانے کے لیے کوئی
 نہ کوئی دعویٰ کیا جاتا ہے تو آپ تو ہماری ساری دنیا ہی اُجاڑ رہے ہیں، ہم نے تو
 ایسے ہی کہہ دیا تا کہ وہ ڈرانے دھمکانے میں بیوی آجائے تو کبھی کبھی بیویوں کو
 ڈرا دھمکا کے کہا جاتا ہے کہ گھر میں بیٹھو ورنہ یہ ہو جائے گا، یہ ہو جائے گا، سمجھ



آپ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک بوڑھی عورت آئی۔ کہنے لگی کچھ پتہ بھی ہے بادشاہ بنے بیٹھے ہو میرا ہاتھ ٹوٹ گیا، کہا کیسے کہا ہوانے میرا ہاتھ توڑ دیا میں گھر سے نکلی تیز ہوا آئی، میں بوڑھی ہوا کا کیا مقابلہ کرتی، میں گر گئی کہنی سے ہاتھ ٹوٹ گیا میں ہوا کی شکایت کرنے آئی ہوں، ہوا کو بلایا بھی اس بڑھیا کا ہاتھ کیوں توڑا ہوا کہنے لگی اللہ نے حکم دیا تھا کہ تیز ادھر جاؤ بادلوں کو لے کے بڑھیا راستے میں آگئی میں کیا کروں، مسئلے حل ہو رہے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا، آپ کے یہ ہے حکومت مختصر سنا دیا میں نے آپ کو اگر میں یہی قصے سنانے لگوں چڑیا چڑے کے، پوری مجلس اسی پر ختم، تو پڑھنے دیجئے لطیفے سناؤں کیا یہ قصص الانبیاء ہیں دو مثالیں دے دیں کافی ہیں ایسی تو ہزاروں مثالیں ہیں سلیمانؑ کی اب بس یہ سن لیجئے انہوں نے کہا بھی ہوا پر میری حکومت ہو جائے کہا اچھا تین میل ایک تخت ہو فرمائش ہے حضرت سلیمانؑ کی تین میل لمبا تخت ہو تین میل لمبا چوڑا ہو اور اس پہ میرا تخت رکھا ہوا اور میں تاج لگائے بیٹھا ہوں خوب صورت آدمی تھے حضرت سلیمانؑ سنہرا تاج زلفیں ادھر سے نکلی ہوئیں تاج میں سے زریں قبا تخت پہ بیٹھتے تاج لگا کے اور چاروں طرف سارے جانور شیر، ہاتھی، گینڈا، بلی سب ایک طرف سارے جنات، آخر میں دیو بیٹھتے، پوری کائنات پر حکومت مانگی ہے یعنی جتنی تیری اشیاء ہیں سب کا حاکم میں بنوں ملکِ عظیم اچھا اللہ نے کہا لے لو اور پرندے اب جب تخت اُڑے گا ہوا پہ تو سارے پرندے پروں سے پر جوڑے ہوئے تخت پہ سایہ کرتے ہوئے اُڑیں گے، کئی لاکھ پرندے پروں سے پر جوڑے ہوئے تخت پر سایہ کئے ہوئے یعنی سلیمانؑ پر شامیانہ لگا ہوا ہے پرندوں کا جانور بھی حاضر، دیو بھی حاضر، عنقریب بھی حاضر، جنات بھی سارے اور ہوا پہ تخت اور جب چاہوں میں اُڑاؤں اور جب چاہوں روک لوں کہا ایسے ہی ہوگا، کبھی فلسطین میں

ہیں کبھی شام میں ہیں کبھی مصر میں ہیں کبھی عراق میں ہیں کبھی عرب میں ہیں ابھی یہاں تھے ابھی وہاں اب تخت اُڑ رہا ہے اور سب کچھ تخت پر ہے مقدمات کے فیصلے ہو رہے ہیں اور تخت پر ہی سارا مسئلہ بھی حل ہو رہا ہے یہ جو کچھ ابھی سنایا یہ سب کچھ ہے، سورہ نمل میں کون سے سورہ میں؟ سورہ نمل میں قرآن کے سورہ نمل میں اب اسی سورے میں اللہ کہتا ہے تخت چلا جا رہا تھا ہوا ہے سب موجود ایک بار حضرت سلیمانؑ پہ ذرا سی دھوپ آگئی روشنی جو آئی دھوپ جو آئی تو یوں دیکھا۔ دیکھا ایک جگہ خالی ہے تو فوراً وہیں سے آواز دی یہاں سے کون ہٹا آواز آئی جواب ملا ہد کہاں گیا اب نبی جلال میں آ گیا کہا بغیر اجازت نبی صحابی ہٹا کیسے جگہ سے اور اگر اب ہٹا ہے تو سزا بھی سن لے، قرآن کہتا ہے کہ ایک بار حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ جہاں بھی گیا ہے ابھی جب آئے گا میں اس کی گردن مروڑ دوں گا اس کو میں قتل کر دوں گا میں اسے ذبح کر دوں گا، ذبح میں کتنی دیر لگے گی گردن پکڑی گردن ادھر بدن ادھر نبی ہے حاکم ہے گیا کیوں ہٹا کیوں بغیر اجازت یعنی جس کا ملک عظیم ہوتا ہے اس کے اذن کے بغیر رعایا کا کوئی بندہ نہیں ہٹ سکتا، جب تک حاکم سے اجازت نہ لے لے راوی نے کہا علیؑ آپ کی حکومت کہاں کہاں ہے کہا کچھ فرشتے پانی پر ہیں کچھ ہوا پر ہیں کچھ آگ پر ہیں ہر فرشتہ اپنا اپنا کام کر رہا ہے اگر بال برابر بھی اپنی جگہ چھوڑ دے بغیر اجازت لیے مجھ سے تو جہنم میں پھینک دوں اچھا تو آپ کیا علیؑ پر اعتراض کریں گے پہلے حضرت سلیمانؑ پر اعتراض کر لیجئے پھر علیؑ پر اعتراض کیجئے گا ان کے پاس بھی ملک عظیم ان کے پاس بھی ملک عظیم ارے ملک کا وارث کوئی تو ہو گا کوئی تو وارث ہے آپ کہیں گے ہم تو نہیں دیکھ رہے ہیں ملک عظیم تو وارث بھی کہیں چھپا ہوا ہے اور ملک عظیم بھی کہیں چھپا ہوا ہے، جب وارث آئے گا تو ملک عظیم بھی سامنے آ جائے گا،



درندے بھی آئیں گے پرندے بھی آئیں گے جن بھی آئیں گے ملائکہ بھی آئیں گے پھر دربار دیکھ لینا وارث کا، دیکھا ہے ایسا تھوڑی کہ قرآن میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ ہم دیکھ ہی نہیں پائیں گے، ارے جو جو ہو چکا ہے وہی وہی دہرایا جائے گا جب انبیاء کا وارث آئے گا تا کہ ہم بھی تو اپنی آنکھ سے دیکھ سکیں کہ اللہ کا ملک یہ کیسے چل رہا تھا ہمیں دکھایا جائے گا کہاں گیا یہ وہ بڑا چالاک تھوڑی دیر میں آ کے تخت کے بالکل قریب جہاں سلیمان بیٹھے ہیں ڈرا ہی نہیں آ کے وہیں بیٹھ گیا قریب میں، کہاں تھا، کہاں نبی اللہ بس دل چاہا کہ آپ کے ملک کی وسعتوں کو دیکھوں دیکھنے بات میں لگا لینا یہ کام ہے صحابی کا نبی کو بات میں لگا لے یعنی کوئی بھی نبی ہو پوچھے کہاں تھے، کہاں پہاڑ پہ گئے تھے کیوں پہاڑ پہ کیوں گئے کیا کرتے ہم نے سنا نبی مارا گیا اب بات سے بات نکل رہی ہے اتنی دیر میں کیوں آئے کہا ہم نے ان کا انتظار کیا تم کیوں دیر میں آئے انہوں نے کہا ہم نے ان کا انتظار کیا کہا تو سب نے ایک دوسرے کا انتظار کیوں کیا کہا اس لیے کہ اگر اکیلے آتے تو سب کا غصہ ایک پر اتر جاتا تو ہم لوگوں نے چاہا کہ تین حصوں میں آپ کا غصہ ڈیو انڈ (Divide) ہو جائے۔ ہد ہد نے کہا آپ کی سلطنت کی وسعتوں کو دیکھنے نکلا اب نبی خوش ہو گیا پرندہ ہے بھی اڑ کے آیا ہو گا سر حدیں بتائے گا کہا تو کیا دیکھا کہا آپ کی سرحد دیکھتے دیکھتے میں دوسرے ملک میں نکل گیا ہائے ہائے قیامت ہو گئی کیا کوئی ایسا بھی ملک ہے جو میری سرحد کے علاوہ بھی ہے سلیمانؑ یہ سمجھ رہے تھے کہ سارے ملک میرے ملک عظیم میں ہیں ایک چھوٹا سا پرندہ عجیب خبر لایا کیا دیکھا، کہا عجیب ملک دیکھا کیا دیکھا کہا اڑتے اڑتے میں دوسرے ملک کی سلطنت میں چلا گیا اب تو سلیمان حیران اور پریشان کہا وہاں کیا دیکھا، بڑا امن و سکون سلیمان جھنجھلا رہے ہیں، کہا اس ملک میں مگر آلی محمدؐ کا

اطمینان دیکھائیے مُلکِ عظیم اور ہے جو نکلتا ہے نکل جائے سورہ رحمن میں اہل بیت کے مُلکِ عظیم کا اعلان اللہ نے کیا اگر تم ہم کو نہیں مانتے تو ہمارے مُلک کی حدوں سے نکل کر دکھاؤ، بہت بڑی بات کہہ دی سورہ رحمن میں اہل بیت کے مُلک سے کوئی باہر نکل نہیں سکتا، اس لیے کہ اس کے باہر کوئی حد ہی نہیں ہے اور سلیمان کا مُلک پہلو میں یمن مُلکِ سبا، سبا بھی قرآن کا ایک سورہ ہے سورہ سبا، سبا مُلک ہے، یمن کا پرانا نام ہے کہا کیا دیکھا کہا ہم نے یہ دیکھا پورا مُلک سورج کی پوجا کرتا ہے جب سورج نکلتا ہے تو سارا مُلک سجدہ کرتا ہے سورج کو سب آفتاب پرست ہیں اور اے نبی اللہ حضرت سلیمانؑ اس پورے مُلک پر حکومت ایک عورت کرتی ہے اب سلیمانؑ سب بھول گئے کہا گیا تھا کہ سزا دوں گا، گردن کاٹ دوں گا! دیکھئے کیسا باتوں میں لگایا، اب تو وہ چاہتا بس سلیمانؑ کھو جائیں اب آگے بڑھا کیا دیکھا کہا کیا بتائیں نبی اللہ اتنی خوبصورت عورت ہم نے نہیں دیکھی اس مُلکِ سبا کی ملکہ کا نام ہے بلقیس، یا نبی اللہ اس کے پاس بھی ایک تخت ہے، بس اب تو قیامت ہو گئی مُلک بھی ہے رعایا اس کی بھی ہے، ملکہ حسین ہے، یہ سب سورہ نمل اور سب آفتاب پرست۔ تو اس نے کہا بلقیس سلیمانؑ تڑپ گئے کہا پھر ابھی خط لکھو، اب ہد ہد نے آرام سے سانس لی دوسری طرف کا تب آیا کہا خط لکھو اب آپ دیکھئے گا قرآن میں کتنے سورے ہیں ایک سو چودہ، ہر سورے پر لکھا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک سورہ پر نہیں ہے سورہ توبہ پر نہیں لکھا کیوں اس لیے کہ منافقوں پر عذاب کا اعلان ہوا تو کہا اب یہاں پر رحم و کرم نہیں ہے اللہ کا اس لیے اس سورہ کے اوپر بسم اللہ نہیں پڑھا جاتا یعنی جب لعنت کرنی ہوتی ہے اللہ کو تو بسم اللہ نہیں کہتا لعنت کرنے کے لیے بسم اللہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے ڈائریکٹ (direct) یعنی لعنت خود ہی بسم اللہ کا کام کرتی ہے لیکن اللہ یہ چاہتا



تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن میں ہو ایک سو چودہ ایک کم ہو جائے تو تیرہ کا لفظ ایک سو تیرہ ہو جائیں، اللہ کو چودہ پسند ہیں اس لیے ایک سو چودہ بسم اللہ ہوں تو ادھر نہیں رکھا سورہ توبہ میں سورہ نمل میں دو بار بسم اللہ جب سورہ شروع ہوا تو بسم اللہ الرحمن الرحیم اب سلیمانؑ نے کاتب کو بلایا بلقیس کو خط لکھا سلیمانؑ نے خط بولنا شروع کیا تو کہا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم اس سورہ میں دو بار بسم اللہ اس لیے کہ سلیمانؑ کا خط اس میں ہے تو یہاں بھی بسم اللہ سے شروع ہوا اور لکھو کہ یہ خط ہے اللہ کے نبی کا ملکہ سبا بلقیس کے نام اور کفر کو چھوڑ دے اور جلدی سے ایمان لا ورنہ ہم تیرے ملک کو تباہ اور برباد کر دیں گے تہس نہس کر دیں گے، جلدی سے کلمہ پڑھ اور ہماری اطاعت کو قبول کر ہر بد نے خط لیا چونچ میں دبایا اڑا چل دیا، سب بھول گئے نبی اللہ خط لے کر پیغام بر بن کر چل دیا، اب بلقیس اپنے تخت پر بیٹھیں تھیں، اس نے وہیں جا کے خط بلقیس کے سامنے گرایا سب قرآن ہے، یہ سورہ نمل خط بلقیس کے سامنے گرا، خط بلقیس نے اٹھایا پڑھا پڑھ کر اپنے درباریوں سے کہا بھئی کیا رائے ہے تم لوگوں کی وہ تو لشکر لے کر آ رہا ہے ہمیں تباہ کر دے گا بڑا بادشاہ ہے، کہا مقابلہ کیجئے کہا نہیں پہلے ہم اس کا امتحان لیں گے کہ یہ نبی ہے بھی یا نہیں یہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا نہیں اگر یہ سچا ہے تو سچوں کا مقابلہ کبھی نہیں کرنا چاہئے یہ کافر بھی جانتے ہیں مگر مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ سچوں کے مقابل نہیں جاتے جو مباہلے میں آ گئے صادقین کافر بھی بھاگ گئے کہ ان کے مقابل کون آئے سچوں کے مقابل جو آتا ہے وہ جھوٹا بن جاتا ہے چاہے وہ فداک ہو یا جمل ہو سچے سچے ہیں کہا ہم امتحان کریں گے ہم چودہ سوال کرتے ہیں اور چودہ تحفے بھیجتے ہیں، تحفوں کو پہچان لے اور سوالوں کے جواب دے دے ایک موتی بھیج دیا بغیر سوراخ کا مثلاً سب چیزیں کون گنوائے تقریر اپنے آخری مرحلوں میں

داخل ہو رہی ہے کہا اس میں سوراخ کر کے دکھائیے مگر کسی اوزار سے نہ ہونہ اس میں ہتھوڑی لگے نہ سوئی نہ چھنی اور سوراخ ہو جائے ایک چھڑی بھیج دی دونوں طرف سے برابر کہا بتائیے اس کا اوپری حصہ کیا ہے اس کا نچلا حصہ کیا ہے یہ تو ختے بھیج دیئے ختے ہو گئے پہلی بھی ہو گئی، بتائیے کیا ہے اور کچھ چیزیں طلب کر لیں طلب جو چیزیں کی تھیں اس میں سے ایک آدھ بتادوں کہا ایسا پانی بھیجے جو نہ آسمان سے برسا ہونہ زمین سے نکلا ہو اور یہ تین چیزوں کا جواب بتاؤ تاکہ آگے میں بڑھ جاؤں اگر پورا یہی پڑھنے لگا تو موضوع رک جائے گا حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ چھڑی جو ہے بلقیس کی بھیجی اس کو اوپر پھینکوا یہ ہے سائنس کا ایک فارمولہ یاد ہے بچوں نے پڑھا ہوگا کون بیٹھا تھا اس نے سیب گرتے دیکھا، نیوٹن جنہیں معلوم تھا یا نہیں معلوم ہو گیا تو جو زنی چیز ہے وہ کدھر گرتی ہے زمین کی طرف گرتی ہے جی ذرا شہر یار کی قابلیت کو دیکھئے شہر یار پورے شہر کے یار آپ صرف چار یار کہتے ہیں یہ شہر یار اتنا بڑا یار کہاں ملے گا آپ کو چار یار ہی پر بات رک گئی، لاکھوں کے یار یعنی جو عزا دار اس کے یار اور ان کا یار ہے اسی کی تو دوستی ہے نا کہا چھڑی کو پھینکوا جس بل گرے وہ ہے بھاری حصہ ہلکا حصہ اوپر رہے گا بھاری حصہ ادھر ہوتا ہے جدھر سے چھڑی کو پکڑا جاتا ہے جدھر سے گری تھی کہا یہ ہے اوپر کا حصہ اس پہ نشان لگا دو بلقیس کو بھیج دو کہا سرکار یہ موتی تو حکومت تو حشرات الارض پہ تھی وہ کیڑا جو درخت میں ادھر سے گھستا تو ادھر سے نکل جاتا تھا کہا جلدی آ موتی میں ادھر سے ادھر سے نکل جا اور اس میں رہنا تاکہ بلقیس کو پتہ چلے لو ہا نہیں لگا تو نے کیا ہے سوراخ بھی دو بتا دیئے ہم نے اگر اس طرح چودہ بتاتے تو مجلس ختم ہو جاتی پھر پڑھیں گے مجالسین تو ابھی ہیں نا تفصیل پڑھ سکتے ہیں کسی مجلس میں، ایسا پانی بھیجو جو نہ آسمان سے برسا ہونہ زمین سے نکلا ہو، سات

ہزار گھوڑے تھے حضرت سلیمانؑ کے پاس جن کا حال ابھی آخر میں سنائیں گے کہا ان کو دوڑاؤ تیز دوڑاؤ گھوڑا جب دوڑتا ہے تو اسے پسینہ آتا ہے کہا تیز دوڑاؤ کے لئے جاؤ تیز دوڑاؤ کرواپس لاؤ جب اصطبل میں آجائیں تو جو سب کا پسینہ ٹپک رہا ہو شیشے کے برتن میں لیتے جاؤ یہاں تک کہ پسینے ایک جگہ بھر گئے، کہا بلقیس سے کہنا یہ پانی نہ آسمان سے برسا ہے نہ زمین سے نکلا ہے یہ گھوڑوں کا پسینہ ہے، تو یہ ایک بادشاہ اور ملکہ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ سلیمانؑ نے کہا بھائی یہ تمہارے تحفے یہ جوابات اور بس اب سنو اب ہم انتظار نہیں کر سکتے اب کوئی پیغام نہیں بلکہ پورا دربار لگا لیا طلب کر لیا سب کو دربار کا اندازہ ہے ناکون کون ہے دیو، جن، عفریت یہ سب قرآن بول رہا ہے عفریت بھی ہیں جن بھی ہیں سب درباری بھی ہیں جانور بھی ہیں پرندے بھی ہیں اور ایک بار آواز دی تم میں کون ہے جو جلدی سے جائے اور بلقیس کا تخت یہاں لے آئے میرے سامنے ابھی ابھی پورا تخت اٹھائے اور یہاں میرے تخت کے سامنے رکھ دے بلقیس تو وہاں سے چل ہی چکی اطلاع مل گئی سلیمانؑ کو آ رہی ہیں کلمہ پڑھیں گی آ رہی ہیں چل دیں انہوں نے کہا بھی چلے گی تو کب آئے گی اب سلیمانؑ کو یہ اندازہ نہیں ہو رہا کہ میرا تخت تو اڑتا ہے بلقیس کا تھوڑا ہی اڑتا ہوگا، لیکن بے قراری یہ ہے کہ راستہ جو ہے ٹائم اور سپیس (time and space) جب سائنس دان حل کر سکتے ہیں تو نبی کو کیوں نہیں بے قراری ہوگی کہ یہ وقت جو ہے جلدی سے مختصر ہو جائے، اور یہ جو سپیس (space) ہے اتنا سمٹ جائے اب نبی یہ چاہتا ہے کہ سپیس اور ٹائم کا بھی میں حاکم ہوں اگر دو دن میں آنے والی ہیں تو دو لمحے میں آئیں ٹائم بھی سمٹے فاصلہ بھی سمٹے تو آواز دی کون ہے جو بلقیس کے تخت کو جلدی لائے تو دیو آگے بڑھے ہاتھ جوڑ کے سرکار ہم لاتے ہیں کہا کیسے لاؤ گے کہا



کاندھے پر اٹھا کر لائیں گے اڑتے ہوئے آئے گا کہا کتنی دیر میں لاؤ گے کہا بس آپ کا دربار برخواست ہونے والا ہو گا کہ ہم لے آئیں گے دربار تو صبح سے لگتا ہے شام تک رہتا ہے کہا یہ پورا دن لگاؤ گے تم لانے میں ہٹ جاؤ۔ جنات بولے ہم لائیں کتنی دیر میں کہا بس لے آئیں گے چار پانچ گھنٹے میں اتنی دیر میں کون ہے جو بلیقیس کا تخت جلدی سے لائے، اب درندے بھی چپ، پرندے بھی چپ جن بھی چپ دیو بھی چپ عفریت بھی چپ سب چپ پہلو میں سلیمانؑ کے ساتھ ایک جواہرات کی کرسی رکھی رہتی تھی تخت پہ اس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے اتنی خوبصورت کرسی کبھی بنی نہیں تھی، جس طرح تخت سلیمانؑ مشہور ہے اسی طرح کرسی سلیمانؑ بھی مشہور ہے اور جڑاؤ کرسی بھی قیمتی کرسی جب تخت پر سلیمانؑ نبی آتے تو اس کرسی پر بادشاہ کا وزیر اعظم بیٹھتا تھا وزیر اعظم کا نام تھا آصف بن برخیا اور حضرت سلیمانؑ کے سگے چچا زاد بھائی تھے جب دیو بھی بٹے جن بھی بٹے، درندے بھی سب ہٹ گئے ہار گئے کہ صاحب بار بار سلیمانؑ کہہ رہے ہیں کہ جلدی اٹھو کون لائے گا تو اب وزیر اعظم اٹھا پہلو میں آیا کہا ہم لائیں گے قرآن نے اس بولنے والے کا تعارف کروایا پہلے تو کہا عفریت بولے، جن بولے، دیو بولے ایک بار قرآن نے آواز دی وہ بولا نام بتایا قرآن نے نام نہیں بتایا، کیا بتایا؟ آیت کیا ہے؟ وہ بولا جس کے پاس کتاب کا ذرا سا علم تھا، بالکل ذرا سا علم رکھتا تھا وہ بولا ہم لائیں گے، سلیمانؑ نے کہا کتنی دیر میں کہا آپ کی پلک نہیں جھپکے گی میں لے آؤں گا حیرانی ہے کہ پلک نہیں جھپکے گی کہ میں لے آؤں گا پتہ ہے آپ کو کیا ہوا، ہمارے نبیؐ نے کہا کہ یہ تو دیر ہو گئی کہنے میں صرف کہا تھا کہ پلک نہیں جھپکے گی کہ لے آؤں گا، ارے سلیمانؑ کی پلک جھپک نہیں پائی تو اب جو دیکھا تخت پر بلیقیس تھیں، کون لایا بھائی چچا زاد بھائی لایا، کون لایا جو وزیر بنا

ہے، کون لایا جو کتاب کا ذرا سا علم رکھتا ہے، ذرا بھر علم رکھتا تھا کتاب کا، اب اُس وقت کتاب تھی، توریت تھی، زبور تھی دو کتابیں تھیں انہی دو میں سے کسی کا علم ذرا سا رکھتا ہوگا، ذرا سا علم جس کے پاس ہو پلک جھپکنے میں یمن سے بیت المقدس تک تخت کو پلک جھپکتے میں مع بلقیس کے لائے، آپ یہ غور ہی نہیں کر رہے ہیں بھی معجزہ تو نبی کے پاس ہوتا ہے نا، بھی یہ سلیمانؑ اعلان کیوں کر رہے ہیں کون لائے گا، دیو بول رہے ہیں، جن بول رہے ہیں تم لاؤ تم لاؤ ارے نبی آپ ہیں مُلکِ عظیم آپ کے پاس ہے، طاقت آپ کے پاس ہے، آپ خود اشارے سے منگوا لیجئے، کہا اہم وزیر ہوتا ہے آج بتانا یہ ہے کہ نبی کا وزیر ہوتا کیسا ہے، کیوں چاہتے ہیں آپ کہ وزیر کا تعارف ہو تو کیوں چاہا نبی نے کہ وزیر کا تعارف ہو اس لیے تعارف ہو کہ دنیا یہ دیکھے کہ وزیر ایسا ہوتا ہے، تو پھر نبی کیسا ہوگا، اب جملہ سنو کہ ہم جو یہ علیؑ کے فضائل اتنا پڑھتے ہیں، اس لیے پڑھتے ہیں کہ دنیا وزیر کو پہچانے کہ وزیر ایسا ہے تو سوچو نبی کیسا ہوگا، جب علیؑ ایسا ہے تو پھر نبی کیسا ہوگا اور سورہ رعد میں اللہ نے آواز دی کہ بس کافروں نے یہ کہا کافر یہ بولے کہ ہم محمدؐ کو مرسل نبی نہیں مانتے سارے کافروں نے کہا ہم محمدؐ کو مرسلین میں نہیں مانتے نہ مانو نہ مانو، کل کہیں ان کافروں سے اگر آپ کو مرسل نہیں مانتے تو کہہ دیجئے ان سے کہ رسالت میں دو گواہ کافی ہیں ایک اللہ خود ہے ایک وہ ہے جو پوری کتاب کا علم رکھتا ہے۔ سلیمانؑ کا وزیر کتاب کا ذرا سا علم رکھتا تھا ہمارے نبی کا وزیر پوری کتاب کا علم رکھتا ہے تو وہ پلک جھپکتے میں تخت لائے تو وہ جو پوری کتاب کا علم رکھتا ہے وہ کیا کرے پلک جھپکتے میں مدینے سے نا علیؑ پڑھتا ہوا پہنچ جائے رسولؐ کے پاس، اب یہ بھی دنیا دیکھ لے کہ نبی کے وزیر کا مرتبہ کیا ہوتا ہے نبی کے وزیر کا مرتبہ یہ ہے جہاں اللہ اپنا نام لکھتا ہے اپنے نام کے فوراً بعد وزیر کا نام لکھتا ہے



قرآن میں کہا لکھ دو گواہ ایک تو عالم کتاب اور ایک اللہ، اللہ اور عالم اللہ اور عالم اللہ میں ہوں میرے بعد عالم ہے، اے اللہ اپنے بعد علیؑ کا نام لکھ رہا ہے بیچ میں نبی کا نام نہیں ہے کہا اس کی تو گواہی ہم دونوں دے رہے ہیں اچھا جب یہ عدالت میں کیس چلتا ہے تو بھی کسی نے مقدمہ لڑا ہو تو بتائے اس سے جج نے کہا تو ہوگا کہ دو گواہ لائیے گا تو کیا کہا ہوگا کسی نے اگر کہا ہوگا کہ ایک گواہ تو وہ لے گیا ہو جناب کسی ریٹائرڈ جج (retired judge) کو اور دوسرا گواہ لے گیا ہو اپنے گھر کے نوکر کو بھی ایک جج صاحب ملے ہوں گے تو پھر ڈھونڈتا پھرے گا انہی کے اسٹیٹس (status) کا بیس بائیس گریڈ کا ہو جو کہے گا ایک تو ایسا گواہ ایک ایسا قبول نہیں ہے یعنی گواہ جب دو بلائے جاتے ہیں تو دو برابر کے ہوں نبوت کی گواہی ہے اے اللہ اپنا ساتھی ڈھونڈا بھی تو یہ بتاؤ بڑا ہے تو دوسرے گواہ کا مرتبہ کیا ہے اللہ نے کہا میں اعلیٰ ہوں یہ علیؑ ہے، کیا گواہی ہے قرآن میں تو جناب عالی تقریر یہاں تک پہنچی اس پورے واقعہ کو جو سنا دیا آپ کو یہ پورا واقعہ میں نے ایک نظم میں لکھا ہے اب وہ سناؤں گا اب بعد میں کوئی یہ نہ کہے شعر سمجھ میں نہیں آتے ایک سامع بھی یہ نہ بولے کہ شعر ہماری سمجھ میں نہیں آتے بڑا شور ہے پنجاب سے آرہے ہیں شاعری ہو رہی ہے یہ ہم بھی کر سکتے ہیں لیکن نثر بولنے سے ہمیں فرصت نہیں ہے مگر آج ہم آپ کو یہ بھی بتادیں کہ ہم یہ بھی کر سکتے ہیں بیچ بیچ میں شعر پڑھیں اور پھر تقریر کریں اور شعر پڑھیں کر سکتے ہیں ہم ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے پورے، پورے عشرے پڑھ سکتے ہیں، بہت سے تو ایسا کرتے ہیں کہ ایک ایک کر کے بھاگ جاتے ہیں اب جو شعر ہم نے اس پہ لکھے ہیں اب وہ سناتے ہیں اور ایک ایک مصرعہ آپ کی سمجھ میں آئے گا سلیمانؑ کو تخت ملا تو وہ تخت علیؑ کو ملا، علیؑ کا تخت ہے یا نہیں، ہے نا، کیا ہے علیؑ کا تخت، ارے بھی یہ منبر جو اس پر بیٹھے وہ

[illegible]



ہر سانس تھی وابستہ مری کسب ہنر سے ذہنوں کے دریتچ کھلے مضمون کے اثر سے
تائید یہ حاصل ہوئی خود علم کے در سے تنویر ملی ہے افقِ نورِ سحر سے
وہ اور ہیں جو گم ہیں سراہوں کی فضا میں

میں سانس بھی لیتا ہوں کتابوں کی فضا میں
میں وہ ہوں ملا جس کو ہنر عشقِ علی سے کانٹوں کو بنایا گلِ تر عشقِ علی سے
اُبھرا ہے یہ اُلفت کا شجر عشقِ علی سے مربوط جو ہے قلب و نظر عشقِ علی سے
محشر میں بھی بخشش کا سبب عشقِ علی ہے
فردوس نہیں میری طلب عشقِ علی ہے

جب ذکرِ علی مطلعِ قرآن نظر آیا ہر لفظ مرا ماہِ درخشاں نظر آیا
اس ذکر سے ہر اوج کا امکان نظر آیا قرطاسِ ولا تحتِ سلیمان نظر آیا
یوں دولتِ ایمان سے دل بھر دیا میں نے
ز رمانگا تھا مجھ سے دل بُوذر دیا میں نے

اے چشمِ فلک دیکھ مرا ملکِ سخن دیکھ اے محفلِ انجم مرے لفظوں کا چمن دیکھ
اے چاند مرے نورِ قلم کا بھی چلن دیکھ سورج مرے خورشیدِ خیل کی کرن دیکھ
اس نور کی زد پر تو ہے وہ بھی جسے کد ہے
تا نہجِ بلاغہ مرے اس ملک کی حد ہے

منبر ہے مرا تختِ مراتجِ علم ہے مجلسِ مرادِ بار ہے یہ جاہ و حشم ہے
قبضے میں مرے دولتِ قرطاسِ قلم ہے یہ اوجِ مقدر مرے مولا کا کرم ہے
یہ مُلک اور اس ملک سے جو کچھ بھی ملا ہے
سب فخرِ سلیمان کی غلامی کا صلا ہے



داؤد سے پائی تھی سلیمانؑ نے حکومت شاہد ہے مری بات پہ قرآن کی آیت
 اولادِ نبی باپ سے پاتی ہے وراثت لو کھل گیا قرآن سے یہ کذبِ خلافت
 کیوں بنت محمدؐ سے چھنی آپؐ کی میراث
 پائی ہے سلیمانؑ نے جب باپ کی میراث

دولت سے مگر آلِ محمدؐ کو غرض کیا میراث میں بہتے ہیں یہاں علم کے دریا
 جب نور کے اور علم کے دریا ہوئے یکجا تب لولو و مرجان ہوئے اس ربط سے پیدا
 وہ لولو و مرجان حسینؑ اور حسنؑ ہیں

وہ فخرِ سلیمانؑ حسینؑ اور حسنؑ ہیں
 کہتے ہیں سلیمانؑ کی سی شاہی نہیں دیکھی خالق کے سوا خلق پناہی نہیں دیکھی
 بندے پہ یہ تائیدِ الہی نہیں دیکھی یوں مملکتِ لاتناہی نہیں دیکھی
 بلقیسِ نظر گر سرِ طوبیٰ بھی رواں ہو
 پھر بھی حدِ اقلیمِ سلیمانؑ نہ بیاں ہو

مرقومِ کتب ہے کہ اجتہ ہوں کہ انساں جنگل کے درندے کہ طیورِ چمنستاں
 ہر غنچہ و گل، نخل و ثمر، کوہ و بیاباں ہر گوشہٴ امکاں تھا تہِ حکمِ سلیمانؑ
 چلتی تھی اطاعت کی فضا ان کے جلو میں
 تھے آتش و خاک آب و ہوا ان کے جلو میں

دیکھی نہ سُنی ہم نے بساطِ ایسی کہ جس پر دربار و شہنشاہ و رعایا مع لشکر
 وہ شان کہ انساں کے تصور سے فزوں تر وہ تختِ سلیمانؑ نگہِ دہر کا محور
 وہ اوج کہ جس اوج کا سایہ نہیں پایا
 وہ تخت کہ جس تخت کا پایہ نہیں پایا



نواکوس تلک پھیلا ہوا شہر نما تخت چلتا تھا سبک ہو کے سر دوش ہوا تخت
کیا فوج تھی کیا ملک تھا کیا شاہ تھا کیا تخت سب کچھ تھا مگر پھر بھی غدیری تو نہ تھا تخت

گو تخت تو ویسا کسی انسان نے نہ پایا

پر تخت ولایت تو سلیمان نے نہ پایا

اس تخت کی سدرہ پہ رسائی تو نہیں تھی! تھا زبرنگیں ملک، خدائی تو نہیں تھی
معبود نے مہر اس پہ لگائی تو نہیں تھی معراج سلیمان نے یہ پائی تو نہیں تھی
وہ تخت نشیں ضیغم داور تو نہیں تھا

اک تخت تھا وہ دوش پیمبرؐ تو نہیں تھا

آفاق میں ملک ایسا سلیمان نے پایا بعد ان کے نہ پہلے کسی انسان نے پایا
انسان نے پایا نہ بنی جان نے پایا اس سے بھی سوا وارث قرآن نے پایا
معبود نے اک ملک عظیم ان کو دیا ہے

یہ ملک سلیمانؑ تو خاک کف پا ہے

اُس ملک میں گلشن تھے پہ جنت تو نہیں تھی مینار تھے، اعراف کی رفعت تو نہیں تھی
چشمے تھے پہ کوثر کی لطافت تو نہیں تھی تا حشر رہے ایسی حکومت تو نہیں تھی

مانگے سے وہ پایا تھا، یہ لطف احدی ہے

وہ ملک دو روزہ تھا یہ ملک ابدی ہے

قرآن میں تحریر ہے املاک سلیمانؑ وہ ملک اجتہ ہو کہ جولاں گہ انسان
یہ وحش و طیور اور یہ چوپائے یہ حیواں میداں ہوں جبل ہوں وہ چمن ہوں کہ بیاباں

ان سب پہ خدا نے انہیں سلطان بنایا

ہر ذات کو محکوم سلیمانؑ بنایا



آیت ہے کہ اُن پر یہ کھلا فضلِ خدا تھا بخشا تھا انہیں علم ہر اک شے کی زباں کا
جنت سے باتیں ہوں تو اُن کا لبِ دلچہ ہُد ہُد سے تکلم تو کبھی چیونٹی سے گویا

رفعت ہوئی یہ مور کو انساں پہ میسر

معراج ہوئی دستِ سلیمان پہ میسر

تخت چلا جا رہا ہے تو چیونٹی جوتھی سردار وہ اپنی پوری قوم سے کہنے لگی بھاگو یہ
بھی اس ہی سورے میں ہے بھاگو بلوں میں گھس جاؤ۔ چیونٹیوں نے کہا کیوں کہا
سلیمانؑ کا لشکر آ رہا ہے یہ سب کچلتے ہوئے ہمیں نکل جائیں گے ہم لوگ چھوٹے
چھوٹے کیڑے ہیں۔ سلیمانؑ اوپر تھے کئی میل دور وہاں سے چیونٹی کی آواز سُن
فوراً کہا تخت اُتارو اور چیونٹی کے سردار کو بلایا کہا یہ کیسے کہہ دیا تو نے کہ میں کچلتا ہوا
نکل جاتا اُس کو اٹھایا ہتھیلی پر رکھا باتیں ہونے لگیں کہا سلیمانؑ بادشاہوں کا کیا
ہمیں چھوٹے لوگ کچلتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ آپ کیا ہیں پھر دوسری بات یہ
تھی کہ ہماری عبادت کا وقت قریب آ رہا تھا یہ سب آپ کا تماشہ دیکھنے لگتے تو
عبادت کا وقت نکل جاتا تو ہم نے کہا پہلے عبادت کر لو ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ کے تخت
کا تماشہ دیکھنے میں سب کی عبادت قضاء ہو جائے سلیمانؑ زور سے ہنسے چیونٹی کی
اس بات پر۔ کہا تو بڑا سمجھدار ہے، کہا اچھا تو آپ اپنے ملک کے بادشاہ ہیں آپ
سمجھدار نہیں ہیں۔ میں اپنی رعایا کا بادشاہ ہوں سردار ہوں آپ انسانوں کے سردار
میں چیونٹیوں کا سردار ہوں۔ کہا بڑی باتیں تجھے آتیں ہیں اچھا یہ بتا کہ تو بھی سردار
میں بھی سردار ہم دونوں میں بلند کون ہے اب تو چیونٹی کو مزا آیا کہنے لگی ہوں گے
آپ نبی لیکن اس وقت تو میں بلند ہوں کہا کیسے کہا ایک نبی کے ہاتھ پر بلند ہوں۔

رفعت ہوئی یہ مور کو انساں پہ میسر

معراج ہوئی دستِ سلیمان پہ میسر

اب دیکھیے اقلیمِ سلیمانِ امامت یہ اوج یہ اقبال یہ سطوت یہ جلالت
والِ تخت وصایت نہ وہاں تاجِ شفاعت وہ ملک کی شاہی یہ دو عالم کی حکومت

شاہی وہ سلیمان کی حیدری کہاں تھی
کوثر تھا تصرف میں نہ قبضے میں جنّاں تھی

چیونٹی سے تکلم پہ ہو گر فخر تو بے جا کیا اُن کو بھی جبریلؑ نے استاد کہا تھا
اُن سے بھی کبھی کرتی تھی باتیں یہ زمیں کیا؟ مہر و مہ انجم کا سلام اُن پہ بھی آیا؟
کیا تیغِ انہیں عرش سے بھجوائی تھی حق نے
کیا اُن کے بھی گھوڑوں کی قسم کھائی تھی حق نے

مردے سے کبھی حال جو پوچھا ہو تو کہیے خورشید اشارے سے جو پلٹا ہو تو کہیے
دروازے پہ تارا کبھی اُترا ہو تو کہیے یہ اوجِ سلیمانؑ نے پایا ہو تو کہیے
رستے سے پہاڑ اُن کے ہٹے ہوں تو بتاؤ
وہ کہف نشینوں سے ملے ہوں تو بتاؤ

قدموں پہ کبھی اُن کے کیا شیر نے سجدہ؟ ابلیس کے پوتے کو کبھی تیغ سے مارا؟
بادل کو بساطِ اپنی سلیمانؑ نے بنایا؟ یا شعلہ آتش کو کیا نخل سے پیدا؟
معبود نے یوں قدر بڑھائی ہو تو جانیں
زہراؑ اسی دو لہن بیاہ کے آئی ہو تو جانیں

پتھر پہ کبھی مہر لگائی ہو تو کہہ دو ہرنی کوئی بچہ لیے آئی ہو تو کہہ دو
دُنیا ہی میں جنتِ جود کھائی ہو تو کہہ دو اپنی خبرِ مرگ سنائی ہو تو کہہ دو
وہ طالبِ مہلت تھے فرشتے سے اجل کے
مختار ہیں تقدیر میں یہ رد و بدل کے

دور وزہ جو ہوا اس کو حشم تو نہیں کہتے ایوان کو دربارِ کرم تو نہیں کہتے
پرچم کو وہاں حق کا علم تو نہیں کہتے بلقیس کی ڈیوڑھی کو حرم تو نہیں کہتے

ذرہ کوئی ہم مرتبہ بدر نہیں ہے

اس ملک کا طغریٰ تو شب قدر نہیں ہے

اک روز رواں تختِ سلیمان تھا ہوا پر حلقے میں پرندوں کے وہ جولاں تھا ہوا پر
ہر طیر سبک سیر پر افشاں تھا ہوا پر وہ تخت نہ تھا جیسے کہ ایوان تھا ہوا پر

تھا تخت پہ ہر طائر خوش رنگ کا سایا

ہُد ہُد نہ مگر اپنی جگہ پر نظر آیا

پوچھا یہ سلیمانؑ نے ہُد ہُد کو ہوا کیا دربار میں حاضر ہو بتائے سبب اس کا
حاضر ہوا ہُد ہُد تو سلیمانؑ نے پوچھا ہُد ہُد نے کہا محو تھا پرواز میں آقا

اک تخت عجیب آیا نظر ملکِ سبا میں

اس جیسا کوئی تخت نہیں ارض و سما میں

کس طرح بیاں تخت کی ہوشوکت و حشمت دل جس سے دہل جائیں وہ ہے شان و جلالت
بلقیس کی اس ملک پہ قائم ہے حکومت اور تختِ حکومت کی بھی تا دور ہے شہرت

سرخم کئے سردار بصد عجز کھڑے ہیں

غش جو ہری کھا جائیں وہ یا قوت جڑے ہیں

بلقیس کے تخت کا بیان ہو رہا ہے۔

وہ تخت ضیا پاش مرصع بہ زبرجد وہ لعل لکے ہیں کہ چمک جن میں ہے بے حد
وہ دُر کہ ہر اک ان میں طلب کا دُر مقصد ہر دل کا حرم ہر نگہ شوق کا معبد

دنیا میں تو یوں ایک سے اک بڑھ کے حسین ہے

اس مُلک کی ملکہ سا حسین کوئی نہیں ہے



یہ سن کے سلیمان کا ہوا شوق فزوں تر اک خط دیا ہد ہد کو کہ لے جاؤ وہاں پر
اس میں یہ لکھا تھا کہ فقط ایک ہے داور ایمان اُسی پر ہو تمہارا تو ہے بہتر
ورنہ میں ابھی حکم جو دوں بادِ صبا کو
اک آن میں تاراج کرے ملکِ سبا کو

ملکہ نے وزیروں سے کیا مشورہ باہم کیا رائے ہے کچھ تحفے اُسے بھیجیں اگر ہم
گردعوے میں سچا ہے وہ سلطانِ معظم کلمہ ہم اُسی دین کا پڑھ لیں تو نہیں غم
سب نے یہ کہا مرتبہ اعلا رہے تیرا
حکمت میں سدا نام دوبالا رہے تیرا

لکھا ہے کہ اک قاصدِ ذی عزت و ذی شان بلقیس نے بھیجا طرفِ ملکِ سلیمان
گر قصہ کہانی اسے سمجھے کوئی انسان خود پڑھ کے ابھی دیکھ لے موجود ہے قراں
ہیں یہ وہ جواہر جو چمک کھو نہیں سکتے
الفاظِ خدا کے ہیں غلط ہو نہیں سکتے

القصہ روانہ کیا ملکہ نے بعدِ شان اک قیمتی صندوق چے نذرِ سلیمان
جس میں کہ کئی چھوٹے بڑے دُر تھے درخشاں دربارِ سلیمان میں ہوا پیشا وہ ساماں
قاصد نے جو تفصیل تحائف کی بیاں کی
اک دھوم ہوئی تحفہ بلقیسِ نشاں کی

قاصد نے یہ کی عرض کہ اے شاہِ معظم ان سارے گینوں میں جو موتی ہے مکرّم
بے آہن و آتش جو وہ چھد جائے اسی دم اس معجزہ کا پاس سے نظارہ کریں ہم
اُس وقت نبی آپ کو تسلیم کریں گے
تعظیم کا جو حق ہے وہ تعظیم کریں گے

اس وقت سلیمانؑ بہ اعجازِ نبوت اک کیڑے سے بولے کہ ہومیل میں غلت
دھاگے کو لئے موتی میں داخل ہو بہ سرعت بلیقیس کو بھی علم ہو کیا شے ہے نبوت

موجود پری ، دیو ، بنی جان سبھی تھے

موتی کا جگر چھد گیا حیران سبھی تھے

موتی کا جگر چھیدا جو کیڑے نے تو کیا ناز دیکھے کوئی اب فخرِ سلیمانؑ کے بھی انداز
ہے زیبِ تصور پر جبریل کی آواز منزل پہ تعین کی ہے حسینؑ کا اعزاز
وہ حکم ملا عرش سے جبریل امیں کو

معلوم کسی کو نہ ہو دو کرد و نگیں کو

جب قاصدِ بلیقیس نے وہ معجزہ دیکھا یک لخت ہوا ملکِ سبا کو وہ روانہ
جو معجزہ دیکھا تھا وہ ملکہ کو بتایا بلیقیس نے تب حکم سوائے قوم یہ بھیجا

سچے ہیں سلیمانؑ سو عزت بھی کریں گے

اُس سمت چلو اُن کی زیارت بھی کریں گے

اِس سمت سلیمانؑ کا یہ عالم تھا سراسر درباریوں سے بولے کہ ہے کس میں یہ جوہر
لے آئے جو بلیقیس کا وہ تخت اٹھا کر بلیقیس کی آمد سے ہو پہلے وہ یہاں پر

اک جن نے کہا فرق سرِ مٹو نہیں ہوگا

دربار کی برخاست سے پہلے یہیں ہوگا

جن کی یہ صدا گونج رہی تھی سرِ دربار تھے پاس سلیمانؑ کے وزیرِ خرد آثار
خوش فہم، خوش اوقات، خوش انداز خوش اطوار حق فکر و حق آگاہ، وفائیکش، وفادار

آصف کا یہ اعزاز بہ الطافِ خدا تھا

معبود نے کچھ علم کتاب اُن کو دیا تھا



بولے یہ سلیمانؑ سے نگاہوں کو جھکا کر اس امر کا دیں حکم اگر مجھ کو پیغمبرؑ
 پلکیں بھی نہ جھپکیں گی کہ ہوگا وہ یہیں پر بولے یہ سلیمانؑ کہ اجازت ہے برادر
 وہ تخت جو ہڈ کو سب میں نظر آیا
 اک پل میں سر تخت سلیمانؑ اتر آیا
 اب سوچئے اک جزو کتابِ احدی کا ہو علم جسے اُس کو یہ مل جاتا ہے رُتبہ
 کر سکتا ہے وہ تختِ سبائیل میں مہیا قطرے میں یہ قوت ہے تو کیا ہوگا وہ دریا
 ہو مَکَن کتابِ احدی جس کی نظر میں
 حد اس کے تصرف کی کہاں چشمِ بشر میں
 گلِ علم کتاب آتا ہے جس کو وہ علیؑ ہے جو فخرِ سلیمانؑ ہے جو خالق کا ولی ہے
 ہر سرخفی جس کی نگاہوں میں جلی ہے ہر علم کی رِو اس کے اشارے پہ چلی ہے
 علم اتنا تھا آصف کا کہ بس تخت منگایا
 حیدرؑ کے اشارے سے تو سورج پلٹ آیا
 کیا دیر لگی پہنچے مدینے سے جو خیبر معراج میں بھی پہلے سے موجود تھے حیدرؑ
 اک وقت میں ہوتے تھے وہ چالینسؑ جگہ پر ہر ایک پیغمبرؑ کے رہے مونس و یادور
 سلمانؑ کو شیروں سے بچایا تھا علیؑ نے
 خود ملکِ سلیمانؑ کو چلایا تھا علیؑ نے
 کیا ذکرِ سلیمانؑ کہ علیؑ ہے وہ اشارہ آدَمؑ کے لئے بن گیا توبہ کا سہارا
 ماہی کے شکم سے دیا یونسؑ کو کنارہ طوفان میں بھی نوحؑ کی کشتی کو ابھارا
 یوں آتشِ نمرود کو گلزار بنایا
 ہر مومئے براہیمؑ کو شعلوں سے بچایا

[illegible]

۷۔ یہ مزاج اس کے متنبہ شدہ بندہ ہے،

۱۔ عروج و سقوطِ مہدی

مکتبہ خیریت، لاہور، پاکستان

مستوفی بہتہ بہتہ کہ ہے حقیت

ہے سرخ کے لپے یہ جو ہے وہ ہے
 ہے یہ کہ ہے یہ کہ ہے یہ کہ
 ہے یہ کہ ہے یہ کہ ہے یہ کہ
 ہے یہ کہ ہے یہ کہ ہے یہ کہ

لوگ کہتے ہیں حضرت عائشہؓ کے قدموں پر چھیں، مسئلہ کیا ہے اور میں نے یہ بات کہی ہے کہ جو کچھ لکھو گے قدموں پر لکھو، وہ اپنے قدموں پر

۱۰۰ - کتب متبوعه در سنجیده کتب، ۱۰۰۰

[illegible][illegible]



اصغر کبھی ساتھ آپ کے اب تک نہیں سوئے

بہلا لیا اماں نے اگر چونک کے روئے

وہ تو ماں کے پاس رہتے ہیں آپ نے تو ہمیشہ سیکڑہ کو اپنے سینے پر سلایا اوہ بچی جو صرف باپ کی لاڈلی نہیں چچا کی بھی پیاری عباسؑ کی بھی پیاری، کیا پیار ہے حسینؑ اور عباسؑ میں کیا پیار ہے سیکڑہ کا عباسؑ سے اور حد یہ ہے کہ گھر کے جانور ذوالجناح چلتے چلتے رُک گیا تھا کہ سیکڑہ ذوالجناح کی چھیلی ناگوں سے لپٹی ہوئی ہیں۔ ایک گھوڑے کا حال اور سناتے ہیں ہم آپ کو یہ حسینؑ کا گھوڑا تھا۔ گھوڑا جب ابھی آئے گا تو آپ کے ذہن میں پہلے سے ایک عقیدت کا خاکہ تیار رہے کہ ہم اس گھوڑے کو کیوں چوم رہے ہیں؟ کیوں اس سے ہم عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں خبر دینے آیا سیکڑہ کو۔ زخمی تھا باگیں کٹی تھیں لیکن دوڑتا ہوا آیا کہ بی بی منتظر ہوگی میں جا کے بتا دوں اب تمہارے بابا نہیں آئیں گے پشت میری خالی ہوگئی جیسے حسینؑ کا گھوڑا تھا ایسے ہی عباسؑ کا گھوڑا بھی تھا اسی گھر میں وہ گھوڑا بھی پلا تھا تو وہ بھی بچوں کو پہچانتا تھا جب سب شہداء کے سر نیزوں پر چڑھائے گئے اور جب حسینؑ کا سر بلند کیا گیا اس کے فوراً بعد حکم دیا عمر سعد نے کہ عباسؑ سپہ سالار ہے اور علمدار ہے حسینؑ کے ساتھ عباسؑ کا سر بھی بلند کر دو۔ جیسے ہی حضرت عباسؑ کا سر نیزے پر بلند کیا گیا۔ سر عباسؑ نیزے سے زمین پر گر گیا بہت روؤ گے۔ ابھی میں مصائب کی تمہید باندھ رہا ہوں تازیانہ لے کے شہر سید سجاد کی طرف بڑھا تمہارے چچا کا سر نیزے پر نہیں ٹھہرتا؟ کہا اے شہر میرے چچا نے کبھی میرے بابا حسینؑ کی برابر نہیں کی۔ ہمیشہ اپنے آپ کو غلام کہا ارے آقا کا سر جہاں بلند ہو وہاں عباسؑ کا سر بلندی پر کیسے رہ سکتا ہے سب اشقیا سمجھ گئے کہ نیزے پر عباسؑ کا سر ٹھہرے گا نہیں۔ حسینؑ کے گھوڑے کو گرفتار کرنا چاہتا تھا لیکن

گرفتار نہیں کر سکے، پکڑ نہیں سکے، لیکن عباسؑ کے گھوڑے کو گرفتار کر لیا گیا تھا اور گرفتار کر کے عمر سعد کے پاس لایا گیا، کیا عباسؑ کا گھوڑا حسینؑ کے گھوڑے کی طرح رسیاں توڑ کے دانتوں سے رسیاں کاٹ کر لشکر پر حملہ نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن سر کو جھکائے خاموش گرفتار ہو گیا اب یہ رازِ امامت ہے اس گھر کے جانور بھی اس راز کو جانتے ہیں کہ ہم کو قافلے کے ساتھ جانا ہے ابھی ایک خدمت باقی ہے اب سمجھ میں نہ آیا لوگوں کی کہ عباسؑ کا سر جب نیزے پر نہیں ٹھہرتا تو عباسؑ کا سر لے کے نیزے پر کیسے چلیں کہ ایک بار عمر سعد نے جیسے ہی عباسؑ کے گھوڑے کو دیکھا کہا لاؤ عباسؑ کا سر لاؤ رسی سے باندھ کر اس گھوڑے کی گردن میں لٹکا دو اب سر سب کے نیزوں پہ چلے عباسؑ کا سر گھوڑے کی گردن میں بندھا ہوا اور گھوڑا قافلے کے ساتھ ساتھ گھوڑا یہ کرتا ہے کہ اگر گردن جھکائے تو عباسؑ کا سر زمین پہ سلامی دے گا تو گردن کو اٹھائے ہوئے چلا۔ عباسؑ کے سر کا احترام کرتا ہوا چلا۔ یوں شام قافلہ پہنچ گیا جب سارے سریزید کے سامنے پیش کئے گئے جب زیارت کرنے شام جائیں گے، جہاں سارے سر رکھے گئے تھے شام میں یزید کے سامنے اور وہاں اب عمائے رکھ دیئے گئے ہیں، وہ جگہ موجود ہے تاکہ زیارت کرنے والوں کو آسانی رہے، کس کا سر کہاں پہ رکھا تھا؟ اُس پہ نام شہیدوں کے لکھے ہیں تو عباسؑ کا سر بھی پیش کیا گیا گھوڑے کو یہاں تک آنا تھا ایک خدمت اُس کو کرنی تھی اپنے آقا عباسؑ کی کہ بہت وسیع باغ تھا یزید کے محل کا اُس کے ایک جانب ایک قید خانہ تھا اُسی باغ میں عباسؑ کے گھوڑے کو باندھا گیا ایک رات، کسی دن اُس نے نہ کوئی شور کیا نہ کچھ عباسؑ کا سر پہنچا دیا خاموش بندھا رہتا تھا، لیکن ایک رات اُس نے بار بار اپنی رسی کو توڑنا چاہا یزید کو خبر ہوئی کہا پتہ لگاؤ کیا بات ہے؟ کیا چاہتا ہے؟ اُس کی رسی کھول دو جیسے ہی رسی کھول دی گئی دوڑتا ہوا

<http://fb.com/ranajabirabbas>

زینبؑ نے جو ہاتھ لگایا تو چیخ کر کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سیکنہ بی بی اندھیرے زندان میں شہادت پا گئیں حسینؑ لینے آئے سیکنہ خاموشی سے چلی گئیں قبر زنداں میں بن گئی، بی بی گئیں کیوں صرف اس لیے گئیں تاکہ اپنے بھائی کو آزاد کرا سکیں۔ بس بی بی کا گزرنا تھا کہ شام کی تمام عورتیں جو آئیں کہا سید سجادؑ سیکنہ کہاں ہیں؟ کہا وہ تورات کو گزر گئیں اُن کی تو قبر بن گئی اب وہ مائیں جو بچوں کو گودیوں میں لے کے روز آتی تھیں، گھروں کو واپس گئیں اور اپنی چادر سر سے پھینک کے کہا یہ چادر اوڑھ کے تم گھر میں بیٹھو تمہیں پتہ ہے حسینؑ کی چھوٹی بیٹی مرگئی یہ کس سے کہا؟ اپنے مردوں سے تمہیں شرم نہیں آتی یتیم بچی پر یہ ظلم ہوا، عورتوں نے جو یہ سب کہا تو مردوں کو شرم آئی تلواریں لے لے کے گھروں سے نکل آئے اور یزید کا گھر گھیر لیا ایک سیکنہ کے مرنے سے ملک دمشق میں ملک شام میں انقلاب آ گیا، لوگوں نے بتایا پھرے ہوئے ہیں لوگ۔ یزید بام پر آیا کہا کیا بات ہے؟ کہا ہم صرف یہ پوچھنے آئے ہیں ہم کو یہ بتا دو یہ ظلم کب تک ہوگا، قیدیوں پر کیا خطا کی ہے قیدیوں نے؟ کیوں تو آزاد نہیں کرتا؟ ہم نے سنارات ایک بچی مرگئی اُس بچی کا نام بتا دے تو کبھی یزید ادھر گیا کبھی ادھر گیا کہا وہ بچی جو مری اس کا نام عاتکہ تھا کبھی کہا کہ نام رقیہ تھا، زینبؑ نام تھا تو تمام لوگوں نے چیخ کر کہا بار بار نام بدلتا ہے بس اتنا بتا دے دربار میں جب ہم لوگوں نے دیکھا تھا یہ وہی بچی ہے ناجس کا ایک ہاتھ گلے پر تھا ایک کانوں پر تھا جو اپنے بابا کا سر مانگ رہی تھی یہ وہی بچی ہے نا کہا ہاں وہی بچی ہے کہا ہمیں نام سے کام نہیں ہم بس یہ سننا چاہتے ہیں کہ یہ حسینؑ کی چھوٹی سی بچی مری ہے نا، کہا یزید اگر قیدی آزاد نہ ہوئے تو ہم شام میں تلواریں لے کر نکل آئیں گے پھر ہم جنگ کریں گے تیری حکومت بل کے رہ جائے گی، اس لیے قیدیوں کو چھوڑ دے اب سمجھے یہ قیدی

کیوں چھوڑے گئے اب جو یزید واپس آیا تو شرم سے سر کو جھکائے ہوئے آیا وزراء سے مشورہ کیا کہا انقلاب آجائے گا بغاوت ہو جائے گی مظلومیت عام ہوگی اس لیے قیدیوں کو چھوڑنے میں ہی بہتری ہے کہا جاؤ سید سجاد کو بلاؤ۔ ہم کچھ باتیں کریں دربان آئے کہا حاکم تمہیں بلاتا ہے اب جو سید سجاد چلے تو زینب لپٹ گئیں، میرے لال کو اکیلے نہ لے جاؤ، کہا پھوپھی اماں گھبرائیے نہیں پریشان نہ ہوں اللہ میری حفاظت کرے گا، میں واپس آ جاؤں گا، خیریت سے واپس آ جاؤں گا، سید سجاد دربار میں آئے کہا کیا بات ہے؟ کیوں بلایا ہے، لیکن حداد پہلے سے بلا کے بٹھایا گیا تھا جیسے ہی سید سجاد آئے یزید نے حداد کو اشارہ کیا کہا یہ بیڑیاں یہ ہتھکڑیاں یہ طوق کاٹو حداد نے بیڑیاں کاٹنا شروع کیں ہتھکڑیاں کاٹیں، روتا جاتا تھا یزید نے کہا کیوں روتا ہے؟ کہا حاکم یہاں کا گوشت بھی گل گیا، یہاں کا گوشت بھی گل گیا۔ ایک بار طوق جو کاٹا، کہا سارا گوشت گل گیا گلے کا، رولوشب چہلم ہے۔ سو غم حسین کے کوئی غم نہ دے اللہ کسی کو بے گھر نہ کرے اللہ کسی کو پیاسا مسافر نہ کرے، ایک بار یزید نے آواز دی کہا وہ صندوق جو رکھے ہیں خزانے کے لاؤ ایک کے اوپر ایک دس بارہ صندوق رکھے گئے سید سجاد نے کہا کیا ہے، کہا اس میں جواہرات ہیں، دولت ہے یہ آپ کے باپ کا خون بہا ہے، کہا تجھے شرم نہیں آتی، میرے باپ کا خون بہا مجھے دے رہا ہے، ارے جب قیامت کا دن ہو تو میرے دادا رسول خدا کو دینا، اُن کے سامنے پیش کرنا یہ خون بہا، کہا ہم نے آپ کو آزاد کر دیا۔ آپ آزاد ہیں اب آپ واپس گھر جاسکتے ہیں، کہا کہیں نہیں جائیں گے جب تک ہم اپنی پھوپھی سے اجازت نہ لے لیں، ہماری پھوپھی جو کہیں گی وہی ہم کریں گے سید سجاد واپس آئے، دیکھا تو ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ گئیں طوق بھی کٹ گیا، پھوپھیاں بھیجتے سے لپٹ گئیں مگر



اب جو دیکھا تو قیامت گزر گئی۔ بی بیاں لپٹ گئیں، سید سجادؑ سے اور کبھی گلا دیکھتیں اور کبھی ہاتھ کبھی پیر کیا ہو گیا میرے بچے کو کیا ہو گیا رو کے یہ کہو بی بی اکبر کے سینے میں انی تو نہیں دیکھی ہے بیٹا سلامت تو ہے، کہا پھوپھی اماں حاکم نے ہمیں آزاد کر دیا اب آپ کیا کہتی ہیں، کہا بیٹا ابھی تیری پھوپھی نہ مدینے جائے گی نہ کربلا جائے گی جاؤ بیٹا یزید سے کہہ دو ہمارے لیے ایک مکان خالی کرے ہم نے تو ابھی اپنے شہیدوں کا ماتم تک نہیں کیا ہم نے اپنے بھائی کا پرسہ نہیں دیا۔ ہم ماتم کریں گے ہم سب کو روئیں گے ہم کو رو نے نہیں دیا گیا۔ مکان خالی ہوا وہ پیمیاں جو ایک سال سے قید خانے میں تھیں، اُس اندھیرے زندان سے نکل کے اُس مکان میں روشنی میں آئیں، حضرت زینبؑ نے فرمایا حاکم سے کہو بیٹے سجادؑ کہ جو ہمارا سامان کربلا میں لوٹا گیا ہمیں واپس کر دے۔ سب چیزیں ہمیں واپس کر دے۔ ہمیں وہ چیزیں چاہئیں، یزید نے حکم دیا کہ سارا سامان اُن مکان والوں کے حوالے کر دیا جائے۔ سامان آنے لگا عباسؑ کا علم آیا، علیؑ اکبر کا خون بھر الباس آیا، قاسمؑ کی قبا آئی۔ حسینؑ کا عمامہ آیا، حسینؑ کا کرتا آیا، علیؑ اصغر کا جلا ہوا جھولا آیا۔ جب سیکنہ کے بندے آئے ہوں گے تو ماں کا کیا حال ہوا ہوگا، ایک بار سارا سامان ہٹایا اور ہٹا کر حسینؑ کی جلی ہوئی مسند کو اٹھالیا جس پر حسینؑ بیٹھتے تھے۔ وہ مسند سینے سے لگائی، وہ مسند آنکھ سے لگائی اور ایک بلند مقام پر حسینؑ کی مسند بچھادی اور ایک بار کہا سید سجادؑ اس پر آؤ، بیٹھ جاؤ، پھوپھی زینبؑ کہتی ہیں سید سجادؑ بیٹھ گئے کہا پھوپھی اماں کیا چاہتی ہیں آپ کہا بیٹا عصر عاشور کو تیرا باپ مارا گیا جب کسی کا باپ مرجاتا ہے تو یتیم کو پُرسہ دیا جاتا ہے، کہا بیٹا جب تیرا باپ مارا گیا تو پھوپھی کے ہاتھ بندھ گئے اب ہاتھ کھل گئے تو اب ہاتھ باندھ کر کہا پُرسہ لے لو، میرے لعل تیرے باپ کی تعزیت پھوپھی ادا کرتی ہے۔ ایک

بارگریہ کا شور اٹھا پتہ چلا سب سر آ رہے ہیں ایک ایک سر آ یازینبؑ نے مجلس بھی سجائی اور شہیمیں بھی مگنائیں عونؑ و محمدؑ کے سر آئے، علی اکبرؑ کا سر آ یا، قاسمؑ کا سر آ یا، عباسؑ کا سر آ یا، حسینؑ کا سر آ یا، اُمّ لیلیٰؑ نے علی اکبرؑ کا سر اٹھالیا، رقیہؑ نے اپنے بچوں کا سر اٹھالیا یہ مسلمؑ کے بچے تھے مگر زینبؑ نے آگے بڑھ کے بھائی کا سر اٹھایا حسینؑ کا سر اٹھالیا سینے سے لگایا رونا شروع کیا ہائے حسینؑ وائے حسینؑ سات دن زینبؑ بھائی کا ماتم کرتی رہیں، ہر عورت کا لباس پہن کر زینبؑ کے پاس آئی مکان بھرا ہوا تھا، سڑکوں پر مجمع ہر عورت چاہتی ہے ہم بیبیوں کو دیکھیں اور جا کے تعزیت ادا کریں۔ ساتھ میں ماتم کریں جب گھر کی عورتیں روئیں آپ کو پتہ ہے کہ قاتل کے دارالحکومت میں زینبؑ نے بھائی کی فتح کا اعلان کیا، سات دن ماتم کیا، ماتم کی بنیاد ڈال دی، اب ماتم اسی لیے ہوتا ہے کہ سنتِ زینبؑ ہے ماتم، ماتم سے تسکین ملتی ہے شہیدوں کے وارثوں کو، ماتم دکھاوا نہیں ہے بی بی زہراؑ کے دل کی تسکین ہے، زینبؑ کے دل کی تسکین ہے، ساتواں دن آیا، یزید نے ساتویں دن جب اہل بیتؑ رسولؐ نے چلنے کا ارادہ کیا تو عماریاں بھجوائیں جن پر لال رنگ کے منحل کے کپڑے پڑے ہوئے تھے شہزادی نے کہا کہ ان عماریوں پر کالے کپڑے ڈالے جائیں۔ جب کالے کپڑے پڑ گئے تو ایک بار آواز دی بیبیوں کو کہا آؤ بیسیو! زینبؑ تمہیں سوار کرے اور ایک ایک سے کہتی جاتی تھیں کہ جب مدینے سے چلے تھے علی اکبرؑ نے سوار کیا تھا، عباسؑ نے سوار کیا تھا، حسینؑ کھڑے ہوئے تھے۔ آؤ اُمّ لیلیٰؑ علی اکبرؑ تو نہیں ہم سوار کر دیتے ہیں، آؤ اُمّ کلثومؑ عباسؑ نہیں ہم سوار کر دیتے ہیں۔ آؤ اُمّ فروہؑ ہم سوار کرائیں، آؤ جافضہؑ تجھے ہم سوار کریں جب سب کو سوار کر چکیں ایک بار داہنے دیکھا ایک بار بائیں دیکھا۔ ربابؑ نظر نہ آئیں تو بار بار پکارا ربابؑ کہاں ہو بھابھی کہاں ہو، تو شام کی وہ



عورتیں جو بچوں کو گودیوں میں لیئے کھڑی تھیں کہنے لگیں ابھی جب ہم در زنداں سے آرہے تھے تو زنداں سے ایک عورت لپٹی ہوئی پکار پکار کر کہہ رہی تھی ارے میری بیٹی سکینہ، میری بیٹی سکینہ، ایک بار آہستہ آہستہ زینبؓ بڑھنے لگیں در زنداں کے قریب آئیں دیکھا ربابؓ در زندان سے لپٹی ہوئی سلاخوں سے لپٹی ہوئی ایک ننھی سی قبر کو دیکھ رہی تھیں شانے پہ ہاتھ رکھا کہا بھابھی کر بلا چلو، سواریاں تیار ہو گئیں تو روکے کہا شہزادی جب مدینے سے چلی تھی تو گود میں دو بچے تھے ایک سکینہ ایک علی اصغر سکینہ زنداں میں رہ گئی علی اصغر کر بلا میں رہ گیا، میں مدینے جا کر سب سے کیا کہوں گی، سواریاں کر بلا پہنچیں آخری جملہ سنو تو اب کیا ہوا تو زینبؓ نے ایک بار اپنے آپ کو بھائی کی قبر پہ گرا دیا، لیلیٰ نے اپنے آپ کو علی اکبرؓ کی قبر پہ گرا دیا ہر بی بی اپنے وارث کی قبر سے لپٹ گئی مگر ایک بی بی کبھی مٹی کے اس ڈھیر پہ گریں کبھی ادھر گریں اور پکارتی تھیں علی اصغر اے علی اصغر کہاں ہو میرے لعل ماتم حسین، حسین حسین یا حسین یا حسین!



دسویں مجلس

علی وارثِ محمدؐ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

چودہ سو بائیس ہجری کے عشرہ چہلم کی دسویں اور اس عزا خانے کی آخری تقریر
آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، ”علی وارثِ انبیاء“ کے موضوع پر، یہ تو نہیں
کہا جاسکتا کہ موضوع ختم ہوا، دس تقریریں ضرور ختم ہوئیں موضوع اپنی جگہ قائم
ہے اور مجالس بھی قائم ہیں پھر بھی یہ موضوع منبر پر آ سکتا ہے، کا مفہوم وارث کی
ذمہ داری جس پر بزرگوں کو اعتماد ہو کہ ہمارے بعد یہ ہماری فکر نہیں بدلے گا
ہمارے نظریات کو نہیں بدلے گا جو ہم نے کہا ہماری محنتوں میں کمی نہیں بلکہ
اضافے کرے گا لیکن اللہ نے وارث پہلے بنایا اور ورثے کو بعد میں بنایا اور
اعلان بھی کر دیا تم نہ ہوتے تو یہ سب نہ بناتا اصل وارث تم ہو تمہاری وجہ سے یہ
سب کچھ بنا رہے ہیں، تمہارے سپرد کر رہے ہیں وارث تم ہو تو گویا یہ سب کچھ بن
رہا تھا اس سے پہلے کچھ اور بن چکا تھا جب ہی تو وارث پہلے بنا یعنی وہاں کی
وراثت لے کر اب یہاں کا ورثہ بنا کر پھر اسی وارث کو بھیج کر یہ بتایا کہ اب یہاں
تو تم کامیاب ہو ہی چکے تم پر اعتماد ہے کہ تم ہمارے صحیح وارث ہو اب تم جاؤ اور ہم

۴۶۸

تہذیب و تمدن

تا کہ تمہارے دماغ پر لوڈ (load) زیادہ نہ ہو جائے یادداشتوں کا اتنا بوجھ تم تھوڑی اٹھا سکتے ہو اس لیے کچھ بھلا دیا جاتا ہے پھر بعد میں یاد کر لیجئے لیکن کچھ دیر کو تو بھول گئے نا بھی تو نسیان بھی اور حافظہ بھی ہے لیکن جہاں نسیان ہے ہی نہیں دیکھئے یہ تو ہمارے لیے ہے کبھی بھولے کبھی یاد کریں اللہ اپنے لیے کیا کہتا ہے کہتا ہے ہمیں نسیان ہوتا ہی نہیں ہم کبھی بھولتے ہی نہیں، ہمارے ہاں بھول چوک ہے ہی نہیں تو جہاں بھول چوک نہیں ہوگی ہر واقعہ یوں ہے۔ نہیں سمجھے یہی سمجھانے کے لیے تو وہ مثال دی تھی بھی کل ایک واقعہ ہوا آج آپ بھول گئے اللہ بھولتا نہیں تو جو کائنات میں ہو چکا یوں ہی وہ تھا ہوا ہے ارے دنیا واقعہ مکر بلا بھول جائے اللہ بھولتا نہیں سب کچھ سامنے ہو رہا ہے اللہ کوئی واقعہ نہیں بھولتا ہم کیوں بھول جاتے ہیں اس لیے کہ منظر نگاہ سے ہٹ جاتا ہے اللہ کی نگاہ سے منظر ہٹ کے جائے کہاں اگر منظر ہٹ جائے پھر وہ اللہ نہیں ہے وہ تو ایسی جگہ سے کائنات کو دیکھ رہا ہے جہاں سے کنٹرول (control) کر رہا ہے اور ہر چیز تھمی ہوئی ہے بھی وقت اس کے اختیار میں دنیا اس کے اختیار میں ہے وقت کی باگ ڈور اس کے سامنے ہے وقت غائب ہو جائے گا وقت کا خالق ہے آپ کے لیے وقت غائب ہوتا ہے، ابھی ابھی نو بجے تھے اب دس بج گئے تو نو گئے کہاں پھر آئیں گے گھوم کے اللہ کے لیے تھوڑی گھوم کے آنا ہے، اے بھی کاش کہ ہم سائنس کے ذریعے پوری کائنات سمجھا سکتے یہ بھی ایک موضوع ہے اس کے ہاں کوئی چیز غائب نہیں ہوتی اس وقت آپ کے لیے سورج غائب ہے کہاں ہے امریکہ میں ہے اُدھر ہے، امریکہ میں ہے یا امریکہ سورج کے سامنے ہے تمہارے لیے اس وقت سورج غائب ہے اور چاند اس وقت آدھا ہے اور تارے نظر نہیں آ رہے بادل ہیں اور اللہ کے لیے سورج بھی غائب تارے غائب چاند غائب،



ارے بھی اس کے لیے کوئی چیز غائب نہیں ہے وہ خود غائب ہے اور اس کے سامنے ہر چیز حاضر تو جب حاضر ہے تو زید ہماری نگاہ سے چھپا ہے نا محترم بھاگا ہوا ہے وہاں تو نہیں بھاگا ہوا ہے، جائے گا کہاں مطلب کدھر جائے گا یہ کائنات تو چھوٹی سی ہمارے لیے ہے بنانے والے کے لیے تو اس کی وسعتوں کو آپ جان ہی نہیں سکتے کہ کہاں ہے کائنات اور پوری کائنات اس کے سامنے جب وارث کے سامنے پوری کائنات ہے تو مالک کے سامنے کیا عالم ہوگا ہم کیا بتائیں۔ ہے تو اب اس کے سامنے۔ نہ ازل چھپا ہوا نہ ابد چھپا ہوا نہ مبدأ چھپا ہوا ہے نہ معد چھپا ہوا ہے نہ اُلت چھپا ہوا ہے نہ قیامت چھپی ہوئی ہے نہ نبوتیں چھپی ہوئی نہ امامتیں چھپی ہوئیں تو جب نبوتیں اور امامتیں نہیں چھپی ہوئی ہیں تو خلافتیں، حکومتیں شاہیاں کہاں چھپ کے جائیں گی، سب سامنے ہے اس کے وہ تو قبر کے مردوں کو بھی دیکھ رہا ہے کہ کس کروٹ لیٹے ہیں ہم تو گاڑ کے آگے مردہ غائب سعودی عرب والوں کی نظر میں مردہ غائب نہیں اس کی نظر میں ہے مردہ قبر سے اُٹھا کب کہاں چلا ہم ہی نے تو بلایا ہے مردہ اب جائے گا کہاں نہ روح جا سکتی ہے نہ نفس کہیں جا سکتا ہے نہ جسم جا سکتا ہے تمہیں ذرے نظر آئیں پھر وہی والی بات کہ کلی کھلے گی کل پھول بنے گا تمہارے لیے کل بنے گا، فلان کے ہاں کل بیٹا پیدا ہوگا تمہارے لیے پیدا ہوگا کچھ نہیں سمجھ رہے ہیں آپ یعنی جو چیز پیدا ہونے والی ہے وہ بھی اس کی نظر میں ہے اگر نہیں تھی تو بھیجا کیسے ہی نہیں ہے کہ بس سمجھ لیا تو حید کا علم کہ اللہ کی ایک نماز پڑھ لی، اللہ تعالیٰ ہو گئے وہ تو اللہ کی ایک ڈیوٹی (duty) ہے مطلب بھولو نہیں یاد رکھو کم از کم پانچ وقت تو یاد کر لو منزلوں پر ہی ہم یاد کئے جاتے ہیں اس لیے کہ پانچ نے یاد رکھا تو اب پانچ ہی وقت ہم یاد کئے جائیں گے نہ تین نہ چھ نہ سات پانچ کی عقل میں ہم تھے تو ہم ہیں

ارے ان پانچ کی عقل میں اگر ہم نہ ہوتے تو سمجھ لو ہم نہیں تھے بس پھر ہم نہیں تھے کیونکہ پانچ کی عقل میں ہم آئے تو ہم ہیں تو اس لیے پانچ وقت یاد کرو ہمیں اس پانچ کا شکریہ ادا کرو، ہماری نماز نہیں ہے، پانچ وقت شکریہ ادا کرو کہ تمہیں ہم ملے ان پانچ کی وجہ سے ورنہ کہاں تم اور کہاں ہم تم اس قابل تھے کہ ہم تم سے ملتے تم سب سے چھپ جاؤ کپڑے بدل بدل کے اُبلے اُبلے لوگ کہیں ارے کیا ماشاء اللہ چھپ گئے نا تم کسی کو کیا معلوم کہ گھر میں کیا ہوا عہدہ کیا ہے، کہاں جاتے ہو، کیا کرتے ہو کن کن ملکوں کے دورے کرتے ہو اور کتنے پاسپورٹ (pasport) ہیں تمہارے پاس ہر آدمی جو پہلو میں بیٹھا ہے دوسرا آدمی اس کے لیے غیب میں ہے ہمارے لیے تم چھپے ہوئے نہیں ہو ہمارے لیے کہاں چھپے ہوئے ہو ہم تو تمہیں جانتے ہیں ہم تمہارا ایک ایک ذرہ جانتے ہیں تمہارے خون کا وزن جانتے ہیں تمہاری سانسوں کی کتنی جانتے ہیں جتنی ہم نے دی ہیں اتنی ہی لے سکو گے ایک سانس آ رہی ہے ایک سانس جا رہی ہے ہمارے پاس اس کا حساب ہے تم نے جتنی نظر استعمال کی ہے اس کا بھی حساب ہمارے پاس ہے کیا کیا دیکھا تم نے تم نہیں گن سکتے ہمیں معلوم ہے تم نے کتنی آوازیں سنیں حساب ہمارے پاس ہے تمہیں نہیں معلوم تم کتنے لفظ اب تک بول چکے تمہیں نہیں معلوم حساب ہمارے پاس ہے مشین ہم نے بنائی ہے بھائی ہم چلا رہے ہیں تم خود اپنے کو نہیں چلا رہے ہو، ہو، ہوگی تمہید، کبھی ہم بنے ہوئے نا تو کیا اسی شکل میں بنے تھے جس شکل میں بیٹھے ہوئے ہیں شکلیں بدلتی رہیں، قرآن نے کہا یٰٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبُعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِّنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِّنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِّنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ط وَنَقَرُ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِّتَبْلُوْا أَسَدًا كُمْ۔

وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ
 مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ
 اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ مَبْهِيغٍ (سورۃ الحج... آیت ۵) تم پانی کا
 قطرہ تھے اس کے بعد تم کیا بنے ایک کیڑے نما مخلوق بن گئے کتنی شکلیں بدلی ہیں
 انسان نے پھر علقہ پھر مضغہ گوشت کا توہڑا پھر گوشت کے توہڑے میں آنکھوں
 کے سوراخ بنے کان کے سوراخ بنے پھر ہاتھ بنے پھر پیر بنے پھر تم کچھ تھوڑے
 سے بڑے ہوئے شکلیں بدل رہی ہیں اب جب ہوا لگی دنیا کی تو جسم ذرا بڑا ہوا
 پھر تو تم اپنے ہاتھ سے نہ کھا سکتے تھے نہ پی سکتے تھے نہ کسی کو مار سکتے تھے نہ کسی کا
 گریبان پکڑ سکتے تھے جو چاہے تمہیں ادھر سے ادھر پھینک دے ایک یہ بھی حالت
 تھی تمہاری اٹھائے اٹھائے لوگ تم کو پھرتے تھے جیسے تم کوئی اپاہج ہو تم کوئی
 لنگڑے ہو تم کوئی لولے ہیں نہ تم اپنے ہاتھ ہلا سکتے تھے نہ پیر تم نظر بھی نہیں ملا سکتے
 تھے تو لوگ کہتے تھے نظر ابھی ٹھہری نہیں ایک وہ بھی دور تھا پھر تم گٹھنیوں چلنے لگے
 پھر تم ذرا سا کھڑے ہوئے چیزیں نوچنے لگے، پھر توڑ پھوڑ مچائی تم نے تو ذرا میں
 ٹالے گئے پھر اور بڑے ہوئے پھر جوانی آئی تو اکڑ آئی اب زمین پر تم قدم ہی
 نہیں رکھ رہے تھے اچھا ابھی تو گٹھنوں پر چل رہے تھے زمین پر رگڑ رگڑ کے اکڑ
 آ گئی لودیکھو تم اب کیا کرتے ہیں لو یہ کیا ہوا کمر کیوں جھک گئی یہ گردن کیوں ملنے
 لگی یہ سزا ہے اکڑ کی پہلے تو تم ایسے نہیں تھے اب سب کو تصویر دکھاتے ہو، دیکھئے
 عہدِ جوانی کیا ہے یہ عہدِ جوانی پھر ایک دن آیا اب دوسرے پھر اٹھا رہے ہیں وہی
 دور واپس آ گیا کوئی اٹھائے تو تم اٹھو کوئی کھائے تو تم کھاؤ عاجز آ گئے کہا بھی
 بیکار ہو گئے دعا کیجئے ان کی مشکل آسان ہو جائے خدا خدا کر کے مشکل آسان
 ہوئی یہ کون سا دور آ گیا پڑے ہوئے ہیں کوئی قریب ہی نہیں آتا ہے اب کیا

جائیں ان کے پاس نہ یہ بولیں گے نہ یہ دیکھیں گے تو پھر اب کیا کریں تو لے جاؤ اب ان کو امام باڑے کے غسل خانے میں آگئے دو چار لوگ، غسل ہوا کپڑے پہنائے گئے اب کیا کریں لے چلو اب کیا کریں گڑھا کھودو اس میں گاڑ دو اب جو دفن کر کے ہٹے مولوی سے کہا پڑھ تلقین اب جو مڑے تو مڑ کے نہیں دیکھا اب کیا ہوا اب تین دن بعد جائیں گے کیوں روز کیوں نہیں جاؤ گے اب چالیسویں میں جائیں گے چلیئے اب سال بھر بعد برسی پر جائیں گے اور اب دس سال ہو گئے قبر ٹوٹ گئی ارے کوئی وارث نہیں ہے کوئی آتا ہی نہیں قبر ٹوٹی پڑی ہے ارے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ گڑھا جو دکھائی دے رہا ہے بڑھ نہ جائے اور دوسرے نے دیکھا ایک بلاک رکھ دیا اب وہ اس سے زیادہ نہیں بنائے گا اب وہ اپنے وارث کی قبر بنائے گا کہ دوسرے کی، گئے دوسرا دور شروع ہو گیا دوسرا نہیں گنا نہیں ایک دور پہلا تھا جب گھنٹوں پر چلتے تھے دوسرا دور جب اکڑ آئی جب جوانی آئی تیسرا دور آیا جب کمر جھکی اور جب مر گئے تو چوتھا دور شروع ہوا چوتھا دور ختم نہیں ہوا قیامت تک جانا ہے چوتھا ہی تو بڑا دور ہے تو اتنے دور تو تم نے دیکھے ہیں نا اپنے بھی دیکھو گے اور دوسروں کے بھی دیکھ رہے ہو ہم وہ دور بتانا چاہ رہے ہیں جب تم قطرہ تھے، تو اس سے پہلے بھی کچھ تھے ورنہ قطرے میں کیسے آئے آپ سمجھ تو سب کچھ رہے ہیں یہ مجھے اندازہ ہو گیا نتیجے تک پہنچنا ہے ہم کو اور آپ کا وہ دور نہیں دیکھا کسی نے

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا (۱)
 إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا (۲)
 إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (سورہ دھر... آیت ۳ تا ۵)

تھے کہیں کہاں تھے کب بنے ہم بنے بہت پہلے لاکھوں برس پہلے یعنی قیامت



تک جتنے انسانوں کو اللہ نے پیدا کرنا تھا ذرے کے شکل میں بنا دیا، وہ تھی روح انسانی روح پہلے بنی جسم بنتا ہے ماں کے پیٹ میں روح آتی ہے وہاں سے روح ابھی نہیں بنی کہ ابھی ابھی بناؤ اور ڈالو آدم کی خلقت سے ہزاروں برس پہلے

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ (سورہ اعراف - آیت ۱۷۲)

کتاب ”فردوس الاخبار“ دہلی میں رسول اللہ کی حدیث بیان ہوئی ہے کہ فرمایا: یہ اقرار عہد اُلت کا ہے جب دنیا میں کوئی موجود نہ تھا اور خدا نے محض اپنی خدائی کا اقرار نہ لیا تھا بلکہ حضرت رسول کی رسالت اور حضرت علی کی امارت و ولایت کا بھی اور وہ بھی محض انسانوں سے نہیں بلکہ فرشتوں سے بھی۔ چنانچہ یہ حدیث اسی آیت کی تائید یا تفسیر میں وارد ہوئی۔

قال رسول الله لو يعلم الناس متى سمى علي امير المؤمنين لم ينكروا فضله سمى امير المؤمنين و آدم بين الروح والجسد قال عز وجل واذاخذ ربك من بني آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم علي انفسهم الست بربكم قالت الملكة بلي وقال الله تعالى انا ربكم و محمد نبيكم و علي اميركم

حضرت رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ جانتے کہ علی کا نام امیر المؤمنین کب رکھا گیا تو ان کی فضیلت سے انکار نہ کرتے علی امیر المؤمنین اس وقت کہلائے جب آدم کا روح و جسد درست نہ ہوا تھا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے واذاخذ الایة الست بربکم تو فرشتوں نے کہا ہاں تب خدا نے فرمایا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے نبی ہیں اور علی تمہارے امیر

ہیں۔ یومِ اُکست کے روز اس سے بھی پہلے روحوں بن چکیں تھیں ذرّے کی شکل میں جیسے سونے کے ذرات بکھرا دیئے جائیں اس طرح اللہ نے حکم دیا کہ تمام روحوں میدانِ ذر میں آئیں اس لیے اس زمانے کو کہتے ہیں عالمِ ذریعنی ہم عالمِ ذر میں بھی تھے یہ لاکھوں برس پرانی بات ہے تو ایک دن اللہ نے کہا سب جمع ہوں آئیں میدان میں آئیں تمام روحوں نکل پڑیں ایک سیلاب اُٹھا سب روحوں نکل آئیں عالمِ ذر میں اور پھر اللہ نے آواز دی ہم تم سے ایک عہد لیتے ہیں ایک عہد آج عہد کا دن ہے وعدے کا دن ہے ہم نے تمہیں بلا یا ہے اے میری مخلوق ہم آج سے لاکھوں برس کے بعد ایک دنیا آباد کریں گے آدم کو بنائیں گے پھر تمہیں دوسرے جہاں میں پیدا کریں گے جیسے اب ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہم تمہیں دوسری دنیا دیں گے وہاں ایک نئی زندگی دیں گے تو یہ پہلا دن تھا جب یہ وعدہ ہوا کہ یہاں بھیجیں گے اور اللہ مخاطب ہے روحوں سے، کہا ہم ایک عہد لیتے ہیں عہد کا دن عہدِ اُکست پہلا عہد پہلے دن کا جو وعدہ لیا گیا، اللہ نے وعدہ لیا کیا ہے وعدہ کہا ایک جنتی ہے جو ہمارا وارث ہے۔ اس کا نام ہے پہلی عقل کائنات کی یعنی اپنی وراثت اُسے دی ہے اس کے دو حصے ہیں ایک نبی ہے ایک علیؑ آج ہم تمہیں اس کی زیارت کرائیں گے نور آیا تو سب کو آواز دی دیکھ لیا سب نے کہا قَالُوا بَلٰی سب بولے بلی سب نے کہا بے شک، یہ بکلی یاد ہے نایہ بکلی غدیر کے دن بھی جمع ہوئی تھی نہیں سمجھے یہ بکلی جو لگا ہوا ہے نا وہ دن پھر اسی دن کو دوہرایا گیا کہا کچھ یاد ہے وعدہ لیا تھا لیکن یہاں بھی وعدہ لینا تھا پھر دو آئے وہی یہ وعدہ پہلے ہوا تھا روحوں سے دیکھ لیا سب نے کہا ہاں دیکھ لیا مان لیا ہاں مان لیا اب ایک ایک نور آنا شروع ہوا کہا یہ حسنؑ یہ حسینؑ سب کو دکھایا کہا یہ ایک ایک عہد کا امام ہے پہچان لیا کہا پہچان لیا سب نے کہا ہاں، مانو گے ہاں مانیں گے یہ ہمارے وارث



ہیں جب تم دنیا میں پیدا ہو گے تو یہ وہاں موجود ہونگے مانو گے سب نے کہا ہاں مانیں گے۔ تمہید یاد ہے نا اس کی نظر سے کوئی چیز چھپی ہوئی تو نہیں ہے یہ جتنی رو حیں کروڑوں، اربوں، کھربوں سب جمع ہیں اس میں کس کی کس کی روح ہے اس میں ابو جہل کی روح بھی ہے اس میں ابوسفیان کی روح بھی ہے اس میں یزید کی عمرو د کی فرعون کی سب کی رو حیں ہیں نا اور سب کیا کہہ رہی ہیں، ہم ایمان لائے ہم ایمان لائے تو کیا اس کو یہ نہیں معلوم اس میں کون سا ابو جہل بنے گا کون اس میں یزید بنے گا کون سا عمرو د بنے گا کون سا فرعون معلوم ہے نا اس کو سب چیخ رہے ہیں اور وہ سب کو دیکھ رہا ہے، اس کو یہ بھی پتہ ہے یہیں کہیں سلمان بھی ہیں ابو ذر بھی ہیں آپ بھی تھے وہاں، ہم بھی تھے وہاں سب وہاں چلا رہے تھے مان لیا دیکھ لیا آپ کہیں گے ہم کو تو نہیں یاد تو اماں کے پیٹ کی سب باتیں یاد ہیں؟ نو مہینے وہاں کیا کیا تم نے، کیسی باتیں کرتے ہیں شرم آتی ہے شرم تو آئے گی جو بات تمہیں نہیں معلوم وہ بات تم کیسے بتاؤ گے جب تک کوئی نہ بتائے اور کوئی بھی نہیں بتا سکتا، اب آج کل ٹی وی وغیرہ آ گیا ہے تو ایک باری ٹی وی (T.V) دکھا دے گا کون پیدا ہو رہا ہے عورت پیدا ہو رہی ہے یا مرد پیدا ہو رہا ہے روز تو نہیں ٹی وی دکھائے گا نا کہ اب کدھر گھوم کے گئے اب کدھر گھوم گئے اب اب کیا کھایا اور اب اماں کی پسلی سے اُدھر ٹکرا گئے اب اُدھر ٹکرا گئے چو میں گھٹنے کا تو وہ ٹی وی ہوگا نہیں اتنا قیمتی ٹی وی ہے کہ اماں گھر میں لگا کے بیٹھ جائیں کہ لو اب دیکھو ایسا تو نہیں ہو سکتا نا کہ ہر وقت دیکھئے بس ایک بار دکھایا جائے گا تو ایک ہی بار عالم ذر دکھایا جائے گا یا روز عالم ذر دکھایا جائے گا، ہم دکھا رہے ہیں تمہیں سب تھے وہاں یا نہیں نہ ہمیں یاد نہ تمہیں یاد اللہ نے قرآن میں یاد دلایا تمہیں نہیں یاد ہے، ہمیں تو یاد ہے ہم کہہ رہے ہیں ہم صادق ہیں ہم سچ کہہ رہے ہیں تمہیں یقین ہے ہم نے



تم سے یہ وعدہ لیا تھا، اب تمہیں نہ یاد ہوا اگر نہیں یاد تو دوبارہ تو یاد لائیں گے یا یہ ہے کہ پورا اسلام نہیں سمجھے کچھ نہیں سمجھے اسلام نام ہے عالمِ ذر کے ترے کا وہاں کچھ باتیں ہوئی تھیں تم بھول گئے لو پھر نبیؐ اور علیؑ کو بھیجا پھر اسلام شروع ہوا تاکہ اب یاد آئے یاد دلانے کے لیے پھر خیر، خندق، اُحد، یہ ابو جہل یہ یزید یہ نمرود یہ فرعون یہ فلاں یہ فلاں سب آگئے تمہیں نہیں یاد ہے نا ہم منظر دوہرا رہے ہیں، اب تو یاد کر لو بھولی ہوئی باتیں یاد کر لو سب دکھایا جا رہا ہے جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے جو بھی ہو رہا ہے پہلا دن قرآن میں یاد کرو تو اب اللہ سے کہیں چل کے تو دیکھ رہا ہے اس میں یزید بھی ہے ابو جہل بھی ہے نمرود ہے فرعون بھی ہے ہامان ہے قارون ہے اور سب کہہ رہے ہیں ہاں ایمان لائے تو تجھ کو پتہ نہیں یہ ایمان نہیں لائیں گے وہاں جا کے کہا ہاں معلوم ہے تو بس روک بے اب ان کو پیدا نہ کرنا ورنہ ہم لوگوں کے لیے مشکل ہو جائے گی جب تو پہچانتا ہے ان میں فرعون کون ہے اس کی روح کے ذرے کو پکڑ کے ابھی جہنم میں ڈال دے، اس DNA کو کتنے کم لوگ سمجھے یہ دیکھئے سائنس کتنے کم لوگ پڑھ رہے ہیں، اخبارات میں ہی پڑھ لیا کریں DNA کیا ہے یہ صدی ہے DNA کی DNA پڑھا جا رہا ہے تو یہاں پڑھا جا رہا ہے، وہاں پہلے بنا تھا DNA اس ذرے میں سب کچھ تھا پورا ابو جہل ایک ذرے میں جیسے DNA میں ایک بچہ ہے، اور اُس میں اُس کا پورا حال تو وہاں بھی پورا حال تو پروردگار تو یہ کریں گے جب DNA کو پڑھیں گے تو دیکھیں گے کہ ہٹلر جیسا کوئی بچہ ہے تو وہ DNA کو وہیں زہر دے کر مار دیں گے، سائنس دان تو یہ کرنے والے ہیں تو یہ کیوں نہیں کر رہا ہے تو کیوں نہیں سمجھ رہا ہے کہ تو فرعون کو بھیجے گا تو موسیٰؑ کو مشکل ہو جائے گی تجھے معلوم ہے اس میں نمرود کون ہے، کون سا ذرہ نمرود ہے، نہ بھیج ورنہ ابراہیمؑ کے لیے مشکل ہو جائے گی، جلانے



گاہرا ہیتم کو تجھے معلوم ہے یزید کیا کرے گا حسینؑ کے لیے مشکل ہو جائے گی، مت بھیج کہا تم پدی نہ پدی کا شور بہ، ہم سے یہ کہہ رہے ہو تم کو یہ نہیں معلوم ہم عادل ہیں ابھی تو اس نے ارادہ بھی نہیں کیا خطا کا سزا پہلے دے دیں کا ہے کی سزا دے دیں اس نے کوئی کام ہی نہیں بُرا کیا ابھی ابھی تو اس نے وعدہ کیا ہے ہم نبی کو بھی مانیں گے علیؑ کو بھی، کس بات کی سزا دے دوں کہ اُسے پیدا نہ ہونے دوں، جائے عقل استعمال کرے غلط طریقے سے غلط کام کرے سزا کا مستحق ہو جائے، اس کے لیے جہنم بنایا ہے اور آخری دن آج تو پہلا دن ہے اب سمجھیں پہلا دن اور آخری دن کیوں ہے پہلے دن وعدہ پورا نہ کیا تو پھر آخری دن یہ ہے پوری دنیا کی کہانی اس کے بیچ میں ہیں تمام انبیاء اور وارث اللہ سے آپ نے کہا مار دے پیدا ہونے سے پہلے اس ذرے کو اس نے کہا یہ ہمارا عدل ہے جرم کیا نہیں سزا کیسے دیں۔ علیؑ کی بیعت شروع ہو گئی چوتھی خلافت تھی لوگ بیعت پہ بیعت کرنے لگے ٹوٹ پڑے لوگ ایسے میں ابنِ ملجم آیا علیؑ نے ہاتھ بلند کیا ہوا تھا ابنِ ملجم آیا اس نے بھی بیعت کی چلا علیؑ نے کہا واپس آ وہ پھر واپس آیا کہا پھر بیعت کر اس نے پھر بیعت کی پھر واپس چلا علیؑ نے کہا پھر واپس آ پھر بیعت کر اس نے پھر بیعت کی، جب بیعت کر کے تیسری بار جانے لگا تو اپنے اصحاب سے مڑ کر کہا یہ ہے میرا قاتل یہ جو جا رہا ہے یہ مجھے قتل کرے گا لوگوں نے تلواریں نکال لیں کہا یا علیؑ ابھی مار دیں ابھی مار دیں کیوں آپ نے اسے چھوڑ دیا، کہا ابھی تو اقام ہی نہیں کیا سزا کس بات کی، وہ اللہ ہے یہ وارث ہے اب وارث سمجھ میں آ گیا وارث سمجھ گئے اس لیے بھیجا گیا سب کو کیوں بھیجا گیا سب نے پکار کر کہا وہ دولت جو تو دے رہا ہے عقل کہا لے جاؤ سب لے کر چل دیئے ہر انسان کے پاس عقل دولت تمہیں عقل کی دے دی جو غلط استعمال کرے گا سزا پائے گا اور آخری دن یاد

رکھنا یہ ساری کہانی دنیا کی کیا ہے کوئی عقل صحیح استعمال کر رہا ہے تو جنت میں جا رہا ہے کوئی عقل غلط استعمال کر رہا ہے تو جہنم میں جا رہا ہے جہاں عقل صحیح استعمال ہوئی وہ حُر بن جائے غلط استعمال ہوئی وہ عمر سعد بنا، فیصلہ تم کر لو یہ ہے کل اسلام کی کہانی اب کیا مشکل ہے اُلت کو پہلے دن کو اور آخری دن کو سمجھنا اتنا مشکل فلسفہ ہے اسے کہتے ہیں فلسفہ عالمِ ذر، اگر لے بیٹھو تو ایک لفظ سمجھ میں نہ آئے گا میں نے تمہیں آدھے گھنٹے میں سمجھا دیا وارث بھی سمجھ گئے مالک بھی سمجھ گئے وہاں طے ہوا تھا کہ وارث کون بنے گا تو سب جانتے تھے کہ کون کون منافق ہے کون قاتل ہے کون ہم پر ایمان نہیں لائے گا کون ہمیں تکلیفیں پہنچائے گا تو بیٹھے کیوں رہے مار دیتے تو پھر یہ اللہ سے کہو کائنات چل رہی ہے اسی فلسفے پہ تو جب مالک اپنی اسی مرضی پر چل رہا ہے تو وارث بھی اسی مرضی پر چل رہا تھا تم یہ سمجھے ہم نے علیؑ کو قتل کر دیا حسینؑ کو قتل کر دیا اب اگلا جملہ تم نہیں سمجھو گے تو میں سمجھوں گا تم سو رہے تھے یا کہیں اور چلے گئے بہت قیمتی جملہ آیا تھا لیکن تمہاری ادھر ادھر کی گردنوں نے وہ جملہ میرے دماغ سے نکال دیا، ذرا ٹھیک سے بیٹھو ہوشیار ہو کر۔ کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے سب اللہ دیکھ رہا ہے تو جو جو اللہ کرے اگر وارث کو پہچاننا ہے تو یہ دیکھو کہ وارث وہی کر رہا ہے یا نہیں جو اللہ کر رہا ہے کبھی کبھی عذاب لاتا ہے کبھی عذاب لاتا ہے کبھی نہیں لاتا ڈھیل دے دیتا ہے چھوڑ دیتا ہے کبھی بہت دن کے بعد عذاب آتا ہے کبھی مجرم کو چھوڑ دیتا ہے کبھی پکڑا جاتا ہے کبھی بہت دن کے بعد پکڑا جاتا ہے کبھی دنیا میں سزا ملتی ہے بار بار ملتی ہے کبھی نہیں ملتی پھر وہاں ملتی ہے یہ اُس کا ایک نظام ہے جو چل رہا ہے ایسے ہی وارث بھی ہوتے ہیں کبھی مجرم چھوڑ دیتے ہیں کبھی مجرم پکڑ لیتے ہیں کبھی سزا دے دیتے ہیں کبھی سزا نہیں دیتے ہیں اس لیے کہ اسی طرح نظام چلانا ہے وارثوں کو جیسے اللہ



چلا رہا ہے جنگ جمل ختم ہوئی مروان پکڑا گیا اور باندھ کر مروان کو علیؑ کے سامنے لایا گیا اب کیا آپ مروان کو نہیں جانتے مروان کا نام تو سنا ہی ہوگا کم از کم نہیں سنا بولو سنا ہے پکڑا گیا جنگ جمل میں پوری لڑائی اسی نے لڑوائی تھی، اس نے لڑوائی تھی بھائی ورنہ رسولؐ نے کہا تھا کہ حوآب کے کتے ہائے کتے بھونک رہے ہیں واپس چلو مروان چالیس آدمی پکڑ کے لے آیا سب نے گواہی دی کہا یہ حوآب نہیں ہے، تو کتے تو ہیں مروان کُتوں کی آواز تو آئی ہے لیکن سب نے مان لیا کیونکہ چالیس گواہ ہیں، دیکھئے اسلام کے کسی بھی اصول کو مسلمان جیسے بھی چاہیں استعمال کر لیں اب ایک اصول ہے چالیس گواہیاں ہو جائیں چالیس گواہیاں تو اب کیا ہوگا سب یہی تو کہیں گے کہ چالیس گواہیاں ہو گئیں جانے کہاں کہاں چالیس گواہیاں ہوئیں مُلک شام جاتے ہوئے ایک شخص کے اونٹ پر ہوا قبضہ اور وہ پہنچا وہ غلام چالیس آدمی پکڑ لایا یہی اس کے پاس تھا معاویہ سے اس نے کہا یہ چالیس گواہ ہیں کہا ٹھیک ہے اونٹ تمہارا تو مالک کیا بولا کہنے لگا چالیس گواہیاں تو ہو گئیں اسلامی اصول سے لیکن یہ گواہیاں اور قسمیں جو ہوئی ہیں یہ اونٹ پر ہوئی ہیں یہ اونٹ نہیں ہے یہ تو اونٹنی ہے انہوں نے کیا کہا بجائے اسکے کہ شرماتے کہ اونٹ اور اونٹنی کا فرق ہمیں نہیں معلوم ایک عجیب بات کہی جو اپنے اوپر سے اُتار کے مسلمانوں پر ڈال دی کہا اب تم وہاں جا رہے ہو کونے کہا ہاں وہاں جا کر علیؑ سے کہنا ہمارے پاس ایسے لوگ ہیں جو تمہارے مقابلے میں لڑوانے کو صفین میں لا رہے ہیں، جو اونٹ اور اونٹنی کا فرق نہیں جانتے تو یہ مجالسیں اس لیے رکھی گئی ہیں تاکہ اونٹ اور اونٹنی کا فرق معلوم ہوتا رہے ورنہ پورا عالم اسلام یہی نہیں جانتا کہ اونٹ اور اونٹنی میں فرق کیا ہے یہ ہے جہالت کا عالم اس لیے یہ مجلسی ماحول بنایا جاتا ہے تاکہ ہمیں ہمارے بچوں کو اُس جہالت سے دور



رکھا جائے، چالیس گواہیاں سمجھے چالیس گواہیاں، حمص ایک شہر ہے وہاں ایک مسلمان چلا گیا تو عجیب حالت دیکھی بہت سی باتیں دیکھیں اس میں ایک یہ بھی بات دیکھی کہ جناب وہ قاضی جی جو ہیں ان کے پاس پہنچے کوئی مسئلہ تھا تو یہ دیکھا وہ کھڑے ہوئے ہیں اور شراب کا گلاس ان کے ہاتھ میں ہے اور مجرم سامنے ہے اور لوگ گواہی دے رہے ہیں اس نے شراب پی تو قاضی جی کہہ رہے ہیں وہ بوتل لاؤ جس میں اس نے پی اس لیے کہ کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ شراب نہیں پی وہ شراب نہیں کچھ اور تھا شربت تھاروح افزا کا، بوتل گھر سے منگوائی گئی اب گواہی کیسے دی جائے قاضی کو فیصلہ کرنا ہے انہوں نے گلاس میں اُنڈیلا ایک گھونٹ لیا اور کہا خدا کی قسم یہ شراب ہے پھر ایک گھونٹ لیا اور کہا خدا کی قسم یہ شراب ہے یوں پورا گلاس پی گئے اور کہا اب اس کو سزا دو یہ شراب تھی بڑی دیر میں باتیں سمجھ میں آتی ہیں کہنے لگے یہ کیسا قاضی ہے کہ شراب پی پی کے قسمیں کھا رہا ہے کہا یہاں قاضی اسی طرح فیصلہ کرتے ہیں چیز پہلے چکھی جاتی ہے۔ کہنے لگے قاضی بھی عجیب ہے کہنے لگ یہاں کوئی مفتی ہے تاکہ اس سے جا کے پوچھیں یہ قاضی کیسا بنایا ہے لوگوں نے کہا جی ہاں، دوڑ کر جب شاہراہ پر پہنچ گیا تو دیکھا بہت مجمع ہے اور پیچھے پیچھے مفتی صاحب بھی جنازے کے چالیس قدم تک جانا ہے انہیں قبرستان اب جو اس نے غور سے دیکھا جنازے کے اوپر ایک زندہ آدمی لیٹا ہے اور رسیوں سے بندھا ہوا ہے اور رام رام ست ہے، ست بولو ملکت ہے، رام رام ست ہے نہیں سمجھے بھائی وہ ہندو لوگ مُردے کو جنازے میں رسی سے باندھتے ہیں کہ بھاگ نہ جائے ہمارے ہاں تو مطلب ایسے ہی سادہ سادہ لیٹا رہتا ہے جہاں چاہے چلا جائے ان کے ہاں باندھ دیا جاتا ہے رسیوں سے تو یہاں بھی حمص میں وہ بندھا ہوا تھا، یہ قہامینے سے آیا اس نے جو غور سے دیکھا کہنے لگا یہ



تو زندہ ہے ادھر ادھر دیکھ رہا ہے جنازے کے شرکاکو تو وہ اپنا قاضی جی والا مسئلہ تو بھول ہی گیا کہنے لگا مفتی صاحب یہ کیسا جنازہ ہے یہ تو زندہ ہے کہاں لے جا رہے ہیں کہا قبرستان میں دفن کرنے کہا مفتی صاحب یہ تو زندہ ہے، لیٹا ہوا دیکھ رہا ہے کہنے لگے کیا بتائیں چالیس آدمیوں نے گواہی دی یہ مر گیا اب چالیس کی مانیں یا ایک کی مانیں اب سمجھ چالیس کی گواہی کیا ہے۔ پھر واپس آؤں مروان پر، کتے بھونکے چالیس گواہیاں ہوئیں کہا یہ خواب نہیں ہے، اُونٹ آگے بڑھ گیا لڑائی کس نے لڑوائی ایسے میں مروان علیؑ کے سامنے پکڑ کے لایا گیا کیا جملہ کہا تھا مالک کسی کو چھوڑتا ہے کسی پہ عتاب کرتا ہے کسی کو سزا دیتا ہے کسی کو برسوں کے لیے چھوڑ دیتا ہے وارث بھی ایسے ہی کرتا ہے۔ علیؑ وارث انبیاء ہیں اور انبیاء وارث اللہ تو علیؑ ڈائریکٹ (direct) وارث اللہ یومِ اُلت سے قیامت تک آتے گئے نا وفات پا گئے اب اللہ ہے اور علیؑ مالک اور وارث اور وارث کو وہاں تک پہنچنا ہے مالک کے دربار میں آخری دن جہاں سب کو بلایا جائے گا پہلے دن کی طرح جیسے عالمِ ذر میں بلایا گیا تھا ویسے ہی قیامت کے دن بلایا جائے گا وہ دن پھر سب کو یاد آجائے گا کہ یہیں سے گئے تھے اور یہ بیچ کا بھی یاد ہوگا۔ تو مروان پکڑا گیا بندھا ہوا عمار لے کر آئے، اب نہج البلاغہ پڑھیے چھوٹا سا خطبہ ہے اس مقام کا جمل کے بہت سے خطبے ہیں، یہ ایک چھوٹا سا خطبہ ہے کیا کہا عجیب و غریب خطبہ ہے، عمار اس کو چھوڑ دو، اس کو جانے دو کھولو اس کے ہاتھ اور اس کے بعد گنتی کی کہ کتنے بادشاہ اس کی نسل میں آئیں گے کچھ دنوں کے لیے یہ بھی حکومت پائے گا اس کے چار بیٹے بھی حاکم بنیں گے، اور کب تک اس کی سلطنت میں اس کی نسل کو جانا ہے چھوڑ اس سے کچھ نہیں سمجھے، عبد الملک بن مروان چوتھے امام کا قاتل بھی ہے اس کی نسل میں ہشام پانچویں امام کا قاتل بھی اس کی نسل میں ہے

آپ چھوڑ رہے ہیں کہا جب اُس نے چھوڑ دیا سمجھے یہ فلسفہ سمجھ میں آ گیا مالک اور وارث کا، علیؑ کو سمجھنا آسان نہیں ہے، چوتھا خلیفہ مان لیا سمجھ میں آ گئے، علیؑ کو اُلت سے قیامت تک دیکھو گے تو تبھی علیؑ سمجھ میں آئے گا، آسان سمجھا ہے آپ نے علیؑ کو سمجھنا، نہیں آسان وارث ہے مالک کا وارث ہے کائنات کا وارث ہے ورثہ بعد میں بنا وارث پہلے بنا اب بھیجا گیا وہی کام اسے کرنے ہیں جو مالک کرتا رہا ہے سمجھ گئے نا آپ، تو حسینؑ کو بھی معلوم ہے وہی بات جو علیؑ کو معلوم ہے جو نبیؐ کو معلوم ہے وہ علیؑ کو معلوم ہے جو علیؑ کو معلوم ہے وہ بعد کے تمام بیٹوں کو ولی عصرؑ تک معلوم ہے، اس لیے کہ سب یکساں عقل کے مالک ہیں سب عقل ہیں سب نور ہیں، سب کے پاس شجاعت ہے، امامت ہے، شرافت ہے، عبادت ہیں سب نجابت ہے، سیادت ہے، سب ایک ہیں چودہ کے چودہ ایک ہیں فرق نہیں ہے باطن میں سن و سال کا فرق ہے یہ فرق یہاں کا ہے وہاں کا نہیں ہے نور سب کا ساتھ بنایہ نہیں کہ کئی کئی برس بعد بنا ہو، اس لیے سب برابر ہیں عالم نور میں سب برابر ہیں چھوٹے بڑے نور نہیں ہیں یہ تو تمہیں یہاں نظر آیا کوئی کسی کے بعد آیا کوئی کسی کے بعد آیا یہ ترتیب مالک کی مرضی ہے مالک کی حکمت ہے کہ کون وارث کب جائے سمجھ رہے ہیں نا بات کو آپ تو یہ سب وارث علیؑ وارث نبی وارث جو ایک جانتا ہے وہ دوسرا جانتا ہے بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آدمؑ جائیں تو شیثؑ کو بتانا نہیں ہے کہ کیا کرنا ہے یہ یوں ہے نبوت کا سلسلہ، جیسے آپ مثال پیش کرتے ہیں مچھلی کے بچے کو تیرنا کون سکھاتا ہے، تو امام کے بعد امام کو سکھایا نہیں جاتا کہ یہ کرنا یہ کرنا تو ہم نے نہیں دیکھا کہ کہیں نبیؐ نے علیؑ کو سکھایا ہو کہ یہ کرنا ہے جو کرنا ہے علیؑ کو وہ نبیؐ کو پہلے سے معلوم ہے، تقریر خاتمے پر آئی آدمؑ کی وراثت میں ثابت کیا تھا، علیؑ آدمؑ کے وارث ہیں ثابت کیا تھا تو آج کیا

<http://fb.com/ranajabirabbas>



آپ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو گیا تھا تو کہو حق نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو گیا تھا یعنی علیؑ کہہ دو یعنی حق ایک یا علیؑ کہنے میں لوگوں کو یہی نہیں معلوم فائدہ کتنے ہیں بس کہایا علیؑ یعنی اللہ ایک بس اب سن لو وارث کا کام کیا ہے ہوتا ہے اب سنتے جاؤ کہایا علیؑ اللہ ایک، یا علیؑ اللہ عادل، یا علیؑ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبوتوں کا وارث، یا علیؑ، یعنی بارہ امام، یا علیؑ یعنی قیامت کا وارث، یا علیؑ یعنی اللہ کی نماز، یا علیؑ اللہ کا روزہ، یا علیؑ، اللہ کا جہاد، یا علیؑ اللہ کی زکوٰۃ، یا علیؑ اللہ کا خمس، یا علیؑ اللہ کا تبرہ اللہ کی طرف سے تبرہ کیا جاتا ہے سورہ توبہ میں یا علیؑ کہو جی تو تبرہ ہو گا یا علیؑ نبی عن المنکر باتوں کے لیے روکو امر بالمعروف یا علیؑ یہی تو مجلس ہے مجلسوں کو زینت دو ذکر علیؑ سے ادھر علیؑ کہا گناہوں سے رُکے اور ثواب کی طرف بڑھے یہ ہے ”یا علیؑ“ اب وارث سمجھ میں آ گیا اگر اب بھی نہیں سمجھ میں آ جائے گا اور پھر جو قبر میں سمجھ میں آئے گا تو پھر صراط تک سمجھ میں آئے گا پھر میزان میں سمجھ میں آئے گا پھر تو وہاں علیؑ خوب سمجھ میں آئے گا اب وارث کا فیصلہ اس کا فیصلہ اور سارے میرے وارث تو میرا فیصلہ تمہارا فیصلہ اور تمہارا فیصلہ میرا فیصلہ اب کیا کہا علیؑ نے وہ دن آنے والا ہے کہ جب میں وہاں ہوں گا سامنے اُدھر جہنم اُدھر جنت اور میں وہاں ہوں گا اور یہ سارے کے سارے عالم ذوالے اور اب وارث کا کام بھی تو دیکھ لو کیوں وارث مانا ہے یہ تو سن لو صحیح وارث کو کیوں مانا اور علیؑ کہتے ہیں میں وہاں آؤں گا اور لوگ گزرنا شروع ہوں گے بس میں یہ کہتا جاؤں گا ایک ایک حدیث میں سارا پس منظر ہے علیؑ تقسیم جنت والنار بھی تقسیم کیسے ہو تقسیم کرنے والا کیا کہیں گے علیؑ؟ جہنم کو مخاطب کرتے جائیں گے جنت کو نہیں مخاطب کریں گے جملہ سن لو پھر تشریح کرتا ہوں کہ یہ کیوں کہیں گے علیؑ کیا کہیں گے یہ تیرا یہ میرا یہ تیرا یہ میرا یعنی یہ تیرا ہے اے جہنم اور جنت تو میں خود ہوں میں ہوں جنت کوئی بہت



خوب صورت بھی ہوئی جگہ نہیں ہے جہاں علیؑ بس وہ ہے جنت یعنی علیؑ کی پناہ میں بس جنت ہے جب علیؑ کی زیارت پڑھتے ہیں نجف میں جا کے تو اس میں کہتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا كَهْفُ الْوَرَىٰ یہ کسی اور کو نہیں کہتے کہف الوریٰ کہف معنی غار اور غار کو کہف کیوں کہتے ہیں پتہ ہے کہف کیوں کہتے ہیں کہف کے معنی ہیں پناہ گاہ یعنی آپ چلے جا رہے ہوں پہاڑیوں میں بارش ہو جائے تو جس غار میں آپ چلے جائیں تو وہ اس وقت کی پناہ گاہ ہے اُسے کہیں گے کہف، اصحاب کہف نے جہاں پناہ لی اس لیے انہیں کہتے ہیں وہ اصحاب جو غار میں تھے، غار والے اصحاب جو غار میں پناہ لیے ہوئے ہوں اس لیے سورے کا نام ”سورہ کہف“ ہے سمجھ گئے، لیکن صرف اگر علیؑ کو کہف کہہ دیا جاتا تو یہ کوئی بڑی بات نہ تھی کہف الوریٰ، ورئی کے معنی آپ کو معلوم ہیں حد امکان سے پرے یہ ہے ورئی ماوراء آپ بولتے ہیں یعنی علیؑ ایسی پناہ گاہ ہیں ورئی کہ جس کے اوپر کوئی پناہ گاہ نہیں ہے علیؑ ایسی پناہ گاہ ترجمہ کروں اہل بیتؑ ایسی پناہ گاہ جس کے اوپر پھر کوئی پناہ گاہ نہیں ہے گھبرانا نہیں کہ اوپر اللہ ہے نہیں یہ ایسی پناہ گاہ ہے کہ یہ توحید کو بھی اپنے سائے میں رکھے ارے کر بلا کیا ہے بہت مشکل سے سمجھ میں آئیں گی باتیں ابھی سمجھاتا ہوں حدیث کساء سے، کیسی پناہ گاہ جو اپنی پناہ میں لے لے رسولؐ آئے کہا فاطمہؑ ضعف ہے کہا اللہ آپ کو ضعف سے محفوظ رکھے، جملہ اگلا معلوم ہے حدیث کساء میں کیا ہے سن لو ضعف محسوس کر رہا ہوں اگلہ جملہ یوں کہہ دوں گا وہ ہے نکتہ ضعف محسوس کر رہا ہوں اللہ آپ کو ضعف سے پناہ میں رکھے نبیؐ نے کیا کہا لاؤ چادر یعنی اللہ کو اپنی پناہ میں لے لے ضعف سے ہٹا کے تو کیا کہا لاؤ فاطمہؑ اپنی چادر اوڑھ کے لیٹ گئے فاطمہؑ کی چادر نبیؐ کی پناہ گاہ ہے وارث سمجھ میں آیا لاؤ چادر پناہ کی دعدا دے رہی ہو تو پھر لاؤ پناہ میں دو مجھے جب فاطمہؑ کی چادر کی پناہ

میں نبی آ سکتا ہے تو محشر میں کون کون آ جائے گا کہف الوریٰ چادر لاؤ نبی فاطمہؑ کی چادر کی پناہ میں ابھی جملہ کہہ دیا تھا جس کی تشریح میں یہ کہا کہ جس کے اوپر کوئی پناہ گاہ نہ ہو جیسی تو معین الدین چشتی نے آواز دی ”دین پناہ است حسینؑ“ اکسٹھ ہجری میں دین کس کا ہے اللہ کا تو پناہ کیوں نہیں دے رہا وارث ہے پناہ گاہ اب وہ جملہ جو بھول گیا تھا ایک دم سے یاد آ گیا ارے وارثوں کو اس لیے بھیجتا کہ میں دیکھوں کہ وعدہ اُلت کا یاد ہے یا نہیں ورنہ میں خود آ سکتا تھا بھیج کے دکھایا سب کو قتل کر دیا تب اس نے کہا میں بچ گیا اگر میں آ جاتا تو تم مجھے حسینؑ کی طرح قتل کر دیتے، بس ختم ہو گئی تقریر سمجھا ہونہ سمجھا ہو۔ کوئی وارث کو بھیج کر سب کو آزما یا اب سمجھے پردے میں کیوں ہے اور آخری کو پردے میں کیوں رکھا تم تو اللہ کو نہ چھوڑو اور کہا اس لیے ہم نہیں آئے دیکھو وارثوں پر اعتماد کتنا ہے ارے کوئی ہوتا اور اگر پتہ ہوتا کہ کربلا میں کیا ہونے والا ہے تو نہیں جاتا میرا جملہ ضائع کر گئے ایک رات میں یہ فیصلہ ہوا کہ تین کو مارا جائے عمر بن عاص کو قتل کر دیا جائے علیؑ کو قتل کیا جائے، معاویہ کو قتل کیا جائے معاویہ تو مسجد گیا ہی نہیں عمر بن عاص پر تلوار لگی تو بھاگ لیا یہ علیؑ تھے جو چلے گئے ڈرے نہیں علیؑ کیوں نہیں ڈرے وارث ہیں اللہ کے اس لیے کہ آج اللہ کی یہ مرضی ہے کہ یوں ہی آؤ مسجد میں قتل کیوں ہو ایہ مسجد میں قتل کا فیصلہ کیوں اللہ نے آزما یا کہ میرے ہی گھر میں میرے ہی گھر والے کو تو اگر میں کعبے میں آ جاتا تو تم کعبے کا دروازہ توڑتاڑ کر مجھے بھی نہ چھوڑتے تمہاری فطرت کو آزما یا تمہاری عادت کو آزما یا تمہاری عقل کو آزما یا تمہاری طینت کو آزما یا اس لیے کہتے ہیں جس کی طینت آلِ محمدؑ کی فاضل مٹی سے بنی ہو وہ آلِ محمدؑ کا باغی نہیں ہو سکتا یہ جو تم بیٹھتے ہو آ کر مجلس میں تم آلِ محمدؑ کی بچی مٹی سے بنے ہو یہ کس کو نصیب اور سن لو اپنے بھی فضائل، علیؑ انبیاء کا وارث اللہ کا وارث تم ذکرِ علیؑ کے



وارث اور کچھ لوگوں کو مبارک رہے ذکرِ فرعون، ذکرِ نمرود اور ذکرِ شیطان ذکرِ یزید اور اس کے بزرگوں اور پُرکھوں اور اس کی اولاد کے ذکر کا وارث ہونا، بھرادر بار تھا سب یزید کی طرف تھے بڑی بات کیا ہے یزید کی طرف ہونا، کمال تو یہ ہے کہ ایک قیدی تھا اور اس کے وارث تم بنو جو مجبور تھا لاچار تھا اس وقت حالانکہ مجبور نہیں تھا وہ وارث تھا اللہ کا جو اس نے چاہا وہ اس نے کیا، وارث ہونا فخر کی بات ہے کہ زینبؓ کی رکھی ہوئی مجلس کے وارث بنو یہ ہے بڑائی۔ یزید کی حکومت کے وارث اگر چھیا لیس اسلامی ملک بنے ہوئے ہیں تو ہم کیا کریں سعودی عرب کس کا وارث تختِ یزید کا اردن، شام مصر ترکی کس کے وارث تختِ بنی اُمیہ کے اور ہم کس کے وارث وہ ذکر جو تخت سے نکل گیا تخت ٹوٹ گیا ذکر رہ گیا، ٹوٹ گیا تاج چکن چور ہوا ذکر رہ گیا سامنے ہی تو نکل اڑا ہوا تھا ارے بھئی وارث ہی تو فیصلہ کرتا ہے علیؑ کے وارث نے فیصلہ کیا منبر پر جا کے یزید کے دربار میں کعبے کا بیٹا ہوں، میں حطیم کا بیٹا ہوں، میں زم زم کا بیٹا ہوں، ہو گیا نہ فیصلہ وارث نے فیصلہ کر دیا اب یزید کے وارث کا فیصلہ باقی تھا یزید مر گیا کیا کہا تھا جناب زینبؓ نے یہ حکومت نہیں ہے جسے تو حکومت سمجھ رہا ہے یہ مہلت ہے وہ جو عالمِ در میں نمرود، فرعون کو آنے دیا تھا، عمریں نہیں دیں تھیں حکومتیں نہیں دیں، مہلت دی تھی تو یزید کو مہلت ملتی ہے حکومت نہیں، زینبؓ نے کہا یہ مہلت ہے مہلت کم بھی ہوتی ہے زیادہ بھی ہوتی ہے، شیطان کی مہلت وقت معلوم تک ہے یزید کی مہلت تین سال کی تھی عجیب بات ہے تین سال میں یزید حکومت کر کے مر گیا تین کا وارث تھا، تین سال میں مر گیا مہلت ختم ہوئی تبھی تو کہا زینبؓ نے صرف تو تھوڑی بھگتے گا جن لوگوں نے تجھ کو اُمت پر مسلط کیا سزا پہلے وہ پائیں گے بی بی نے اپنا کام مکمل کر دیا خطبہ سنا کر ختم کر دی بات اور فیصلہ وارث کرے علیؑ کے وارث نے



منبر پر اعلان کر دیا میں کون ہوں زنجیریں بندھی ہوں یا طوق پڑا ہوں صاحب
معراج ہیں بات ختم ہو گئی یعنی ابھی چاہیں تو جائیں سدرہ تک زنجیریں تیری یہیں
پڑی رہ جائیں زنجیر تو پڑی رہتی ہے زنجیر تو ہلتی رہتی ہے وہ ہو کے آ بھی جائیں
وارث علی کا وارث اعلان کر دیا حضرت سید سجادؑ نے اب یزید کا وارث آیا بیٹا ادھر
بھی بیٹا ادھر بھی اب فیصلہ ہوگا وارث فیصلہ کرے گا سید سجادؑ کا فیصلہ تاریخ میں
باقی حسینؑ کا وارث ایسا کہ باپ سے تو کہا بیعت کرو بیٹا آیا تو سوال بیعت بھول
گیا بھی اب بیعت مانگ لے باپ نے نہیں کی تو بیٹا کرے گا بندھا ہوا ہے
زبردستی بیعت لے لے پتہ چلا زبردستی بیعت نہ وہ لے پائے تھے نہ یہ لے سکے
بیعت یوں نہیں ہوتی باندھ بوندھ کے رستی سے بیعت نہیں ہوتی بیعت باندھی
نہیں جاتی، بیعت تو ہوتی ہے مانگ ہی نہ سکے بتایا میں آزاد ہوں اگر ہمت ہوتی
تو مجھ سے مانگ لیتا بیعت، آخر آزاد کرنا پڑا فیصلہ ہو گیا کر بلا کا اب ادھر کا فیصلہ
باقی ہے یزید صحرا میں مر گیا ٹانگ ایک آگئی گھوڑے کی رکاب میں انکی آگئی اب
جو دوسرا عشرہ پڑھوں گا نا انجام یزید پورا اس میں تین تقریروں میں پڑھوں گا تو سنئے
گا اب دمشق میں ایک ٹانگ آگئی شور ہوا رونا دھونا ہوا نسیان ہوا ختم یزید کو کون روتا
ہے، کون روتا کوئی بھی نہیں رویا بیٹا جب نہیں رویا تو بیوی کہاں روتی ہے بیٹی ہوتی
تو روتی، بھئی بیٹی ہوتی تو روتی نا بیویاں انیس ہوں بارہ ہوں نو ہوں ہم نے تاریخ
میں دیکھا ہی نہیں کہ کوئی بیوی روئی ایک روایت دکھا دو اچھا نہیں ہے ہی نہیں
بیوی کہاں روتی ہے اور کیوں روئے بال بچے ہوں تو روئے بچے یتیم ہو گئے کس
بات پر روئے یہاں رونا دھونا اس لیے نہیں کہ سلطنت تو بچوں کو ملنے ہی والی ہے تو
جناب جو دادا کا نام وہ پوتے کا نام یزید کے بیٹے کا نام معاویہ ہے جو اس کے دادا
کا نام ہے اور وہ آگئے کہا یہ تخت ذکر سید سجادؑ تخت یزید جملہ کیا تھا وہاں سے یہاں



آئے ذکر سے تخت ٹکرائے تو کیا ہوا سید سجاد ذکر اور یزید کے بیٹے نے پوچھا یہ تخت کہا یہ تخت آپ کا ہے خطبہ دیا کہا یہ تخت اس پر بیٹھو اس کے پائے تو خون حسینؑ میں ڈوبے ہوئے ہیں ہو گیا فیصلہ، میرا باپ حسینؑ سے ٹکرایا، یزید کیا کہہ رہا تھا حسینؑ مجھ سے ٹکرائے، وارث کیا کہہ رہا ہے بات وارث کی مانی جائے گی اور میرا دادا اعلیٰ سے ٹکرایا اور میرا پردادا نبیؐ سے ٹکرایا سب گئے جہنم میں یہ تخت جہنم کا تخت ہے اب لے جاؤ اور تخت کو ٹھوکر ماردی اور پھر تاج کو ٹھوکر ماری کر بلا کے بعد کسی امام نے تخت لیا نہ تاج اس لیے کہ یزید کے بیٹے کا ٹھکرایا ہوا تھا، یہ کسی کا ٹھکرایا سر پر نہیں لیتے اب عالم اسلام چودہ سو برس سے تخت و تاج لیے ہوئے گھوم رہا ہے ٹھکرایا ہوا ٹھوکر میں پڑا ہوا حالانکہ یہ کوئی پہلی بار نہیں ٹھکرایا گیا

پشت پازد بر سر تاج و تکیں

اقبال نے کہا کہ امام حسنؑ نے تخت و تاج کو ٹھوکر ماردی سب سے پہلے ٹھوکر ماری حسنؑ نے اب اگر معاویہ نے اس کو سر پر رکھ لیا تو حسنؑ کے پیر کا ٹھکرایا ہوا اس میں کوئی فخر کی بات نہیں یزید کے وارث نے فیصلہ کر دیا اندر گیا زہر دے دیا گیا، مر گیا، وارث کا خاتمہ ہو گیا آج تک یزید کا کوئی وارث نہیں ہے قبر کا ہی نہیں پتہ وارثوں کی قبر کا بھی پتہ نہیں حسینؑ کی قبر حسینؑ وارث انبیاءؑ تو اعلان ہوتا ہے اَلْسَّلَامُ عَلَیْكَ اے آدمؑ کے وارث اے نوحؑ کے وارث اے ابراہیمؑ کے وارث اے موسیٰؑ کے وارث اے عیسیٰؑ کے وارث اے رسولؐ کے وارث محمدؐ کے وارث نہیں اس وراثت میں ایک اور وراثت یاد رکھی گئی اے خدیجہؑ کے وارث حسینؑ ہیں خدیجہؑ کے وارث اور اے فاطمہؑ کے وارث اور وارث چلے ”زینبؑ یہ روکے کہتی تھیں اے میرے وارثو!“ قافلہ چلا، آئے تھے تو بے پردہ آئے تھے اب جو چلے تو پردے پڑے تھے عمار یوں پر پردے پڑے تھے اور کر بلا آئے



چہلم کے دن دلیل الزائرین ایک کتاب ہے اس میں ہر امام کی زیارتیں ہیں آخری باب میں ایک روایت ہے وہ پڑھ رہا ہوں جہاں کر بلا کی زیارات لکھی ہیں اس باب میں اربعین کر بلا میں زیارات کا ثواب لکھا ہے ایک عاشور کو جمع ہوتا ہے حسینؑ کے روضے پہ اور پھر جو جمع ہوتا ہے وہ چہلم کے دن ہوتا ہے قیامت کا جمع قبر حسینؑ پر جب روضہ نہیں بنا تھا صرف کچی عمارت عمارت تھی عباسی دور میں ایک وزیر کی بیوی کہنے لگی کر بلا چلیں چہلم سے دو دن پہلے قاعدہ یہ تھا اس وقت زائروں کا کہ کر بلا سے کافی فاصلے پر چاروں طرف خیمے لگتے تھے دو دن تین دن پہلے آ کے سب ٹھہر جاتے تھے جب چہلم کا دن ہوتا تھا تو سب خیموں سے نکل نکل کے ماتم کرتے ہوئے قبر حسینؑ کی طرف چہلم کے دن بڑھتے تھے تو یہ قافلہ بھی پہنچ گیا وزیر اور اس کی بیوی کا دو دن پہلے، آ کے اندھیرا تھا ظاہر ہے اس زمانے میں روشنی تو تھی ہی نہیں صحرا تھا کر بلا چند قبریں تھیں ایک آدھ درخت نکل آئے تھے اسی سے پہچان ہوتی تھی کہ یہ قبر حسینؑ ہے چار دیواری بھی نہیں تھی وزیر کی بیوی جس کا نام خدیجہ لکھا ہے وہ کہتی ہے کہ شب چہلم اس نے خیمے کے دروازے سے دیکھا کہ کر بلا کے میدان میں ایک دم روشنی پھیل گئی سب پڑے سو رہے تھے قافلے میں وہ اٹھی اور دروازے سے نکلی دیکھنے کے لیے روشنی کیسی ہے تو وہ چلی قبر حسینؑ کی طرف تو اس نے دیکھا کہ سامنے سے ایک جلوس آ رہا ہے اور جلوس یہ ہے کہ بہت سی عورتیں بال کھولے آ رہی ہیں اور ایک بی بی علم لیے ہوئے آگے آگے اور دو عورتوں نے اس کے بازوؤں کو تھاما ہوا ہے وہ کہتی ہے کہ ایک بار منادی نے ندادی اور کہا پتہ ہے تجھے کون آ رہا ہے یہ جنت سے فاطمہؑ کی سواری آ رہی ہے اور یہ جو فاطمہؑ کو لے کر چل رہی ہے یہ جنت کی حور طیبہ ہے جو ہر وقت بی بی کی خدمت میں جنت میں حاضر رہتی ہے اور بی بی سیدہ کے ہاتھ میں یہ علم ہے

<http://fb.com/ranajabirabbas>



آئے علیؑ آئے حسنؑ آئے رسول اللہؐ نے زہراؑ کا شانا پکڑا اور قبر سے اٹھایا باپ پر نظر گئی کہا بابا میرا بچہ مارا گیا، پہلا جملہ تمہید کا یاد ہے اللہ کے لیے نسیان نہیں ہے اس کے لیے کوئی بھلا وہ نہیں ہے بابا جس بچے کو چکی پیس کر پالا تھا تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کر دیا گیا، آخری مجلس ہے نا ابھی حسینؑ کا تابوت چہلم کے دن تابوت کیوں تاکہ یاد آئے جس کا جنازہ نہیں اٹھایا زید کا ایک غلام تھا جو غلام ترکی تھا اسیر کر بلا چلا گئے سید سجادؑ کہتے رہے، گئے بابا کا سردے دو کہا یہ سرتو ہمارے خزانے میں رہے گا بہن کو بھائی کا سر نہیں ملا عرصے تک دربار میں یزید کے حسینؑ کا سر رہا معصومؑ سے پوچھا گیا سر حسینؑ کہاں ہے کہا قبر حسینؑ میں، معصومؑ کے جسم کا کوئی حصہ معصومؑ سے جدا نہیں رہتا امام صادقؑ نجف لے گئے صحابیؑ کو اور کہا سر ہانے جب علیؑ کے آؤ تو حسینؑ کی زیارت پڑھا کرو تو صحابیؑ نے پوچھا کیوں کہا پہلے حسینؑ کا سر نجف میں دفن ہوا وہاں سے پھر کر بلا گیا اس لیے یہاں بھی زیارت پڑھو حضرت علیؑ کی ضریح کے پاس حسینؑ کی زیارت پڑھی جاتی ہے اب بھی حدیث معصومؑ ہے۔ غلام ترکی جب رات آتی ہے تو چپکے سے صندوق کھولتا جس میں سر حسینؑ تھا سر کو اٹھا کے زانو پر رکھتا اور پھر رونا شروع کرتا اور باتیں کرنے لگتا اور کہتا بس مولا جس دن مدد ہو جائے علیؑ کی میں آپ کے سر کو لے کر چلوں گا اور قسم کھائی ہے میں نے کہ میں آپ کے بابا علیؑ کے پاس چل کے آپ کا سر پیش کروں گا میں نے قسم کھائی ہے ہو گئی تقریر اور چند جملے حسینؑ کا گھرا جڑا ہے لیکن دعا دے گئے سب گھروں کو کہ سب کے گھر آباد رہیں روتا راتوں کو روتا اور ایک دن موقع پا کر چپکے سے سر حسینؑ لے کر محل سے نکل گیا ادھر وہ چلا اور اُدھر یزید کو جب پتہ چلا تو اس نے کئی فوجی دستے بھیجے جہاں ملے ترکی کو پکڑ لو غلام ترکی سر حسینؑ لے کر گیا ہے دستے پیچھے چلے وہ جنگل میں چلا لیکن وہ فوجی دستوں کو دیکھ



رہا تھا لیکن وہ فوجی دستے غلام ترکی کو نہ دیکھ سکے اور وہ نکلتا چلا گیا یہاں تک کہ فوجی دستے واپس گئے وہ منزلوں منزلوں آگے بڑھتا گیا کچھ دور آگے بڑھا تھا جنگل میں تو اب جو دیکھا رات آگئی رات آئی تو اندھیرا نہیں تھا بلکہ رومال میں جو سر بندھا تھا اس سے روشنی نکل رہی تھی جیسے موسیٰ کے ہاتھ میں بد بیضا ہو جنگل میں روشنی پھیل رہی تھی اور اس کے ہاتھ میں وہ رومال تھا جس میں سر حسینؑ تھا وہیں صحرا میں ایک نصرانی عورت خورشید بانو چالیس کنیزوں کے ساتھ کہیں جاتی تھی اس کے خیمے لگے ہوئے تھے رات کا وقت تھا کچھ کنیزیں خیمے کے دروازے پر تھیں ایک بار انہوں نے پکارا بی بی! اپنی مالک کو پکارا عجیب بات دیکھی ایک مسافر جاتا ہے اس کے ہاتھ میں اتنا بڑا موتی ہے کہ اس سے روشنی نکل رہی ہے وہ جواہرات کی شوقین تھی اس نے کہا اس کو بلاؤ اگر کوئی سوداگر ہے وہ موتی ہم خریدیں گے اتنا چمک دار موتی کہ جس سے جنگل میں روشنی پھیلی ہوئی ہے کچھ لوگ دوڑے اور اس کو بلا کے لائے اس کے ہاتھ میں وہ رومال تھا خورشید بانو نے کہا اس کی کیا قیمت ہے کہا اس کی قیمت نہیں ہے اس کی قیمت نہ انبیاء دے سکتے ہیں نہ دعو عالم دے سکتا ہے اس کی قیمت مالک کائنات کے پاس ہے کہا میں رونمائی میں تجھ کو چالیس کنیزیں اور جو میری دولت ہے میں سب کچھ دیتی ہوں یہ موتی مجھے دے دے کہا یہ موتی تو قسم کھائی ہے وہیں جا کے کھلے گا جہاں کی قسم ہے ہم نہیں دے سکتے کہا کہاں لے جاتا ہے کہا یہ ہم نجف لے جا رہے ہیں کہا اچھا تو پھر ایسا کر کہ یہ موتی دکھا دے ہمیں ایک بار کہا یہ رومال نہیں کھلے گا جب تک کہ علیؑ کی قبر نہیں آئے گی کہا اچھا تو پھر ایسا کر ہم تیرے ساتھ چلتے ہیں اور نجف میں چل کے اس کو دیکھیں گے جہاں تو اس کو کھولے گا تو آج کی رات تو ہمارا مہمان ہو جا کہا یہ ہو سکتا ہے کہ آج کی رات ہم خیمے میں ٹھہر جائیں کہا دن



جب نکل آئے گا ہم تمہارے ساتھ چلیں گے ایک خیمہ اس کے لیے خالی کر دیا
 خورشید بانو نے اور وہ تھا خیمے میں چلا گیا تھا ہوا تو تھا ہی کب سے بھوکا پیا صحرا
 میں چل رہا تھا خیمے میں جو لیٹا تو نیند آ گئی مگر یہ کیا کہ سینے پر رومال کو رکھ لیا اور
 دونوں ہاتھ اس پر رکھ لیے تاکہ کوئی لے نہ جائے اور سو گیا غافل سو گیا کنیریں
 چاروں طرف خیمے کے ٹہل رہی تھیں ایک بار ان کی خیمے کے اندر نظر گئی تو یہ دیکھا
 کہ جو چیز بھی رومال میں ہے وہ سر سے اوپر کی طرف بلند ہوتی اور اندر سے آواز
 آتی السلام و علیک یا امیر المومنینؑ سر بلند ہو رہا ہے وہ گھبرا گئی کنیر اور
 اس نے کہا بی بی ذرا چل کے عجیب تماشہ دیکھو وہ موتی جو اس کے پاس ہے روشنی
 تو اس میں سے نکل رہی ہے لیکن وہ اس کے سینے پر سے بلند ہوتا ہے اور اس میں
 سے آواز آ رہی ہے اور وہ آئی اور کنیروں سے اس نے کہا کہ آگے جا اور اس موتی
 کو اٹھا کے لاکچھ کنیریں گئیں اور اس رومال کو اٹھا کر لے آئیں خورشید بانو کے
 خیمے میں لائیں خورشید بانو نے اہتمام کے ساتھ ایک چوکی رکھی اور اس پر اس کو
 رکھ دیا چاروں طرف کنیریں کھڑی ہیں کہا اب ہم کھول کے دیکھتے ہیں اس میں کیا
 کیا ہے ایک بار خورشید بانو نے رومال کھولا اب جو دیکھا ایک کٹا ہوا سر تھا رگیں
 خشک ہونٹ خشک، بے اختیار گٹھنوں کے بل بیٹھ گئی اور بے اختیار کہا مجھے تو
 ایسا لگتا ہے تو کسی برگزیدہ ہستی کا سر ہے ایسا لگتا ہے تو کسی نبی کے گھرانے کا سر
 ہے، جب تو بول سکتا ہے اور ابھی بول رہا تھا تو تجھے اپنے حق کی قسم یہ بتا کہ تو کون
 ہے کہ ایک دم چاروں طرف خیمے کی طرف سے ایک عورت کے رونے کی صدا
 آنے لگی آواز یہ گونج رہی تھی ارے زہرا کے لال حسینؑ ماں آ گئی حسینؑ ماں آئی
 ہے حسینؑ، گھبرا گھبرا کے سب دیکھنے لگیں، کہا کوئی ماں اپنے بیٹے کو روتی ہے شاید
 اسی کی ماں ہے اس کو ہمیں بھی رونا چاہیے ایک بار خورشید بانو نے کہا مظلوم پر



رونے کا ثواب ہے جیسے عیسیٰؑ پر رونے کا ثواب ہے سب اپنے بال کھولو اور اس
 کے گرد ماتم کر کے روؤ روتے جاؤ اور بی بی جو اس کا نام پکار رہی ہے یہی کہو ہائے
 حسینؑ ہائے حسینؑ سب نے ماتم شروع کیا ایک بار سب نے رونا شروع کیا کہا
 ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ اور ماتم کرتے کرتے اتنا روئیں کہ گر گر جاتی تھیں اور ماتم
 کرتی جاتی تھیں، تو خورشید بانو نے کہا ماتم کرنا ضروری ہے ہم گر رہے ہیں بے
 ہوش ہو کر تو ایسا کرو اپنے اپنے بالوں کو چوب خیمہ سے باندھ لورسیوں سے باندھ
 لو تاکہ گرد نہ مگر سب چالیس کنیزیں اور عورتیں گر گئیں سب بے ہوش ہو گئیں صبح
 جب آئی عورتیں چاروں طرف بے ہوش پڑیں تھیں اب غلام ترکی جو اٹھا تو سر
 غائب تھا دیکھتا ہوا خیموں میں چلا دیکھا بال بکھرے پڑے ہیں عورتیں زخمی ہیں
 سر زخمی ہیں ایسا لگتا ہے اپنے آپ کو بیٹا ہے اور چاروں طرف بے ہوش ہیں اور بیچ
 میں سرے دوڑ کر سر کو اٹھایا کہا مولاً آپ ہم سے جدا ہو گئے تھے یہ کہہ کے رومال کو
 باندھا، سر کو لے کر چلا اور دوڑتا ہوا چلا اور یہ کہتا ہوا چلا یا علیؑ آپ کے بیٹے کا سر لایا
 ہوں ایک بار اللہ نے ملائکہ کو حکم دیا اے میرے ملائکہ حسینؑ کا جنازہ نہیں اٹھا
 حسینؑ کا لاشہ نہیں اٹھا سر جا رہا ہے سب جاؤ انبیاء آئے آدمؑ نوحؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ سب
 وارث کے پیچھے پیچھے چلے اور کہتے ہوئے چلے ہائے حسینؑ وائے حسینؑ ایک
 جلوس تھا ایسا لگتا تھا حسینؑ کا جنازہ جا رہا ہے انبیاء جنات ملائکہ ایک بار نجف کا
 دروازہ آیا دروازے سے پکارا اس نے السلام و علیک یا امیر المومنین
 ایک بار قبر سے آواز آئی لاؤ میرے حسینؑ کو لاؤ، دو ہاتھ قبر سے نکلے آ میرے لعل
 آ جا میرے پیاسے ہائے حسینؑ وائے حسینؑ!





علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی کتابیں

نمبر	کتاب کا نام	صفحات	قیمت
..... ﴿سوانح حیات﴾ www.jabir.abbas@yahoo.com			
۱۔	سوانح حضرت فاطمہؑ (انڈونیشیا پیپر)	1040	700/=
۲۔	ایران کی شہزادی جناب شہر بانوؑ	472	400/=
۳۔	شہزادہ قاسم ابن حسنؑ (جلد اول)	640	500/=
۴۔	شہزادہ قاسم ابن حسنؑ (جلد دوم)	400	500/=
۵۔	سوانح حیات شہزادہ علی اصغرؑ	960	800/=
۶۔	اُمّ البنینؑ	400	300/=
۷۔	سوانح حیات حضرت اُمّ کلثومؑ	544	600/=
..... ﴿تاریخ﴾ www.jabir.abbas@yahoo.com			
۸۔	شہزادہ قاسم کی مہندی	400	500/=
۹۔	شہزادی زہنبؑ اور تاریخ ملک شام	224	200/=
۱۰۔	امام حسنؑ کی فتح اور دشمن خدا کی شکست	144	200/=
۱۱۔	غم حسینؑ اور عزاداروں کی شفاعت	224	200/=

۳۲۵			علی وارث انبیاء
600/=	720	۱۲۔	ذوالجناح
200/=	144	۱۳۔	شہید علمائے حق
.....﴿ادبیات﴾.....			
300/=	288	۱۴۔	معصوموں کا ستارہ شہزادہ علی اصغرؑ (فرنج سے ترجمہ)
200/=	240	۱۵۔	اردو غزل اور کر بلا
300/=	384	۱۶۔	احساس (علمی، ادبی مضامین)
300/=	338	۱۷۔	نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد اول)
300/=	368	۱۸۔	نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد دوم)
200/=	304	۱۹۔	کلامِ ضمیر (مرثیے، نوے، سلام)
500/=	912	۲۰۔	شعراے اردو اور عشقِ علیؑ
500/=	720	۲۱۔	شاعرِ اعظم (میر انیس)
300/=	416	۲۲۔	میر انیس کی شاعری میں رنگوں کا استعمال
400/=	408	۲۳۔	میر انیس بحیثیت ماہر حیوانات
500/=	366	۲۴۔	میر انیس (انگلش)
500/=	544	۲۵۔	اردو مرثیہ پاکستان میں
500/=	992	۲۶۔	خاندانِ میر انیس کے نامور شعرا
1000/=	1232	۲۷۔	ضمیرِ حیات
700/=	968	۲۸۔	دبستانِ ناسخ



..... عشرہ مجالس			
۳۲۶			
۲۹۔	عظمتِ حضرت زینبؓ (۱۵ مجالس)	368	300/=
۳۰۔	حضرت علیؓ میدانِ جنگ میں	224	200/=
۳۱۔	معراجِ خطابت (۵ جلدیں)	(کمل سیٹ)	1400/=
۳۲۔	حضرت علیؓ کی آسمانی تلوار ذوالفقار	368	300/=
۳۳۔	امام اور امت (اُردو)	272	200/=
۳۴۔	امام اور امت (انگریزی ترجمہ)	307	200/=
۳۵۔	احسان اور ایمان	336	200/=
۳۶۔	ولایتِ علیؓ	336	200/=
۳۷۔	مجالسِ محسنہ (جلد اول)	400	200/=
۳۸۔	مجالسِ محسنہ (جلد دوم)	368	200/=
۳۹۔	معجزہ اور قرآن	320	200/=
۴۰۔	ظہورِ امام مہدیؑ	272	200/=
۴۱۔	عظمتِ صحابہ	288	200/=
۴۲۔	تاریخِ شیعیت	304	200/=
۴۳۔	قاتلانِ حسینؑ کا انجام	352	250/=
۴۴۔	علمِ زندگی ہے	352	300/=
۴۵۔	عظمتِ حضرت ابوطالبؓ	296	250/=
۴۶۔	اسلام پر حضرت علیؓ کے احسانات	257	250/=

۳۲۷		علیؑ وارثِ انبیاءؑ
250/=	344	۴۷۔ قرآن کی قسمیں
300/=	256	۴۸۔ معرفتِ الہی اور سیرتِ معصومینؑ
300/=	304	۴۹۔ بُت شکن اور بُت تراش
300/=	272	۵۰۔ انسان اور حیوان
300/=	304	۵۱۔ اقوامِ عالم اور عزاداریِ حسینؑ
300/=	328	۵۲۔ علیؑ وارثِ انبیاءؑ
300/=	304	۵۳۔ محسنینِ اسلام



۳۲۸

علی وارث انبیاء

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کے مندرجہ ذیل عشرہ مجالس شائع ہو گئے ہیں

(عشرہ مجالس)

اقوامِ عالم اور عزاداریِ حسینؑ

قیمت: 300

صفحات: 304

..... (انہیں خطابت)

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

(عشرہ مجالس)

بُت شکن اور بُت تراش

قیمت: 300

صفحات: 304

..... (انہیں خطابت)

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

(عشرہ مجالس)

معرفتِ الہی
اور
سیرتِ معصومینؑ

قیمت: 300

صفحات: 256

..... (انہیں خطابت)

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

(عشرہ مجالس)

انسان اور حیوان

قیمت: 300

صفحات: 272

..... (انہیں خطابت)

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی